عمران سیریز
گرینڈ وکٹری
مظہر کلیم ایم اے
Uploaded By Nadeem

عمران سیریز

گرینڈ وکٹری

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''گرینڈ وکٹری'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی پاکیشیا سے باہر دیگر ممالک میں تو اپنے عروج پر ہوتی ہے لیکن جب بھی کوئی مشن پاکیشیا میں مکمل کیا جاتا ہے تو عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی پوری طرح کھل کر سامنے نہیں آتی۔ موجودہ ناول میں ایکریمیا کی ایجنسی کراس ورلڈ نے پاکیشیا میں اپنا مشن اس انداز میں مکمل کر لیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کانوں کان خبر تک نہ ہو سکی اور ایکریمین ایجنٹوں نے اپنی اس کارکردگی کو بجا طور پر گرینڈ وکٹری قرار دے دیا اور ایسا ان کا حق بھی تھا لیکن کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی واقعی زیرو ہی رہی یا عمران ہاتھ سے نکلی ہوئی اس وکٹری کو اپنی طرف موڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سب تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو گا لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کو پسند آئے گا اور آپ اپنی آراء سے بذریعہ خطوط یا ای میلز مجھے ضرور مطلع کریں گے لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

بستی محمود کوٹ ملتان سے محمد جنید کھیڑا نے شکایت کی ہے کہ

''خان برادرز کا فون نمبر یا موبائل نمبر ناولوں میں درج نہیں کیا
جاتا۔ انہوں نے فرمائش کی ہے کہ آئندہ ناول خان برادارز سے ہی
شائع کیے جائیں اور فون نمبر بھی ضرور لکھا جائے''۔

محترم محمد جنید کھیڑا صاحب۔ خان برادرز کا فون نمبر اس لئے
درج نہیں کیا جاتا کہ یہ صرف پبلشنگ ادارہ ہے۔ خان برادرز سے
شائع ہونے والی کتب کے ڈسٹری بیوٹر ارسلان پبلی کیشنز ہیں۔ ان
کا نہ صرف پتہ ہر کتاب میں درج ہوتا ہے بلکہ فون نمبر اور موبائل
نمبر بھی درج ہوتا ہے۔ جہاں تک ناولوں کے خان برادرز سے
شائع ہونے کا تعلق ہے تو اب میرے تحریر کردہ تمام ناول خان
برادرز سے ہی شائع ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہوتے
رہیں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

گلگت، بلتستان سے راویر لکھتے ہیں۔ ''میں آپ کا روحانی قاری
ہوں۔ آپ کی تحریروں میں جو دلکشی ہے وہ کسی اور میں نہیں ملتی۔
آپ نے چند باتوں میں کسی قاری کے سوال کے جواب میں لکھا تھا
کہ آپ کا ٹی وی چینل ''روہی'' میں انٹرویو نشر ہوا تھا۔ آپ مہربانی
کر کے اس انٹرویو کی ویڈیو کیسٹ مجھے ضرور ارسال کریں۔ ایک
درخواست اور بھی ہے کہ آپ کے ناولوں کے حصہ دوم میں خطوط
اور ان کے جواب شامل نہیں کئے جاتے۔ خط شائع نہ ہونے سے
ایسا لگتا ہے کہ قارئین نے آپ کو خط لکھنے چھوڑ دیئے ہوں''۔

محترم راویر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد

شکریہ۔ مصنف اور قاری کے درمیان واقعی ایک روحانی رشتہ قائم ہو
جاتا ہے اس لئے آپ نے اپنے آپ کو روحانی قاری لکھا ہے تو
درست لکھا ہے۔ ٹی وی چینل ''روہی'' پر انٹرویو کافی عرصہ پہلے نشر
ہوا تھا۔ انہوں نے ویڈیو کیسٹ بھجوانے کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ وعدہ
آج تک وفا نہیں ہو سکا۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں
بار بار ان سے رابطہ کروں اس لئے مجبوری ہے۔ جہاں تک ناولوں
کے حصہ دوم میں خطوط کے شامل نہ ہونے کا تعلق ہے تو چونکہ پہلے
ہی ناول اس قدر ضخیم ہو چکا ہوتا ہے کہ اسے مکمل کی بجائے دو
حصوں میں شائع کرنا پڑتا ہے۔ خطوط شامل کرنے سے اس کی
ضخامت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اس لئے اس میں خطوط اور ان
کے جواب دانستہ شامل نہیں کئے جاتے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی
خط لکھتے رہیں گے۔

منڈی شاہ جیونہ، ضلع جھنگ سے حافظ محمد عمران ناصر لکھتے ہیں۔
''میں آپ کو عظیم الشان جاسوسی ناولز لکھنے پر مبارک باد پیش کرتا
ہوں۔ میں تقریباً بیس سالوں سے آپ کے ناول باقاعدگی سے
پڑھ رہا ہوں۔ عمران میرا پسندیدہ کردار ہے۔ عمران اور جولیا کے
درمیان ہونے والی نوک جھونک بے حد اچھی لگتی ہے۔ باقی کردار
بھی اپنی اپنی جگہ پر بے حد جاندار ہیں اور وہ جس طرح عمران اور
جولیا کی عزت کرتے ہیں اس سے ان کے کردار پسندیدہ ہو گئے
ہیں۔ آپ کے نوجوان صاحبزادہ فیصل جان کی وفات کا پڑھ کر دلی

افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین''۔

محترم حافظ محمد عمران ناصر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی بات درست ہے۔ جو لوگ بڑوں کی عزت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں کامیابیاں عنایت کرتا ہے اس لئے ہمارے معاشرے میں بڑوں کی عزت کرنا سکھایا جاتا ہے۔ آپ نے میرے مرحوم صاحبزادے فیصل جان کے لئے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address
mazharkaleem.ma@gmail.com

جولیا اپنے فلیٹ میں بیٹھی ٹی وی پر اپنا پسندیدہ پروگرام دیکھ رہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کی آواز کم کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''صالحہ بول رہی ہوں جولیا۔ کیا تم میرے ساتھ کریم پورہ جاؤ گی۔ ہم رات کو واپس آ جائیں گی''...... دوسری طرف سے صالحہ کی آواز سنائی دی تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''کریم پورہ۔ کیوں۔ وہاں کس کے پاس جانا ہے اور کیوں''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ کریم پورہ دارالحکومت سے ڈیڑھ دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا شہر تھا جس کی وجہ شہرت وہاں قدیم ترین غاریں تھیں جن میں ہزاروں سال پہلے

تصویریں بنائی گئی تھیں جنہیں دیکھنے کے لئے سیاح دور دور سے آتے رہتے تھے۔

"وہاں میری ایک فرینڈ رہتی ہے اور میں اس کی دعوت پر جا رہی ہوں۔ بڑی ملنسار لڑکی ہے۔ تم اسے پسند کرو گی۔ اس طرح ایک چھوٹا سا ٹور بھی ہو جائے گا"...... صالحہ نے کہا۔

"لیکن چیف سے اجازت لینا پڑے گی"...... جولیا نے نیم رضامندانہ لہجے میں کہا کیونکہ ان دنوں کوئی مشن نہ تھا اور وہ بڑی بوریت کے دن گزار رہے تھے۔

"لے لو اجازت۔ تمہیں تو چیف انکار نہیں کریں گے۔ میرے لئے بھی ساتھ ہی اجازت لے لینا"...... دوسری طرف سے صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا تو جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا۔ میں بات کرتی ہوں۔ پھر تمہیں فون کروں گی"۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف۔ صالحہ نے ابھی فون کر کے کہا ہے کہ اس کی ایک فرینڈ کریم پورہ میں رہتی ہے اور وہ اس سے ملنے وہاں جا رہی ہے۔ اس نے مجھے بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی ہے۔ ہم رات تک واپس آ جائیں گی۔ آپ کی اجازت کی ضرورت

ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تم ڈپٹی چیف ہو۔ ایسے معاملات میں خود بھی فیصلہ کر سکتی ہو۔ صرف اہم معاملات میں مجھ سے بات کیا کرو۔ البتہ اپنے سیل فونز ساتھ رکھنا۔ باقی فیصلہ تم خود کر سکتی ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ صالحہ بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد صالحہ کی آواز سنائی دی۔

"جولیا بول رہی ہوں۔ چیف نے تو اجازت دے دی ہے۔ اب کب جانا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"میں ایک گھنٹے بعد تمہارے فلیٹ پر پہنچ رہی ہوں۔ تم اس دوران تیار ہو جاؤ"...... صالحہ نے کہا۔

"تم بتاؤ میں کیا پہنوں"...... جولیا نے کہا۔

"وہی پینٹ اور شرٹ کے اوپر لمبا کوٹ پہن لو۔ نومی خود بھی یہی لباس استعمال کرتی ہے۔ میری فرینڈ کا نام نومی ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں تیار ہو جاتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ اٹھی اور واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ پھر جب تقریباً ایک گھنٹے کے اندر صالحہ اس کے فلیٹ پر پہنچی تو وہ تیار ہو

چکی تھی۔

"گڈ۔ اسے کہتے ہیں جامہ زیبی"...... صالحہ نے کہا تو جولیا اس طرح شرما گئی جیسے صالحہ کی بجائے عمران نے اس کی تعریف کر دی ہو۔

"واہ۔ تم تو مجھ سے بھی زیادہ مشرقی بن چکی ہو۔ اب خواتین کی باتوں پر بھی شرما رہی ہو"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ شرم سے مزید سرخ ہو گیا۔

"فضول باتیں مت کیا کرو۔ تم خود کم جامہ زیب نہیں ہو۔ چلو اب۔ ہم نے رات کو واپس بھی آنا ہے"...... جولیا نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"آؤ چلیں"...... صالحہ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد صالحہ کی سرخ رنگ کی جدید ماڈل کی کار تیزی سے کریم پورہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جب تک کار دارالحکومت کے ایریئے میں رہی اس وقت تک تو سڑکوں پر خاصا رش نظر آتا رہا لیکن جب ان کی کار مضافات میں پہنچی تو رش بے حد کم ہو گیا۔ اب اکا دکا کاریں آتی جاتی نظر آ رہی تھیں۔ البتہ ٹرک اور ویگنوں کی تعداد کاروں کی نسبت زیادہ تھی۔

"تم نے نہ پہلے کبھی اپنی فرینڈ نومی کا ذکر کیا اور نہ ہی کبھی اسے بلوایا۔ اچانک دھماکہ کر دیا ہے"...... جولیا نے کہا تو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی صالحہ مسکرا دی۔

"نومی دو ہفتے قبل گریٹ لینڈ سے واپس آئی ہے۔ نومی یونیورسٹی میں میرے ساتھ رہی ہے۔ پھر اس کی شادی ہو گئی اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ گریٹ لینڈ چلی گئی۔ نومی کے سسرال کریم پورہ رہتے تھے۔ خاصے کھاتے پیتے لوگ ہیں۔ کریم پورہ میں ان کی خاصی بڑی جائیداد ہے۔ پھر ایک کار ایکسیڈنٹ میں نومی کی ساس اور سسر ہلاک ہو گئے تو نومی اور اس کے شوہر عریش نے مستقل پاکیشیا واپس آنے کا فیصلہ کر لیا اور دو ہفتے پہلے وہ واپس آئے ہیں۔ ایک ہفتہ تو عریش کے رشتہ داران اور دوسرے ملنے والے تعزیت کے لئے آتے رہے۔ پھر جب وہ فارغ ہوئے تو نومی دارالحکومت میرے پاس آئی اور ایک روز گزار کر واپس چلی گئی۔ اس نے آج مجھے فون کیا اور اس نے مجھے کہا کہ میں آج آ جاؤں تو وہ اکٹھے قدیم غاروں میں بنی ہوئی قدیم تصاویر دیکھنے جائیں گے۔ اس کا شوہر ایک ہفتے کے لئے گریٹ لینڈ چلا گیا ہے اس لئے وہ گھر میں اکیلی ہے جس پر میں نے سوچا کہ تمہیں بھی ساتھ لے لوں تو خوب لطف رہے گا"...... صالحہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے نومی کو اپنے بارے میں کیا بتایا ہوا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"میرے بیک گراؤنڈ کے بارے میں تو وہ بہت اچھی طرح جانتی ہے۔ ڈیڈی بھی اس سے ملاقات کر چکے ہیں۔ البتہ اب میں

نے اسے بتایا تھا کہ میں نے ایک سرکاری ایجنسی جوائن کی ہوئی ہے جس کا تعلق انٹیلی جنس سے ہے اور اس کے بارے میں کچھ بتایا نہیں جا سکتا اور نومی بے حد عقلمند ہے اس لئے اس نے دوبارہ اس موضوع پر بات نہیں کی۔ تمہارے بارے میں بھی میں نے اسے یہی بتایا ہے کہ تم ہمارے سیکشن کی انچارج ہو"...... صالحہ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے اطمینان بھرے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مزید ڈرائیونگ کے بعد وہ کریم پورہ کے نواحی علاقے میں داخل ہو گئیں۔ اس علاقے میں رہائشی کالونیوں کی خاصی تعداد تھی۔ جولیا پہلی بار یہاں آئی تھی اس لئے وہ بڑے غور سے اس علاقے اور یہاں رہنے والے لوگوں کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک کار نے ایک تنگ موڑ کاٹا اور اس کے ساتھ ہی صالحہ نے کار کو ایک زور دار جھٹکے سے روک دیا۔ جھٹکا اس قدر زور دار تھا کہ جولیا کا سر ونڈ سکرین سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"کیا ہوا ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن صالحہ اس دوران دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی تھی اور پھر وہ بھاگتی ہوئی سائیڈ گلی میں غائب ہو گئی۔ جولیا حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ صالحہ کو کیا ہوا ہے اور کیوں اس نے اس انداز میں کار روک کر گلی میں دوڑ لگائی ہے لیکن پھر اس سے پہلے کہ جولیا بھی کار سے نیچے اترتی، صالحہ دوڑتی ہوئی واپس آ گئی اور پھر کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا ہو گیا تھا تمہیں"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"میں بتاتی ہوں"...... صالحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر کار سٹارٹ کر کے اسے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا اور پھر تھوڑا آگے لے جانے کے بعد اس نے کار کو ایک بار پھر موڑا اور پھر اسے ایک سائیڈ روڈ پر لے جانے لگی۔ پھر اس سے پہلے کہ جولیا مزید کچھ کہتی صالحہ نے کار ایک قدیم انداز کی حویلی کے بڑے سے چوبی گیٹ کے سامنے روک دی اور ساتھ ہی زور زور سے ہارن بجانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک میں موجود کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔

"پھاٹک کھولو۔ ہم مہمان ہیں"...... صالحہ نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جی اچھا"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا اور واپس مڑ کر کھڑکی میں غائب ہو گیا۔

"کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو تمہارا موڈ بدل گیا ہے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تفصیل بتاتی ہوں۔ ویسے کوئی خاص بات نہیں ہے"۔ صالحہ نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن جولیا نے دیکھ لیا تھا کہ وہ مسکرا نہ رہی تھی بلکہ مسکرانے کی اداکاری کر رہی تھی۔ چند

لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور صالحہ نے کار آگے بڑھا دی۔ حویلی کا صحن خاصا وسیع تھا۔ اس کے بعد عمارت نظر آ رہی تھی۔ ایک سائیڈ پر دو کاریں موجود تھیں۔ صالحہ نے اپنی کار ان کاروں کی سائیڈ میں لے جا کر روک دی۔

''آیئے''...... صالحہ نے جولیا سے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتری تو جولیا نے بھی کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر آئی لیکن اس کے چہرے پر کبیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید اس کی وجہ صالحہ کا پراسرار رویہ تھا۔ اسی لمحے ایک نوجوان لڑکی عمارت سے نکل کر تقریباً دوڑتی ہوئی ان کی طرف بڑھی اور پھر وہ ہائے کہہ کر صالحہ سے لپٹ گئی۔ جولیا سمجھ گئی کہ یہی صالحہ کی فرینڈ نومی ہے۔

''یہ میری فرینڈ ہیں نومی''...... صالحہ نے نومی کا تعارف جولیا سے کراتے ہوئے کہا۔

''اور یہ میری باس مس جولیا ہیں نومی''...... صالحہ نے جولیا کا تعارف کراتے ہوئے نومی سے کہا۔

''مائی گاڈ۔ آپ غیر ملکی ہیں اور غالباً سوئس نژاد ہیں۔ کیوں۔ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا''...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد نومی نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ کبھی سوئس تھی لیکن اب تو پاکیشیائی ہوں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک آدمی نے ان

کے بیٹھتے ہی مشروبات لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

''نومی۔ تمہارے گھر میں ایک لڑکی کام کرتی تھی جس کا نام شاید شازیہ تھا''...... صالحہ نے جوس سپ کرتے ہوئے نومی سے کہا۔

''ہاں۔ لیکن وہ کام چھوڑ گئی ہے۔ سنا ہے کہ اس کے باپ کا کوئی بڑا پرائز بانڈ انعام نکل آیا ہے اور اس نے کوئی دکان بنا لی ہے جس سے خاصی آمدن ہو جاتی ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو''...... نومی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آج ہم تمہارے گھر آ رہی تھیں تو ایک تنگ سے موڑ پر جیسے ہی میں نے کار کو موڑا تو وہی شازیہ ایک سائیڈ سے اچانک سامنے آ گئی۔ میں نے بریک لگائی۔ گاڑی اس سے ٹکراتے بچی۔ وہ لڑکی خاصی زخمی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی دونوں ٹانگیں خون سے بھری ہوئی ہوں اور اس حالت میں وہ دوڑتی ہوئی گلی میں گھس گئی۔ میں کار سے اتر کر اس کے پیچھے گلی میں بھاگی تاکہ اس کی مدد کر سکوں لیکن وہ ایک مکان میں گھس گئی اور اس نے دروازہ بند کر لیا۔ میں نے اسے پکارا بھی کہ میں اس کی مدد کرنا چاہتی ہوں لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا تو مجھے واپس آنا پڑا لیکن اس کی جو حالت میں نے دیکھی ہے لگتا ہے کہ وہ زندہ نہ بچ سکے گی۔ اسے فوری ہسپتال پہنچانا ضروری ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''اوہ۔ نجانے کیا ہوا ہو گا اس کے ساتھ۔ لیکن ہم کیا کر سکتے

ہیں۔ اس کے ماں باپ ہیں، عزیز و اقارب ہیں۔ وہی کچھ کریں
گے''...... نومی نے کہا۔

''تم اپنے کسی ملازم کو بھیج کر معلوم تو کراؤ کہ اصل بات کیا
ہے۔ کس نے اسے اس انداز میں زخمی کیا ہے اور اب اس کی کیا
حالت ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''ارے چھوڑو۔ کوئی اور بات کرو۔ دوسروں کے مسائل میں
مداخلت کرنے سے ہمیں کیا مل جائے گا۔ ہاں۔ اگر وہ کہیں سڑک
پر پڑی ہوتی تو اس کی مدد ہو سکتی تھی۔ اب تو وہ اپنے گھر پہنچ گئی
ہے تو اب ہم مزید اس کے لئے کیا کر سکتے ہیں''...... نومی نے
لاتعلقانہ انداز میں کہا تو صالحہ نے بات بدل دی لیکن اس کا چہرہ بتا
رہا تھا کہ نومی کی بات اسے اچھی نہیں لگی۔

''موڈ خراب مت کرو صالحہ۔ میں معلوم کرتی ہوں''...... نومی
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی شاید صالحہ کے چہرے پر آنے
والے تاثرات سے اس کی ناگواریت کو سمجھ گئی تھی۔

''تمہیں کیا ہو گیا ہے صالحہ۔ ایک عام سے واقعہ سے تم اس
قدر پٹی ہو رہی ہے۔ کیا خاص بات ہے اس میں''...... جولیا نے
بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میری چھٹی حس کہہ رہی ہے اس کے پیچھے کوئی بڑا مسئلہ لگتا
ہے کہ اس لڑکی کے جسم کو خنجروں سے کاٹا گیا ہے۔ وہ شدید زخمی تھی
لیکن اس کے باوجود وہ اس طرح بھاگ رہی تھی جیسے شدید خوفزدگی

کے عالم میں لاشعوری طور پر بھاگ رہی ہو''...... صالحہ نے کہا۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا۔ وہ جگہ بتاؤ جہاں یہ سب ہوا ہے''۔
نومی نے کہا تو صالحہ نے اسے تفصیل بتا دی تو نومی اٹھ کر کمرے
سے باہر چلی گئی۔ شاید اپنے کسی ملازم کو تفصیل بتا کر وہاں بھجوانے
کے لئے۔

''کیا خاص بات محسوس کی ہے تم نے''...... جولیا نے نومی کے
جانے کے بعد صالحہ سے پوچھا۔

''میرا خیال ہے کہ اس لڑکی کی عزت لوٹنے کی کوشش کی گئی
ہے۔ ناکامی کی صورت میں اسے شدید زخمی کیا گیا ہے اور میں
ایسے ملزموں کا عبرتناک انجام چاہتی ہوں''...... صالحہ نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ہے تو
میں تمہارے ساتھ ہوں''...... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد نومی واپس آ گئی۔

''میں نے اپنے خاص ملازم کو بھیجا ہے۔ وہ سب معلوم کر کے
آئے گا''...... نومی نے کہا اور پھر وہ تینوں باتوں میں مصروف ہو
گئیں۔ نومی، جولیا اور صالحہ کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے بے حد
خوش نظر آ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ایک آدمی اندر داخل ہوا اور اس
نے سب کو سلام کیا۔

''ہاں۔ کیا معلوم ہوا ہے شاکر''...... نومی نے چونک کر اس کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’بیگم صاحبہ۔ شازیہ ہسپتال میں ہے۔ اس پر انتہائی غیر انسانی تشدد کیا گیا ہے۔ اس کی حالت بہت خراب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسے ایک سڑک پر سے اغوا کیا گیا تھا‘‘...... شاکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کس نے کیا ہے یہ سب‘‘...... نومی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’بیگم صاحبہ۔ کرامت بابو اور اس کے ساتھیوں کا نام لیا جا رہا ہے لیکن ابھی کنفرم نہیں ہے‘‘...... شاکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو‘‘...... نومی نے کہا تو شاکر سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

’’یہ کرامت بابو کون ہے‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’یہاں کا مشہور غنڈہ ہے۔ اس کا کوئی کلب بھی ہے یہاں۔ خطرناک لوگ ہیں‘‘...... نومی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کون سا کلب ہے اس کا اور کہاں رہتا ہے یہ‘‘...... صالحہ نے پوچھا۔

’’دیکھو صالحہ۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم کسی انٹیلی جنس ادارے میں کام کر رہی ہو گی اور تم ان لوگوں کو سزا بھی دے سکتی ہو گی لیکن ہم نے یہاں مستقل رہنا ہے جبکہ تم نے واپس چلے جانا ہے اور ہم لوگ کسی صورت ان لوگوں کے ساتھ ٹکراؤ کے متحمل نہیں ہو سکتے

اس لئے جو ہوا اسے چھوڑو۔ اب اس معاملے پر مزید کوئی اقدام کرنا ٹھیک نہیں ہو گا‘‘...... نومی نے صالحہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

’’نومی ٹھیک کہہ رہی ہے صالحہ۔ پولیس خود ہی اس مسئلے کو نمٹا لے گی۔ ہر جگہ جرائم تو بہر حال ہوتے ہی رہتے ہیں‘‘...... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر کھانا کھانے کے بعد نومی انہیں قدیم غاریں اور ان کے اندر بنائی گئی تصاویر دکھانے لے گئی اور انہوں نے اسے بے حد انجوائے کیا۔ شام کو ان کی واپسی ہوئی لیکن جولیا اس وقت بے اختیار اچھل پڑی جب کار ایک ہسپتال کے کھلے گیٹ میں داخل ہوئی۔

’’یہ کہاں جا رہی ہو‘‘...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

’’میں شازیہ سے خود بات کرنا چاہتی ہوں‘‘...... صالحہ نے کار کو پارکنگ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

’’آخر تم اس معاملے میں اس قدر کیوں بچی ہو رہی ہو۔ میری سمجھ میں تو نہیں آ رہا‘‘...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’صرف چند منٹ تمہیں انتظار کرنا ہو گا۔ میں ابھی آ رہی ہوں۔ پھر دارالحکومت چلے چلیں گے‘‘...... صالحہ نے کار روک کر کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کچھ کہتی وہ ایک لحاظ سے دوڑتی ہوئی ہسپتال کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی جبکہ جولیا ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی رہی۔ اسے واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر صالحہ اس معاملے میں اس قدر دلچسپی کیوں لے رہی

ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لڑکی شازیہ کے ساتھ غنڈوں نے کوئی زیادتی کی ہو گی لیکن ان غنڈوں کے خلاف پولیس کام کرے گی لیکن صالحہ شاید اصل بات نہ بتا رہی تھی لیکن ظاہر ہے جولیا اس وقت ازخود کوئی فیصلہ نہ کر سکتی تھی سوائے انتظار کے۔ صالحہ کی واپسی تقریباً نصف گھنٹے بعد ہوئی۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

”کیا ہوا۔ کوئی خاص بات“...... جولیا نے کہا۔

”شازیہ ہلاک ہو گئی ہے“...... صالحہ نے قدرے گلوگیر لہجے میں کہا اور کار سٹارٹ کر کے اسے موڑ کر پھاٹک کی طرف روانہ ہو گئی۔

”اوہ۔ بہت افسوس ہوا۔ وری سیڈ“...... جولیا نے کہا لیکن صالحہ سختی سے ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی کار چلا رہی تھی۔ جولیا چاہتی تو تھی کہ اس مسئلے پر مزید بات چیت ہو لیکن صالحہ کا موڈ بتا رہا تھا کہ وہ اب مزید بات کرنے پر تیار نہیں ہے۔

”تمہیں اس کی حالت دیکھ کر کیا یہی شک ہوا تھا کہ وہ بچ نہ سکے گی“...... تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد جولیا نے کہا۔

”میں تمہیں کیا بتاؤں جولیا۔ شازیہ نومی کے ساتھ پچھلے ہفتے میرے پاس آئی تھی اور اس نے مجھے علیحدگی میں بتایا تھا کہ کریم پورہ میں جہاں وہ رہتی ہے وہاں اس کے ساتھ والی گلی میں کریم پورہ کے سب سے بڑے بدمعاش کرامت بابو کا اڈا ہے اور وہ ان

کے اڈے کے ہمسایہ میں ایک عورت کے گھر گئی تو وہاں وہ چھت پر گئی تو اس نے اڈے کے ایک کمرے میں چار غیر ملکیوں کو دو غنڈوں کے ساتھ بیٹھے دیکھا تھا۔ اس نے یہ سب کچھ ایک کھلے روشن دان سے دیکھا تھا اور ان کے درمیان ہونے والی باتیں سنی تھیں۔ وہ کریم پورہ میں رہنے والے کسی ڈاکٹر عبدالغفار کو اغوا کرنے اور اسے ایکریمیا لے جانے کی باتیں کر رہے تھے۔ شازیہ ویسے ہی تجسس کی بناء پر یہ باتیں سنتی رہی کہ کسی کی نظر اس پر پڑ گئی اور وہ اسے پکڑنے کے لئے بھاگے لیکن شازیہ پہلے ہی وہاں سے نکل کر دوڑتی ہوئی نومی کے گھر پہنچ گئی۔ اس نے نومی کو سب کچھ بتایا تو نومی نے الٹا اسے ڈانٹا اور پھر نومی اسے ساتھ یہاں لے آئی تو اس نے مجھے یہ سب کچھ اس لئے بتایا کہ وہ چاہتی تھی کہ میں نومی کو کہوں کہ وہ اسے غنڈوں سے بچا لے کیونکہ ان غنڈوں نے اس کے گھر دھمکی بھجوائی تھی کہ وہ اسے ہلاک کر دیں گے لیکن نومی اس مزاج کی نہیں ہے کہ دوسروں کے معاملات میں پڑے۔ اس نے الٹا شازیہ کو نوکری سے فارغ کر دیا تھا۔ آج جب میں نے شازیہ کو انتہائی زخمی حالت میں بھاگ کر اپنے گھر کی طرف جاتے دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ اس پر ان غنڈوں نے حملہ کیا ہے۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے بھاگی تاکہ اس سے معلوم کر سکوں لیکن وہ خوفزدہ تھی۔ پھر یہ بتایا گیا کہ وہ ہسپتال میں داخل ہے۔ اب ہسپتال جا کر میں اس سے بات کرنا چاہتی تھی کہ اس کے

ساتھ کیا ہوا ہے لیکن وہ ہلاک ہو چکی تھی۔ اس کا پوسٹ مارٹم ہو رہا تھا اس لئے میں واپس آ گئی''...... صالحہ نے پہلی بار اصل بات پوری تفصیل سے بتا دی۔

''یہ ڈاکٹر عبدالغفار کون ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ البتہ اب میں معلوم کروں گی کیونکہ بے چاری شازیہ صرف اس کے اغوا کی بات سننے پر ماری گئی ہے تو لازماً یہ معاملہ بے حد اہم ہو گا''...... صالحہ نے کہا۔

''تو تم مجھے دارالحکومت چھوڑ کر دوبارہ واپس جاؤ گی''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں عمران صاحب سے کہہ کر ٹائیگر کو اس کام پر تعینات کرا دوں۔ ٹائیگر اصل بات کا پاتال سے بھی کھوج نکال لائے گا''...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ تجویز بہتر ہے۔ لیکن تم خود براہ راست ٹائیگر سے بات کر لو ورنہ عمران نے تو الٹا تمہیں زچ کر دینا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میری بات شاید ٹائیگر اتنی سنجیدگی سے نہ لے۔ ہاں۔ تم اس سے بات کرو''...... صالحہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم میرے ساتھ میرے فلیٹ پر چلو۔ میں اس سے بات کرتی ہوں''...... جولیا نے کہا تو صالحہ کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا البتہ وہ چائے کی ایک پیالی فلاسک میں ڈال کر عمران کی میز پر رکھ گیا تھا تاکہ جب عمران مزید چائے پینا چاہے تو اسے گرم چائے ملے۔ عمران مطالعہ میں گم تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا اور رسالہ پڑھتا رہا۔ گھنٹی وقفے وقفے سے مسلسل بج رہی تھی۔ آخر عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے کوئی رسم نبھا رہا ہو۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ہاں۔ ایکسٹو کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ چاہے تو قیامت تک

فون کی گھنٹی بجتی رہے''...... عمران نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ کو میرا فون کرنا برا لگا ہے''...... اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

''فون کرنا کیوں برا لگے گا۔ ظاہر ہے وہ تو تم نے دانش منزل میں بیٹھ کر کیا ہو گا اور دانش منزل میں جو کام ہوتا ہے وہ دانشمندانہ ہی ہوتا ہے۔ البتہ جو گھنٹی میرے فلیٹ میں بجتی رہی ہے وہ البتہ غیر دانشمندانہ تھی''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اتنی ساری ڈگریوں کے بعد گھنٹی کیسے غیر دانشمندانہ ہو سکتی ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''واہ۔ پہلی بار میری ڈگریوں کو دانشمندانہ کہا گیا ہے ورنہ تو جسے ڈگریاں سناؤ وہی اس طرح منہ بنا لیتا ہے جیسے یہ ڈگریاں کسی دانش گاہ کی بجائے کسی پاگل خانے سے حاصل کی گئی ہوں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ کل جولیا نے فون کر کے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ صالحہ کے ساتھ کریم پورہ جانا چاہتی ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا کہ ان چھوٹے معاملات پر وہ خود فیصلہ کر لیا کرے۔ البتہ سیل فون ضرور ساتھ رکھے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کریم پورہ۔ وہاں کیا ہے۔ کیا وہ غاریں جن میں قدیم دور کی تصاویر موجود ہیں۔ وہ دیکھنے گئی تھیں۔ اگر ایسا ہے بھی تو پوری ٹیم وہاں جا سکتی تھی''...... عمران نے کہا۔

''میں نے تو آپ سے اس لئے پوچھا ہے کہ آپ کو معلوم ہو گا۔ میں نے براہ راست پوچھنا بطور ایکسٹو مناسب نہیں سمجھا تھا لیکن لگتا ہے کہ معاملات اب آپ کے ہاتھوں سے بھی کھسک رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''معاملات میرے ہاتھوں سے کھسک رہے ہیں۔ کیا مطلب''۔ عمران نے چونک کر کہا۔

''جولیا آپ کو ساتھ لے جایا کرتی تھی۔ اب آپ کو اطلاع ہی نہیں دی جاتی''...... بلیک زیرو نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''جب سے سید چراغ شاہ صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا ہے اس کا مزاج ہی بدل گیا ہے۔ اب میری کیا وہ کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتی لیکن اس نے تمہیں کیا کہا تھا کہ وہ کیوں کریم پورہ جا رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس نے بتایا نہیں اور میں نے پوچھنا مناسب نہیں سمجھا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ صالحہ وہاں جا رہی تھی اور جولیا کو اس نے ساتھ لے لیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں معلوم کرتا ہوں کیونکہ جولیا ایسے بے مقصد ٹورز کی عادی

نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ اللہ حافظ''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بولا نہیں غرایا اور دھاڑا کرتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس کے سامنے بلبلانا پڑتا ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اچھا۔ بولو''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ کریم پورہ میں ایک بوڑھا ماہر معدنیات رہتا ہے جس کا نام ڈاکٹر عبدالغفار ہے۔ اسے اغوا کرنے کی دو چار کوششیں کی گئی ہیں لیکن وہ بچ نکلا لیکن اب فائرنگ کر کے اسے ہلاک کر دیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ماہر معدنیات اور کریم پورہ میں۔ یہ کیا خبر ہے۔ کیا مطلب ہے تمہارا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ مس جولیا نے کل رات مجھے فون کر کے کہا کہ میں معلوم کروں کہ کریم پورہ میں ڈاکٹر عبدالغفار کون ہے اور کرامت بابو نام کے غنڈے اس ڈاکٹر عبدالغفار کو کیوں اغوا کرانا چاہتے ہیں۔ میرے تفصیل پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ مس صالحہ کے ساتھ اس کی دوست کی دعوت پر کریم پورہ گئی تھیں۔ وہاں ان کی دوست کی ملازمہ جس کا نام شازیہ تھا، شدید زخمی حالت میں نظر آئی۔ پھر وہ ہسپتال جا کر ہلاک ہو گئی۔ اس نے ان غنڈوں کی غیر ملکیوں سے ہونے والی باتیں سن لی تھیں جس میں ڈاکٹر عبدالغفار کو اغوا کر کے ایکریمیا لے جانے کی باتیں کر رہے تھے۔ اس کی پاداش میں اس ملازمہ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے مس جولیا معلوم کرانا چاہتی ہیں کہ ڈاکٹر عبدالغفار کون ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا تفصیل معلوم ہوئی ہے''...... عمران نے اس بار دلچسپی لینے والے لہجے میں کہا۔ شاید غیر ملکیوں اور ماہر معدنیات کے الفاظ نے اسے دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا تھا۔

''کرامت بابو نام کا ایک گینگسٹر کریم پورہ میں ہے۔ اس نے کرامت کلب کے نام سے وہاں ایک کلب بھی کھولا ہوا ہے لیکن یہ عام جرائم پیشہ لوگ ہیں۔ البتہ ڈاکٹر عبدالغفار ان کے کلب میں آتا جاتا رہتا تھا۔ وہ ماہر معدنیات تھا۔ اس نے غیر ملکی یونیورسٹیوں سے ڈگریاں حاصل کی ہوئی تھیں۔ وہ اس وقت خاصا بوڑھا تھا اور

پاکیشیا کے محکمہ معدنیات میں وہ اعلیٰ عہدے پر رہا ہے اور اس کی تعیناتی کا زیادہ عرصہ شمالی مغربی پہاڑی سلسلے جسے ہفت کوہ کہا جاتا ہے، پر ریسرچ میں گزرا ہے۔ پھر وہ ریٹائرڈ ہو کر واپس کریم پورہ آ گیا۔ جب میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اسے دو بار زبردستی اغوا کر کے کار میں ڈالنے کی کوشش کی گئی لیکن ہر بار وہ علاقے کے لوگوں کی مداخلت سے بچ نکلا لیکن دو روز پہلے اس کی لاش اس کے رہائشی مکان میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے“...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا معلوم ہوا۔ کس نے اسے ہلاک کیا اور کیوں“۔ عمران نے کہا۔

”یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کیونکہ پولیس اس کیس میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہی لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ اس کے پاس کسی قیمتی معدنیات کے سلسلے میں کوئی راز تھا جسے حاصل کرنے کے لئے اسے اغوا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن جب وہ اغوا نہ ہو سکا تو اس سے یہیں معلومات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیا گیا اور مس صالحہ کی فرینڈ کی ملازمہ شازیہ کو بھی اسی لئے ہلاک کر دیا گیا کہ کہیں پولیس تک وہ یہ بات نہ پہنچا دے جو اس نے اتفاقاً سن لی تھی“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”معدنیات کے سلسلے میں ایسی کیا معلومات ہو سکتی ہیں جس کی خاطر غیر ملکی اس میں دلچسپی لیں اور اسے اس انداز میں ہلاک کر دیا

جائے“...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ تو معلوم کرنا پڑے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر تفصیل سے کام کروں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اس میں میری اجازت کی تمہیں کیوں ضرورت پڑ گئی“۔ عمران نے کہا۔

”اس لئے باس کہ اس کے لئے مجھے کم از کم ایک ہفتہ مسلسل کریم پورہ میں گزارنا پڑے گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ معلومات حاصل کرو اور اگر کوئی خاص بات ہو تب مجھے اطلاع دینا“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر رسالہ اٹھا کر ایک بار پھر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کہیں یہ سارا سلسلہ اس دھات بیریلیم کا تو نہیں ہے“...... عمران نے خودکلامی کے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ بند کر کے میز پر رکھا اور اٹھ کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سلیمان اخبارات اور رسائل کو اس انداز میں رکھتا تھا کہ کسی بھی تاریخ کے اخبار اور کسی بھی رسالے کو چیک کیا جا سکتا تھا۔ عمران کو یاد آ گیا تھا کہ اس نے تقریباً دو ہفتے پہلے اخبار میں بیریلیم پر مضمون پڑھا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ دنیا کی سب سے کارآمد دھات بیریلیم جو میزائل اور خلائی جہازوں میں

استعمال ہوتی ہے، کا کافی بڑا ذخیرہ ہفت کوہ میں دریافت کیا گیا ہے اور اگر حکومت اسے نکال کر صاف کرے تو اس کی معمولی سی مقدار اس قدر قیمتی ہوتی ہے کہ پاکیشیا میں موجود غربت کا آسانی سے خاتمہ کیا جا سکتا ہے اور اس مضمون میں بتایا گیا تھا کہ سپر پاورز اس دھات کی تلاش کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہی ہیں۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ اس مضمون میں کسی بوڑھے سائنس دان کا ذکر بھی تھا جس نے اپنی قابلیت اور محنت سے اس دھات کو ہفت کوہ میں دریافت کیا تھا۔ اب ٹائیگر کی بات سن کر اسے خیال آیا تھا کہ کہیں یہ ڈاکٹر عبدالغفار والا سلسلہ اس بیریلیم کا ہی نہ ہو اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد عمران وہ اخبار بنڈل سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا جس میں وہ مضمون شائع ہوا تھا۔ اخبار اٹھا کر وہ واپس سٹنگ روم میں آیا اور اس نے ایک بار پھر وہ مضمون پڑھنا شروع کر دیا اور پھر جب اس کے سامنے ڈاکٹر عبدالغفار کا نام آیا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اصل صورت حال سامنے آ گئی تھی۔ مضمون کے مطابق ریٹائرڈ لیکن انتہائی ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار نے اپنی ذاتی قابلیت اور کوشش سے ہفت کوہ میں بیریلیم کا وسیع ذخیرہ دریافت کر لیا ہے اور اس نے اس سلسلے میں حکومت سے بھی رابطہ کیا ہے لیکن حکومت کے کارپردازان نے اس کے کام پر کوئی توجہ نہیں دی جس سے مایوس ہو کر وہ اپنے آبائی علاقے کریم پورہ میں آ گیا اور اس سلسلے میں اس نے وہاں پریس

کانفرنس کی اور اس کی کوشش پر یہ مضمون لکھا گیا اور شائع کیا گیا۔ عمران نے مضمون پڑھ کر اخبار ایک طرف رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“...... رابطہ ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”پی اے کا مطلب پرسنل اسسٹنٹ ہے یا پورا اسسٹنٹ۔ یعنی مکمل اسسٹنٹ“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہے خدمت گزار اور بس۔ میں بات کراتا ہوں“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”سلطان بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں“...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”تو تمہاری زبان تمہارے دہن میں نہیں تھی جو تم بزبان خود علیحدہ کہتے اور بدہان خود علیحدہ کہتے ہو“...... سرسلطان نے کہا تو عمران ان کے خوبصورت اعتراض پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”کہتے ہیں بیوروکریٹ کی دو زبانیں ہوتی ہیں۔ ایک ماتحتوں کے لئے انتہائی سخت، کھردری اور تحکمانہ اور دوسری اپنے سے

بڑے افسر کے لئے۔ لیکن اب دوسری زبان کے لئے کیا کہوں۔ آپ خود سمجھ دار بلکہ بیوروکریٹ ہیں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ڈیڈی بھی تو بیوروکریٹ ہیں۔ کیوں“...... سرسلطان نے کہا۔

”ڈیڈی کی تحکمانہ زبان اماں بی کے استعمال میں رہتی ہے اس لئے وہ آدھے بیوروکریٹ ہیں“...... عمران نے جواب دیا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”بہرحال بتاؤ۔ کیوں کال کی ہے“...... سرسلطان نے کہا۔

”سرسلطان۔ ملک میں موجود معدنیات کی تلاش کا محکمہ کون سا ہے اور اس کا ہیڈ کون ہے“...... عمران نے کہا۔

”محکمہ تو جیالوجیکل سروے کا ہے۔ البتہ یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ اس کا ہیڈ کون ہے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کوئی خاص بات“...... سرسلطان نے کہا۔

”آج سے دو ہفتے قبل اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ ایک نایاب سائنسی دھات بیریلیم کا کافی بڑا ذخیرہ ہفت کوہ میں ایک ریٹائرڈ ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار نے تلاش کیا تھا۔ یہ دھات بے حد کارآمد دھات ہے اور میزائلوں اور خلاء میں بھیجے جانے والے خلائی جہازوں میں کام آتی ہے اور یہ اس قدر قیمتی ہے کہ اس کی معمولی سی مقدار کسی سپر پاور کو فروخت

کر کے ملک سے غربت کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالغفار نے اس سلسلے میں محکمے کو بغیر لکھے خود جا کر بتایا لیکن کسی نے اس کی بات پر کان نہ دھرے اور نہ ہی اس کی حوصلہ افزائی کی گئی حالانکہ وہ کوئی عام آدمی نہ تھے اور اسی محکمے سے ریٹائرڈ شدہ تھے اور غیر ملکی یونیورسٹیوں سے معدنیات کے سلسلے میں ڈگریاں یافتہ تھے۔ پھر انہوں نے اخبار میں مضمون شائع کرایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں پہلے اغوا کرنے کی کوششیں کی گئیں اور پھر انہیں ان کی رہائش گاہ پر گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس اغوا میں چند غیر ملکی شامل تھے جو انہیں اغوا کر کے ایکریمیا لے جانا چاہتے تھے لیکن ناکامی کی صورت میں انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ میں اس سلسلے میں درست معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں“...... عمران نے تفصیل سے ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن آج کل تو معدنیات تلاش کرنے والے سیارے پوری دنیا پر گھومتے رہتے ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ خصوصی سیارے تو اسے ٹریس نہ کرسکیں اور ایک بوڑھا ماہر معدنیات بغیر کسی آلے کے اسے تلاش کر لے“...... سرسلطان نے کہا۔

”سرسلطان۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقل دی ہے وہ انمول ہے۔ یہ خلائی سیارے بھی انسانی عقل کی پیداوار ہیں لیکن ہمارا المیہ ہے کہ ہم مشینی آلات کو سب کچھ سمجھ لیتے ہیں اور انسانی عقل کو نچلا درجہ دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی نشانیاں ہوں جو اس

بوڑھے ماہر معدنیات کو معلوم ہو گئی ہوں لیکن خلائی سیارے کی
مشینری انہیں چیک نہ کر سکی ہو۔ دوسری بات یہ کہ اگر یہ غلط بات
ہوتی تو ایکریمیا سے لوگ یہاں آ کر اس بوڑھے ماہر معدنیات کو
اغوا کرنے کی کوششیں نہ کرتے۔ یہ تو ہمارے اپنے لوگوں کی کوتاہی
ہے کہ انہوں نے اپنے آدمی پر بھروسہ نہیں کیا لیکن غیر ملکی اس تک
پہنچ گئے''...... عمران نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہرحال میں معلوم کر کے تمہیں فون
کرتا ہوں۔ تم کہاں سے بات کر رہے ہو''...... سر سلطان نے کہا۔

''میں اپنے فلیٹ میں بیٹھا ہوں اور آغا سلیمان پاشا کی واپسی
کی راہ دیکھ رہا ہوں تاکہ مجھے ایک کپ گرما گرم چائے مل جائے
لیکن آغا سلیمان پاشا کی مارکیٹ سے واپسی ٹارزن کی واپسی کی
طرح ہوتی ہے''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی لیکن
دوسری طرف سے رسیور رکھا جا چکا تھا اور عمران نے بھی مسکراتے
ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی
تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کال
سر سلطان کی طرف سے ہو گی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''
عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران۔ جیالوجیکل سروے آف پاکیشیا کا ہیڈ ڈائریکٹر جنرل
عہدے کا ایک آدمی ہے۔ اس کا نام عامر رؤف ہے اور یہ محکمہ

وزارت صنعت کے تحت آتا ہے لیکن کرتا دھرتا ڈائریکٹر جنرل ہی
ہے۔ اس کا فون نمبر میں بتا دیتا ہوں''...... سر سلطان نے کہا اور پھر
انہوں نے فون نمبر بتا دیا۔

''آپ نے میرا تعارف کرایا ہے اس سے یا نہیں''...... عمران
نے پوچھا۔

''میں نے سیکرٹری وزارت صنعت احمد اویس رائے کو کہہ دیا
ہے۔ وہ تمہارا تعارف کرا دے گا۔ تم آدھے گھنٹے بعد اسے فون کر
سکتے ہو''...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینکس''...... عمران نے کہا۔

''مجھے بتانا کہ کیا رزلٹ رہا۔ تمہاری بات سن کر مجھے بھی اس
معاملے میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''کاش آپ کی طرح اس ڈائریکٹر جنرل کو بھی دلچسپی پیدا ہو
جاتی تو یہاں تک نوبت ہی نہ آتی''...... عمران نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر نصف گھنٹے بعد اس نے رسیور
اٹھایا اور سر سلطان کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''یس۔ پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل''...... رابطہ قائم ہوتے ہی
ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔
سیکرٹری وزارت صنعت نے آپ کے ڈائریکٹر جنرل صاحب کو میرا
تعارف کرا دیا ہو گا اس لئے اب میں اس قابل ہو چکا ہوں کہ

ڈائریکٹر جنرل صاحب سے بات کر سکوں''...... عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میں عامر رؤف خان ڈائریکٹر جنرل جیالوجیکل سروے آف پاکیشیا بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ تحکمانہ ہی تھا۔

''مسٹر عامر رؤف خان۔ سیکرٹری وزارت صنعت نے شاید میرا مکمل تعارف آپ سے نہیں کرایا اس لئے میں اپنا تعارف خود کرا دیتا ہوں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میں چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نمائندہ خصوصی ہوں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اسے شاید عامر رؤف خان کا لہجہ پسند نہ آیا تھا۔

''جی فرمائیں جناب۔ مجھے سیکرٹری صاحب نے بھی آپ کے بارے میں بتا دیا تھا اور میری پی اے نے بھی اور مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے سیکرٹری صنعت کو آپ کے بارے میں بتا دیا تھا''...... ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔ اس نے شاید چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اہمیت کو ہی نہ سمجھا تھا اس لئے اس نے اس کا ذکر تک نہ کیا تھا۔

''کریم پورہ میں ڈاکٹر عبدالغفار صاحب رہتے تھے جو پہلے اس محکمہ میں کام کرتے رہے ہیں۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں''۔ عمران

نے کہا۔

''وہ تو کافی عرصہ پہلے ریٹائر ہو چکے تھے۔ ویسے ایک دو بار وہ میرے پاس بھی آئے تھے۔ خبطی اور سنکی سے بوڑھے آدمی تھے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ان کے بارے میں''...... ڈائریکٹر جنرل کے لہجے میں حیرت تھی جیسے عمران نے اتنی لمبی تمہید ایک بے کار آدمی کے لئے باندھی ہو۔

''ڈاکٹر عبدالغفار نے ہفت کوہ سلسلے میں بیریلیم دھات کا ذخیرہ دریافت کیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ آپ کا محکمہ اس کا چارج سنبھال لے لیکن آپ کے محکمے نے اس پر توجہ نہ دی۔ کیا آپ کے پاس بیریلیم کے بارے میں کوئی فائل ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہمارے ملک میں بیریلیم سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو ایکریمین سیٹلائٹ اب تک اس کا کھوج نکال چکا ہوتا۔ ڈاکٹر عبدالغفار بڑھاپے کی وجہ سے سنکی ہو گئے تھے اور اب ہم اس خبطی اور سنکی بوڑھے کے ساتھ پہاڑوں میں دوڑتے پھرنے سے تو رہے''...... ڈائریکٹر جنرل نے کہا تو عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ناگواریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''مجھے خود اس بارے میں کام کرنا پڑے گا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس نے الماری میں موجود سیل فون اٹھایا اور واپس آ کر اس نے کرسی پر بیٹھ کر ٹائیگر سے رابطہ کیا۔

''یس باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ کچھ پتہ چلا ڈاکٹر عبدالغفار کے قاتلوں کے بارے میں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں باس۔ وہ کرامت بابو کافرستان گیا ہوا ہے۔ اس کی واپسی چار پانچ روز بعد ہو گی۔ اصل آدمی وہی ہے۔ وہ آ جائے تو پھر اس پر ہاتھ ڈال کر آگے بڑھا جا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''میں دارالحکومت واپس آ چکا ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ ہم نے ابھی کریم پورہ جانا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے اس ڈاکٹر عبدالغفار کی رہائش گاہ کی تلاشی لے لوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر فون کو آف کر کے اسے میز پر رکھا اور خود وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس تبدیل کر سکے۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ایک قدرے ویران سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ لڑکی کے ہاتھ میں ایک فیشن میگزین تھا اور اس کی نظریں میگزین میں شائع ہونے والی خوبصورت لڑکیوں کی تصویروں پر جمی ہوئی تھیں۔

''اتنے غور سے تم ان لڑکیوں کو دیکھ رہی ہو کہ اتنے غور سے تو ہم مرد بھی لڑکیوں کو نہیں دیکھتے''...... نوجوان آدمی نے گردن موڑ کر لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم اپنی بات کرو ڈینی۔ تم میں تو لڑکیوں کے لئے معمولی سی کشش بھی نہیں ہے۔ تم لڑکیوں اور بکریوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہو''...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو نوجوان ڈینی بے

اختیار ہنس پڑا۔

''مطلب ہے تم نے اپنے آپ کو بکری تسلیم کر لیا ہے''۔ ڈینی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کاش ایسا ہوتا تو شاید تمہاری نظروں میں کوئی دلچسپی کی لہر مجھے بھی دکھائی دے جاتی۔ بالکل بے کار، ٹھس، بدذوق اور نجانے کتنے الفاظ ہوں گے سب ساتھ سمجھ لو''...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ یہ بتاؤ کہ تم مردوں کو کن نظروں سے دیکھتی ہو''۔ ڈینی نے کہا۔

''عورتوں کی نظروں سے۔ اور کن نظروں سے دیکھتی ہوں''۔ لڑکی نے جواب دیا۔

''تمہیں مردوں میں کشش محسوس ہوتی ہے یا نہیں''...... ڈینی نے کہا۔

''پہلے تو بہت ہوتی تھی لیکن جب سے تمہارے ساتھ شادی ہوئی ہے اب تو مردوں کی بجائے الوؤں میں زیادہ کشش محسوس ہونے لگ گئی ہے''...... لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس بار ڈینی ہنس پڑا۔

''یہ ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی شادی کسی الو سے ہو جائے اور اگر نہ ہو اور غلطی سے ڈینی جیسے مرد سے ہو جائے تو پھر ساری عمر کا رونا ہی رہ جاتا ہے۔ کیوں''...... ڈینی نے کہا تو لڑکی

بے اختیار ہنس پڑی۔

''اچھا۔ تو تم اپنے آپ کو مرد سمجھتے ہو۔ ویری گڈ۔ پھر تو مجھے اپنے آپ کو عورت سمجھنا چاہئے لیکن تم تو مڑ کر بھی مجھے نہیں دیکھتے۔ لگتا ہے کہ تمہاری آنکھوں میں بینائی ہی مجھے دیکھ کر ختم ہو جاتی ہے''...... لڑکی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈینی کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لڑکی جس نے جیکٹ پہن رکھی تھی، نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک سیل فون نکال لیا۔ گھنٹی کی آواز اسی سے آ رہی تھی۔ اس نے سیل فون کا بٹن پریس کیا اور کان سے لگا لیا۔

''یس۔ مارٹی بول رہی ہوں''...... لڑکی نے کہا۔

''ڈینی کہاں ہے اور تم دونوں ابھی تک پہنچے نہیں ہو''۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہم راستے میں ہیں۔ بس پہنچنے والے ہیں''...... مارٹی نے کہا اور پھر فون آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔

''مارتھر ہو گا''...... ڈینی نے کہا۔

''ہاں۔ وہ تم سے ملنے کے لئے نجانے کیوں اس قدر بے چین ہو رہا ہے''...... مارٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ میرے لئے نہیں تمہارے لئے بے چین ہے۔ کہتا ہے جب تک مارٹی بہن سے نہ ملوں چین ہی نہیں آتا''...... ڈینی نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا تو مارٹی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''کمال ہے۔ مرد اس قدر جیلس ہوتے ہیں۔ تمہیں اس قدر حسد ہے اس سے۔ شادی سے پہلے تو میں تمہیں بھی بھائی سمجھتی رہی تھی''...... مارٹی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اب تو نہیں سمجھتی۔ چلو یہی غنیمت ہے۔ ویسے ایک بات بتاؤ مارٹی کہ مارتھر نے یہ خصوصی میٹنگ کیوں رکھی ہے''...... ڈینی مذاق میں بات کرتے کرتے یکلخت سنجیدہ ہو گیا تھا۔

''مارتھر احمق نہیں ہے کہ صرف گپ شپ لگانے کے لئے میٹنگ کال کرے۔ کوئی خاص مقصد ہی ہو گا''...... مارٹی نے بھی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈینی نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے مارٹی کی بات کی تائید کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک بیس منزلہ بلڈنگ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گئی۔ پھر بلڈنگ کے تہہ خانے میں بنی ہوئی پارکنگ میں ایک خالی جگہ پر کار روک کر وہ دونوں نیچے اتر آئے اور پھر آتی جاتی لفٹوں کی طرف بڑھ گئے۔ چونکہ پارکنگ تہہ خانے میں تھی اس لئے جو لوگ کاروں پر آتے تھے وہ براہ راست نیچے پہنچ جاتے تھے اور یہاں سے کار لے کر باہر چلے جاتے اس لئے لفٹیں نیچے تہہ خانے تک آتی جاتی تھیں۔ کار کو لاک کر کے مارٹی اور ڈینی دونوں لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اٹھارویں منزل پر واقع ایک آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ ایک خاصا بڑا ہال تھا جس میں کافی تعداد میں عورتیں اور مرد اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ ایک طرف

دروازہ تھا جس کے باہر ایک بیضوی کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی سامنے سرخ رنگ کا فون رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔ مارٹی اور ڈینی دونوں اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

''مارتھر نے کال کیا ہے۔ اسے کہو کہ ڈینی اور مارٹی باہر موجود ہیں''...... ڈینی نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ڈینی اور مارٹی نہیں بلکہ مارٹی اور ڈینی کہیں کیونکہ لیڈیز فرسٹ کا اصول ہر جگہ لاگو ہونا چاہئے''...... مارٹی نے لڑکی سے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

''ویسے تو تم خواتین شانہ بشانہ کام کرنے کے دعوے کرتی رہتی ہو لیکن لیڈیز فرسٹ کیوں۔ سیکنڈ کیوں نہیں''...... ڈینی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں تو مارٹی کی حمایت کروں گی کہ لیڈیز فرسٹ''...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر چند بٹن پریس کر دیئے۔

''مارٹی اور ڈیٹی کاؤنٹر پر موجود ہیں۔ سوری۔ ڈینی اور مارٹی کاؤنٹر پر موجود ہیں''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے کاؤنٹر پر مارٹی اور ڈینی کے درمیان ہونے والی نوک جھونک مختصراً بتا دی۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے ہونے والی بات سن کر اس لڑکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ اندر جا سکتے ہیں۔ پہلے کون جاتا ہے یہ فیصلہ آپ خود کر لیں''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہاں خواتین اکثریت میں ہیں اس لئے میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں لیکن آفس میں ہم مردوں کی اکثریت ہو گی۔ مارتھر اور میں۔ پھر دیکھ لیں گے''...... ڈینی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چلو میں سرنڈر کرتی ہوں۔ اب کیا کیا جائے۔ مجبوری ہے۔ مرد شادی سے پہلے ہر جگہ لیڈیز فرسٹ کے فلسفے پر عمل کرتے ہیں لیکن شادی کے بعد شوہر فرسٹ اور بیگم سیکنڈ کا فلسفہ اپنا لیتے ہیں''...... مارٹی نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا تو کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''آپ اندر جاتے ہیں یا میں کسی اور کو میٹنگ کال دے دوں''...... استقبالیہ لڑکی نے کہا تو ڈینی اور مارٹی دونوں ہنستے ہوئے آگے بڑھے اور پھر پہلے ڈینی اور اس کے بعد مارٹی شیشے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ چھوٹی سی راہداری کے آخر میں ایک بڑا آفس تھا جس کی خاصی بڑی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

''تم دونوں کسی وقت تو لڑائی بند کر دیا کرو''...... ادھیڑ عمر آدمی نے اٹھ کر ان کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمایاں تھی۔

''اوکے باس۔ میں سفید جھنڈی لہراتا ہوں''...... ڈینی نے

مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں تو پہلے ہی سرنڈر کر چکی ہوں''...... مارٹی نے بھی مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں ہی بیک وقت کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''بیٹھو۔ اس صلح کی خوشی میں تمہیں خصوصی شراب پیش کی جائے گی''...... باس نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود ریک سے شراب کی ایک بڑی بوتل اور گلاس اٹھا کر میز پر رکھے اور پھر گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے سب سے پہلے گلاس اٹھا کر مارٹی کے سامنے رکھ دیا۔

''لیڈیز فرسٹ''...... باس نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔

''تھینکس باس''...... مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈینی اور باس دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارتھر بول رہا ہوں''...... باس نے کہا اور کچھ دیر تک دوسری طرف سے کی جانے والی بات سنتا رہا۔

''اوکے''...... مارتھر نے آخر میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''چیف تھا۔ پوچھ رہا تھا کہ مشن پر کام شروع کیوں نہیں ہوا اور ساتھ ہی حکم دیا ہے کہ فوری کام شروع کیا جائے''...... مارتھر نے کہا۔

''کون سا مشن''...... ڈینی اور مارٹی دونوں نے چونک کر پوچھا۔

''ایک بہت اہم مشن درپیش ہے۔ تفصیل تو فائل میں موجو
ہے جو تمہیں دی جائے گی۔ مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ ایک انتہا
کارآمد دھات بیریلیم ہے۔ یہ ایسی دھات ہے جو بہت زیا
حرارت جذب کرسکتی ہے حتیٰ کہ بہت ہی زیادہ حرارت یعنی دو ہزا
چار سو چوالیس درجے فارن ہائٹ پر پگھلتی ہے اس لئے یہ دھا
میزائل سازی اور خلاء میں جانے والے سیٹلائٹ میں استعمال
کے انہیں محفوظ بنا لیا جاتا ہے لیکن یہ دھات اس دنیا میں انتہا
نایاب ہے اور سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ کوئی بھی سیٹلا
اسے ٹریس نہیں کرسکتی۔ سیٹلائٹ کی چیکنگ ریز اس دھات
چیک نہیں کرسکتیں۔ البتہ اسے کوئی ماہر معدنیات مخصوص نشانیوں
وجہ سے چیک کرسکتا ہے۔ اس کی معمولی سی مقدار بھی تصور سے
بھی زیادہ رقم میں خریدی جاتی ہے۔ سپر پاورز اور بڑے ممالک
سیٹلائٹ اور میزائل پر کام کر رہے ہیں اس دھات کو حاصل کر
کے لئے پاگل ہو رہے ہیں کیونکہ جس سیٹلائٹ یا میزائل میں
دھات استعمال کی جائے گی اسے کسی صورت بھی تباہ نہیں کیا جا سک
اس لئے یہ دھات اس وقت دنیا کی سب سے قیمتی دھات بن چک
ہے اور جیسے جیسے سائنس ترقی کرتی جائے گی اس دھات کی قیمت
اور اہمیت بڑھتی ہی چلی جائے گی''...... مارتھر نے باقاعدہ تقر
کرتے ہوئے کہا۔
''ٹھیک ہے۔ ہم سمجھ گئے کہ بیریلیم انتہائی کارآمد، نایاب او

انتہائی مہنگی دھات ہے اور اس دھات کو معدنیات تلاش کرنے والا
جدید ترین سیٹلائٹ بھی ٹریس نہیں کرسکتا لیکن مشن کیا ہے''۔ ڈینی
نے کہا۔
''کاش تمہارے اندر تھوڑی بہت عقل ہوتی۔ باس مارتھر نے جو
کچھ بتایا ہے اس کے باوجود تم مشن پوچھ رہے ہو''...... مارٹی نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔
''اچھا۔ چلو تم ضرورت سے زیادہ عقلمند ہو۔ تم بتا دو کہ مشن
کیا ہے''...... ڈینی نے غصیلے لہجے میں کہا۔
''ارے۔ ارے۔ میرے سامنے تو نہ لڑو۔ میں بتاتا ہوں۔ میں
تو زیادہ بولنے کی وجہ سے تھک کر خاموش ہو گیا تھا''...... مارتھر نے
ان دونوں کے درمیان صلح کراتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ میں بتاتی ہوں۔ ہمارے ذمے آپ یہ مشن لگا رہے
ہیں کہ ہم اس دھات کو ٹریس کریں''...... مارٹی نے کہا۔
''واہ۔ اسے کہتے ہیں عقلمندی۔ کیا بات کی ہے''...... ڈینی نے
ہنستے ہوئے کہا۔
''ارے۔ ارے۔ مزید لڑائی مت کرو۔ میں بتاتا ہوں۔ ہمیں
اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کے ایک ریٹائرڈ ماہر معدنیات نے جس کا
نام ڈاکٹر عبدالغفار ہے پاکیشیا کے بڑے پہاڑی سلسلے جسے ہفت کوہ
کہا جاتا ہے۔ میں بیریلیم کا کافی بڑا ذخیرہ دریافت کیا ہے اور اس
سلسلے میں اس نے پاکیشیا کی حکومت اور معدنیاتی حکام سے بات

چیت کی لیکن کسی نے توجہ نہ دی۔ ڈاکٹر عبدالغفار نے پاکیشیا کے
ایک اخبار میں اس پر ایک مضمون شائع کرایا۔ ہمیں یہ اطلاع ملی تو
ہم نے معدنیاتی ماہرین کا ایک گروپ پاکیشیا بھیجا جنہوں نے ڈاکٹر
عبدالغفار سے ملاقات کی اور ان سے اس سلسلے میں بات چیت
کرنے کی کوشش کی۔ ہمارے ماہرین نے پہلے یہ کنفرم کر لیا کہ کیا
واقعی اس دھات کا ذخیرہ موجود ہے یا یہ بوڑھا ماہر اپنا اہمیت ثابت
کرنے کے ڈرامہ کر رہا ہے۔ چنانچہ تفصیلی بات چیت کے بعد
ہمارے ماہرین نے رپورٹ دی کہ ڈاکٹر عبدالغفار ذہنی طور پر
درست ہے بلکہ انتہائی ذہین اور معدنیات کے موضوع پر اتھارٹی
ہے۔ اس نے جو مخصوص اشارے دیئے ہیں ان کے مطابق وہ اس
قابل ہے کہ بیریلیم جیسی دھات کو ٹریس کر سکے۔ اس رپورٹ کے
بعد ایکریمین حکومت نے ڈاکٹر عبدالغفار کو انتہائی بھاری رقم دینے
کی بات کی تاکہ وہ قیمت لے کر ایک طرف ہٹ جائے اور دھات
کا جہاں ذخیرہ موجود ہے اس جگہ کی نشاندہی کر دے لیکن اس
بوڑھے ڈاکٹر عبدالغفار نے صاف انکار کر دیا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ
دولت پاکیشیائیوں کا حق ہے۔ ہم نے اسے کروڑوں ڈالرز دینے کا
وعدہ کیا لیکن اس نے ایک ڈالر تک لینے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ
امیر بھی نہیں تھا۔ اس کے بعد حکومت نے ڈاکٹر عبدالغفار کو اغوا کر
کے ایکریمیا لے آنے کی کوشش کی تاکہ اس کے ذہن سے مشین
کے ذریعے معلومات حاصل کر لی جائیں لیکن کسی نہ کسی وجہ سے وہ

اغوا نہ ہو سکا تو ہم نے ایک اور اقدام کیا۔ لاشعور سے معلومات
حاصل کرنے والی مشینری پاکیشیا پہنچائی گئی۔ ساتھ ہی دو ماہرین بھی
پاکیشیا گئے۔ وہاں کے ایک مقامی گینگسٹر جسے کرامت بابو کہا جاتا
ہے، سے مدد لے کر رات کو ڈاکٹر عبدالغفار کی رہائش گاہ میں پہنچ
گئے اور پھر انہیں بے ہوش کر کے مشین میں ڈالا گیا اور پھر ہوش
میں لا کر ان کے لاشعور کو سامنے لایا گیا اور مشین کی مدد سے ان
کے لاشعور سے بیریلیم دھات کے بارے میں معلومات حاصل کی
گئیں اور وہ سب کچھ معلوم کر لیا گیا جو ہم جاننا چاہتے تھے لیکن
ڈاکٹر عبدالغفار کو اس لئے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا کہ اس کا ذہن
بے حد طاقتور تھا اس لئے شعور کو پیچھے دھکیل کر لاشعور کو سامنے
لانے کے لئے اس کے ذہن پر بے پناہ دباؤ ڈالا گیا جس کا نتیجہ
یہ نکل سکتا تھا کہ اب جب اسے ہوش آئے تو اس کا ذہن مکمل طور
پر ختم ہو سکتا تھا اس لئے یہ اس کے فائدے میں تھا کہ اسے ہلاک
کر دیا جائے۔ اس طرح کسی دوسرے کو دھات کے بارے میں
معلومات حاصل ہونے کا سکوپ ختم ہو جاتا ہے''...... مارتھر ایک بار
پھر مسلسل بولتے بولتے شاید تھک کر خاموش ہو گیا تھا۔

''لیکن باس۔ جب سب کچھ معلوم ہو چکا ہے تو کراس ورلڈ کیا
کرے گی۔ دھات نکالنے کا پراسیس تو ماہرین ہی کر سکتے ہیں''۔
ڈیمی نے کہا۔

''باس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم نے وہاں جا کر کان کنی کرنی

ہے۔ ہمارا کام تو وہی ہوگا جس کی ہم نے ٹریننگ لے رکھی ہے، سوچ سمجھ کر بات کیا کرو“...... مارٹی نے ایک بار پھر منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر مجھ میں سوچ سمجھ ہوتی تو تم سے شادی ہی کیوں کرتا“۔ ڈینی نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی مارتھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”تم جیسا جوڑا شاید اور کوئی سامنے نہ آ سکے گا۔ تمہاری نوک جھونک واقعی دلچسپ ہوتی ہے۔ بہرحال میں بتا رہا تھا کہ ہم نے جو معلومات ڈاکٹر عبدالغفار کے ذہن سے حاصل کی ہیں ان کے مطابق ہفت کوہ کے شمالی مشرقی علاقے جو مکمل طور پر بنجر اور ویران ہیں، میں یہ دھات خاصی گہرائی میں موجود ہے۔ یہ نقشہ دیکھو“۔ مارتھر نے کہا اور پھر سامنے رکھے ہوئے ایک بند نقشے کو کھول کر اس نے ڈینی اور مارٹی کے سامنے رکھ دیا اور وہ دونوں اس پر جھک گئے۔

”یہ دیکھو۔ یہ ہے ہفت کوہ“...... مارتھر نے نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے باس“...... ڈینی نے کہا۔

”اس علاقے کو راشور کہا جاتا ہے۔ اب دیکھو اس راشور سے مغرب کی طرف تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑی ٹاؤن ہے۔ یہ ٹاؤن سے بڑا اور شہر سے کم ہے۔ اسے چاند ٹاؤن کہا جاتا

ہے۔ یہاں درختوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اور دور سے اسے دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ کوئی گھنا جنگل ہو لیکن یہ خاصا آباد ٹاؤن ہے۔ اعلیٰ معیار کی سڑکیں، سیاحوں کے لئے کلب اور ہوٹل بھی موجود ہیں اور یہاں ہر موسم میں سیاحوں کی ایک خاصی بڑی تعداد رہتی ہے کیونکہ اس ٹاؤن سے مشرق کی طرف پہاڑوں کے اندر ایک قدیم ترین تہذیب کے آثار موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ شہر سکندر اعظم اور اس کی فوج نے آباد کیا تھا۔ پھر وہ واپس چلے گئے تو ارد گرد سے اس زمانے کے لوگوں نے اسے آباد کیا۔ ان آثار قدیمہ کے ساتھ ایک بہت بڑا میوزیم ہے جہاں اس شہر کے نوادرات کثیر تعداد میں موجود ہیں اس لئے یہاں سیاح کثیر تعداد میں سارا سال آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس چاند ٹاؤن کی مغربی سمت پہاڑوں سے معدنیات نکالی جاتی ہیں اور انہیں صاف کر کے دارالحکومت بھجوا دیا جاتا ہے۔ وہاں وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی کان کنی اور معدنیاتی صفائی کے لئے بڑی بڑی فیکٹریاں کام کرتی رہتی ہیں اور کان کنی کے لئے بھی ہیوی مشینری استعمال کی جاتی ہے“...... مارتھر نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”باس۔ لگتا ہے آپ خود جا کر اس علاقے کو چیک کر چکے ہیں“...... ڈینی نے کہا تو مارٹی کچھ بولنے لگی تھی کہ مارتھر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

”اس قدر تفصیل میں نے اس لئے بتائی ہے کہ تم اس مشن کا

پس منظر مکمل طور پر سمجھ جاؤ۔ تمہارا سوال یہ تھا کہ مشن کیا ہے تو
اب تم مشن کو آسانی سے سمجھ جاؤ گے۔ اس علاقے کا پتہ چل گیا
ہے جہاں بیریلیم دھات موجود ہے لیکن یہ خاصی گہرائی میں ہے اور
وہاں کا سارا علاقہ بنجر اور ویران ہے۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر ایئر
فورس کی ایک چیک پوسٹ بھی ہے جہاں سے اس پورے علاقے
پر نظر رکھی جاتی ہے اس لئے وہاں کسی قسم کی کوئی سرگرمی فوراً
انتظامیہ کے نوٹس میں آ جاتی ہے اور اس دھات کو نکالنے کے لئے
ہیوی مشینری کا استعمال ناگزیر ہے۔ چنانچہ بہت سوچ بچار کے بعد
ایک پلان مرتب کیا گیا اور اس پر عمل شروع کر دیا گیا۔ چاند ٹاؤن
میں معدنیات کو صاف کرنے والی ایک کافی بڑی فیکٹری ہے جو
خسارے میں جا رہی تھی اس لئے اسے فروخت کیا جا رہا تھا۔ ہم
نے ایک فرضی کمپنی بن کر یہ فیکٹری اور اس کی اراضی خرید لی۔ اس
طرح ہمیں ایک احاطہ مل گیا۔ اس کے بعد وہاں مشینری بھجوا دی
گئی۔ اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوا۔ خصوصی ماہرین بھی وہاں بھجوا
دیئے گئے ہیں''...... مارتھر نے کہا۔

''لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ دھاتی علاقہ وہاں سے دو کلومیٹر
دور ہے اور وہاں کوئی سرگرمی نظروں سے چھپ نہیں سکتی۔ پھر چاند
ٹاؤن میں ہم کیا کریں گے''...... ڈینی نے کہا۔

''اصل بات تو اب بتا رہا ہوں۔ تم یقیناً یہ سن کر حیران ہو گے
کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ چاند ٹاؤن کے اس فیکٹری ایریا سے

پہاڑوں کے اندر ہی اندر دو کلومیٹر لمبی اور خاصی چوڑی سرنگ تیار
کی جائے گی۔ ایسی سرنگ جسے باہر سے نہ دیکھا جا سکے گا۔ اس
سرنگ کو گہرائی میں لے جا کر بیریلیم ایریئے تک لے جایا جائے جسے
ہم سہولت کے لئے بی ایریا بھی کہہ سکتے ہیں اور پھر خصوصی مشینری
کے ذریعے بیریلیم کو وہاں سے نکال کر اس سرنگ کے ذریعے احاطے
میں پہنچایا جائے گا اور پھر وہاں اس دھات کے مخصوص باکس
دارالحکومت میں ایکریمیا کے سفارت خانے میں پہنچائے جائیں
گے۔ پھر ایکریمیا کے سفیر ان باکسز کو ایکریمیا پہنچا دیں گے۔ اس
طرح خاموشی سے تمام دھات ایکریمیا منتقل کر دی جائے گی''۔ مارتھر
نے پہلے کی طرح ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن باس۔ اس سارے سیٹ اپ میں کراس ورلڈ کی کہاں
جگہ بنے گی''...... اس بار مارٹی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

''سارا کام تو ماہرین نے کرنا ہے۔ ویسے سیٹ اپ بے حد
شاندار ہے اور یقیناً کامیاب رہے گا''...... ڈینی نے کہا۔

''تم دونوں کتنے عرصہ تک کافرستان اور پاکیشیا میں کام کرتے
رہے ہو''...... مارتھر نے ان کے سوالوں کا جواب دینے کی بجائے
الٹا ان سے سوال کر دیا۔

''پاکیشیا میں تو ہم صرف چھ ماہ رہے ہیں لیکن کافرستان میں ہم
نے دو سال گزارے ہیں''...... ڈینی نے جواب دیا۔

''تمہاری انہی خصوصیات کی وجہ سے تمہیں اس مشن پر بھیجا جا رہا ہے۔ تم دونوں نے اس فیکٹری کا چارج سنبھالنا ہے اور تمہارے سیکشن کے افراد فیکٹری کی اس انداز میں نگرانی کریں گے کہ کوئی غیر متعلقہ آدمی کسی بھی صورت میں سرنگ تک نہ پہنچ سکے لیکن تم نے ازخود کسی کو نہیں چھیڑنا۔ جب یہ دھات ایکریمیا پہنچ جائے گی تو تمہیں بھی واپس بلا لیا جائے گا''...... مارتھر نے کہا۔

''مطلب ہے کہ ہم نے اس فیکٹری کی سیکورٹی کا فریضہ سرانجام دینا ہے''...... ڈینی نے کہا۔

''ہاں۔ اور یہ بھی سن لو کہ ویسے تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں بنتا کیونکہ ڈاکٹر عبدالغفار کو دارالحکومت میں ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ کریم پورہ میں یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے کیونکہ ڈاکٹر عبدالغفار کریم پورہ میں رہائش پذیر تھا اور ہمیں یقین ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی لیکن اس عمران کی یہ خصوصیت بین الاقوامی طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ اسے نامعلوم انداز میں اطلاع مل جاتی ہے''...... مارتھر نے کہا۔

''تو پھر اس عمران کا خاتمہ کیوں نہ کر دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری''...... ڈینی نے کہا تو مارتھر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ تم دیکھتے بھالتے آتش فشاں کے آگ اگلتے ہوئے دہانے میں چھلانگ لگانا چاہتے ہو''...... مارتھر نے کہا۔

''کیا مطلب باس۔ میں سمجھا نہیں''...... ڈینی نے کہا۔

''عمران پر اب تک بلامبالغہ ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار حملے ہوئے ہوں گے۔ کئی بار وہ شدید زخمی ہوا لیکن نجانے اس کے اندر کس قدر طاقتور قوت مدافعت ہے کہ ہر بار بچ جاتا ہے اور پھر حملہ کرنے والے خود ہی نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ اگر تم نے اس پر حملہ کیا اور وہ بچ گیا تو پھر وہ تمہارے ذریعے ہی اس دھات تک پہنچ جائے گا اس لئے یہ بات ہی ذہن سے نکال دو''...... مارتھر نے کہا۔

''اس دھات کو مکمل طور پر نکالنے کے لئے کتنا عرصہ چاہئے''۔ ڈینی نے پوچھا۔

''ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی تو وہاں سرنگ کی کھدائی ہو رہی ہے۔ دھات تک پہنچنے کے بعد آلات کی مدد سے یہ معلوم کیا جا سکے گا کہ وہاں کتنی مقدار میں دھات موجود ہے''...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ پہاڑی علاقہ ہے۔ اس کے باوجود آپ کہہ رہے ہیں کہ وہاں سرنگ کھودی جا رہی ہے اور وہ بھی دو کلومیٹر لمبی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ پہاڑوں کی سخت چٹانوں میں سرنگ اس طرح کھودی جائے کہ اوپر سے کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے''...... مارٹی نے کہا تو باس بے اختیار مسکرا دیا۔

''پہاڑی علاقے میں سرنگ ایسے نہیں کھودی جاتی جیسے میدانی

علاقے میں کھودی جاتی ہے۔ یہاں پہلے سیدھی گہرائی میں سرنگ
لگائی جاتی ہے پھر کافی گہرائی میں اسے سیدھا آگے بڑھایا جاتا ہے
اور اب ایسے آلات بن چکے ہیں کہ یہ بظاہر ناممکن کام آسانی سے
اور بہت جلد مکمل کیا جا سکتا ہے۔ وہاں سرنگ کی کھدائی ہوتے
ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا ہے اور ماہرین کے مطابق مزید ایک ہفتہ
لگے گا۔ پھر یہ سرنگ مکمل ہو جائے گی''...... مارتھر نے جواب دیا۔

''باس۔ اس سرنگ میں تازہ ہوا کے راستے بھی تو بنائے گئے
ہوں گے''...... مارٹی نے کہا۔

''ظاہر ہے ورنہ تو اندر جانے والا دم گھٹ کر مر جائے گا''۔
مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ ہوا کے لئے رکھے گئے سوراخ بھی تو باہر سے صاف
نظر آ رہے ہوں گے۔ ان کا کیا، کیا گیا ہے''...... مارٹی نے کہا۔

''نہیں اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ جب تک کسی کو خصوصی
طور پر علم نہ ہو ویسے کوئی نہیں جان سکتا''...... مارتھر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ایک بات کی وضاحت کر دیں''...... ڈینی نے کہا تو
مارتھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''فیکٹری میں کتنے لوگ مقامی ہوں گے۔ ان کی موجودگی میں
سرنگ کھودی جانے سے تو سب کو علم ہو گیا ہو گا اور سرنگ خاصی
چوڑی ہو گی تو وہاں سے نکلنے والے پتھر وغیرہ کہاں پھینکے جا رہے

ہوں گے''...... ڈینی نے کہا۔

''وہ پہاڑی علاقہ ہے اس لئے سرنگ سے نکلنے والے پتھروں کو
نشیب میں پھینک دیا جاتا ہے۔ وہاں وہ قدرتی طور پر خود ہی
ایڈجسٹ ہو جاتے ہیں۔ رہی ان افراد کی بات تو ہمارے والی
فیکٹری میں تمام تر لیبر غیر ملکی رکھی گئی ہے اور یہ سرنگ اس انداز
میں کھودی جا رہی ہے کہ ویسے اگر کوئی فیکٹری میں راؤنڈ لگائے تو
اسے تب بھی اس سرنگ کا علم نہ ہو سکے''...... مارتھر نے جواب دیا۔

''باس۔ دھات کے باکسز دارالحکومت تک پہنچنے کے درمیان
چیک بھی ہو سکتے ہیں''...... مارٹی نے کہا۔

''نہیں۔ وہاں ایسی کوئی چیک پوسٹ نہیں ہے جو دھاتوں کو
چیک کرتی ہو۔ البتہ وہاں منشیات کی چیکنگ ہوتی ہے اور بس''۔
مارتھر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے باس۔ ہم اس مشن کے لئے تیار ہیں''...... ڈینی
نے کہا۔

''تم بس تیار رہنا۔ جیسے ہی سرنگ مکمل ہو گی میں تمہیں کاشن
دے دوں گا اور تم یہاں سے روانہ ہو جانا''...... مارتھر نے کہا۔

''کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم ابھی یہاں سے روانہ ہو جائیں۔
دارالحکومت میں دو چار دن گزاریں پھر کریم پورہ جا کر ایک دو روز
وہاں گزاریں اور پھر جب سرنگ مکمل ہو جائے تو آپ ہمیں بتا
دیں اور ہم فیکٹری پہنچ جائیں اور پھر وہاں کے حالات دیکھ کر اپنے

سیکشن کے مزید افراد کو وہاں براہ راست کال کر لیں“...... ڈینی نے کہا۔

”یہ مشن اب تمہارا ہے۔ میں نے تفصیل تمہیں بتا دی ہے۔ اب کیا کرنا ہے اور کیا نہیں یہ فیصلہ تم نے کرنا ہے۔ البتہ فیکٹری انچارج انجینئر سمتھ کو تمہارے بارے میں بتا دیا جائے گا اور جب تم وہاں پہنچو گے تو سمتھ تم سے مکمل تعاون کرے گا“...... مارتھر نے جواب دیا۔

”اوکے باس۔ ہم اس مشن کو ہر حالت میں مکمل کریں گے“۔ ڈینی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی مارٹی بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر دونوں نے مارتھر کو سلام کیا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران ٹائیگر کے ساتھ ڈاکٹر عبدالغفار کی رہائش گاہ سے باہر آیا تو سڑک کے پار کوٹھی کے سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی جو اپنے لباس اور انداز سے کوٹھی کا ملازم دکھائی دیتا تھا کھڑا ڈاکٹر عبدالغفار کی رہائش گاہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ دونوں کوٹھیوں کے درمیان ایک کم چوڑی سڑک تھی۔ اس آدمی کے دیکھنے کے انداز سے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ آدمی دوسروں کے بارے میں دلچسپی رکھنے والوں جیسا ہے۔ چنانچہ وہ ایک سائیڈ پر موجود کار کی طرف بڑھنے کی بجائے سڑک کراس کر کے اس کوٹھی کی طرف بڑھا جس کے سامنے وہ آدمی موجود تھا۔ عمران کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”آپ یہاں کیا کام کرتے ہیں“...... عمران نے قریب جا کر

سلام کرتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ میں چوکیدار ہوں۔ غریب آدمی ہوں جناب''۔ اس ادھیڑ عمر آدمی نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ شاید وہ عمران کے لباس، بااعتماد انداز اور ڈاکٹر عبدالغفار کی کوٹھی کے گیٹ کے ساتھ کھڑی کار کی وجہ سے مرعوب ہو گیا تھا۔

''کیا نام ہے آپ کا''...... عمران نے پوچھا۔

''میرا نام بشیر ہے جناب''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''بشیر صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ سامنے والی کوٹھی کس کی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ایک بزرگ آدمی جس کا نام ڈاکٹر عبدالغفار تھا یہاں رہتا تھا۔ پھر صبح کو یہاں پولیس آئی تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر صاحب کو کسی نے رات کو کوٹھی میں گھس کر ہلاک کر دیا ہے''۔ ادھیڑ عمر بشیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ بھی تو یہاں رات کو پہرہ دیتے رہتے ہیں۔ آپ نے تو قاتلوں کو دیکھا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ میں غریب آدمی ہوں اس لئے میں نے کچھ نہیں دیکھا''...... ادھیڑ عمر بشیر نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا کوئی تعلق پولیس سے نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبدالغفار صاحب ہمارے بزرگوں کے دوست

تھے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کے قاتلوں کو پکڑ کر قانون کے حوالے کیا جائے۔ آپ کا نام کسی طرح بھی سامنے نہیں آئے گا''...... عمران نے ایک بڑا سا نوٹ جیب سے نکال کر ادھیڑ عمر آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

''اوہ جناب اس کی کیا ضرورت ہے''...... ادھیڑ عمر بشیر نے نوٹ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ آپ بھی ہمارے بزرگ ہیں۔ آپ کھل کر بتائیں کہ آپ نے کیا دیکھا تھا''...... عمران نے کہا۔

''جناب۔ رات کو میں باہر نہیں ہوتا لیکن سامنے اوپر برآمدے کی بالکونی میں سے باہر کی نگرانی کرتا ہوں۔ جس رات یہ واردات ہوئی میں نے آدھی رات کے بعد چار غیر ملکیوں کو پھاٹک کے باہر کھڑے دیکھا۔ پھر وہ چھوٹا پھاٹک کھول کر اندر چلے گئے۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ چھوٹا پھاٹک ویسے ہی کھلا ہوا تھا یا اندر سے کسی نے کھولا تھا۔ ان میں سے دو غیر ملکیوں نے اپنے ہاتھوں میں خاصے بڑے بڑے بیگ اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر صبح کے قریب ان کی واپسی ہوئی۔ اسی طرح دونوں بیگ اٹھائے وہ باہر آئے اور ادھر مغرب کی طرف پیدل ہی چلتے ہوئے میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے یہی خیال کیا تھا کہ بوڑھے ڈاکٹر کے مہمان ہوں گے لیکن صبح جب پولیس نے آ کر یہاں لاش دریافت کی تو مجھے پتہ چلا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے مہمان نہیں بلکہ قاتل تھے لیکن

جناب۔ پولیس کے خوف سے میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا اور ویسے بھی وہ میرے پاس آئے ہی نہیں۔ آپ نے پوچھا تو میں نے بتا دیا''...... ادھیڑ عمر بشیر نے کہا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

''صاحب۔ میں بہت غریب آدمی ہوں اس لئے خیال رکھنا صاحب۔ میرا نام سامنے نہ آئے ورنہ پولیس مجھے اٹھا کر لے جائے گی''...... ادھیڑ عمر بشیر نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

''فکر مت کرو۔ میں نے وعدہ کیا ہے اس لئے بے فکر ہو جاؤ اور یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر صاحب اکیلے رہتے تھے یا ان کا کوئی ملازم یا چوکیدار وغیرہ بھی تھا''...... عمران نے کہا۔

''جناب۔ وہ بالکل اکیلے رہتے تھے اور رہتے کیا تھے ہفتے دس دن میں ایک بار نظر آتے اور ایک دو روز بعد پھر کئی کئی روز تک غائب ہو جاتے تھے۔ وہ سیلانی سے آدمی تھے اور کسی سے سیدھے منہ بات ہی نہ کرتے تھے۔ سنا ہے کہ بہت پڑھے لکھے تھے''۔ ادھیڑ عمر بشیر نے کہا۔

''یہ غیر ملکی کس ملک کے باشندے نظر آتے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''جناب۔ مجھے تو تمام غیر ملکی ایک جیسے ہی نظر آتے ہیں۔ بہرحال گورے تھے۔ اب پتہ نہیں کہ گریٹ لینڈ کے تھے یا ایکریمیا کے''...... ادھیڑ عمر بشیر نے کہا تو عمران اس کے اس

تبصرے پر بے اختیار مسکرا دیا۔

''کوئی ایسی نشانی بتا دیں جس سے انہیں پہچاننے میں آسانی ہو''...... عمران نے کہا۔

''اتنی دور سے میں کیا دیکھ سکتا تھا جی۔ سٹریٹ لائٹ میں ان کا رنگ صاف نظر آ رہا تھا۔ ارے ہاں جناب۔ ان میں سے ایک آدمی کے ہاتھ میں جو بیگ تھا اس پر ایک ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی تھی جس نے اپنی سونڈ کو اوپر اٹھایا ہوا تھا''...... چوکیدار بشیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو بیگ بنانے والی کمپنی کا مونوگرام ہی ہو سکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں جناب''...... چوکیدار بشیر نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے اسے ایسا جواب دیتے ہوئے بے حد شرمندگی محسوس ہو رہی ہو۔

''او کے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور واپس مڑ کر ایک بار پھر سڑک کراس کر کے سائیڈ پر کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر کار کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ ڈاکٹر عبدالغفار کی کوٹھی کا پھاٹک بند کر دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالغفار کا چونکہ اور کوئی رشتہ دار موجود نہ تھا اس لئے کوٹھی کی حفاظت کے لئے یہاں پولیس کی طرف سے چوکیدار رکھا گیا تھا۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ٹائیگر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔

’’کیا پتہ چلا باس‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہاں۔ چوکیدار نے بتایا ہے کہ چار غیر ملکی یہاں آدھی رات کے بعد آئے اور صبح ہونے سے پہلے چلے گئے اور صبح کو پتہ چلا کہ ڈاکٹر کو ہلاک کر دیا گیا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ ان غیر ملکیوں کو تو تلاش کرنا ہو گا۔ یہ یقیناً دارالحکومت سے آئے ہوں گے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا ہے کہ لاش والے کمرے میں مجھے چند ایسے نشانات نظر آئے تھے جن سے پتہ چلتا تھا کہ وہاں لاشعور کو چیک کرنے والی خصوصی مشین فٹ کی گئی ہو لیکن یہ نشانات واضح نہ تھے لیکن اب چوکیدار بشیر کی بات سن کر کہ ان چار میں سے دو کے پاس بڑے بڑے بیگ تھے۔ ایسے بیگ جن پر ایک ہاتھی کا مونوگرام تھا۔ ایسا ہاتھی جو اپنی سونڈ اوپر اٹھائے ہوئے تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ بیگ بنانے والی کمپنی کا مونوگرام ہو سکتا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’مجھے سوچنے دیں باس۔ میرے ذہن میں آ رہا ہے کہ میں نے یہ مونوگرام کہیں دیکھا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ اچھل پڑا۔

’’اوہ۔ اوہ باس۔ مجھے یاد آ گیا۔ میں نے ایسا ہی ایک بیگ کرامت کلب کے اسسٹنٹ مینجر جوزف کے کمرے میں پڑا دیکھا تھا۔ ہاں۔ بالکل ایسا ہی مونوگرام تھا‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’اگر یہ مونوگرام بیگ بنانے والی کمپنی کا ہے تو ایسا مونوگرام کہیں بھی دیکھا جا سکتا ہے لیکن اگر اس میں لاشعور چیک کرنے والی مشین کے پارٹس تھے تو پھر یہ اہم بات ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اس اسسٹنٹ مینجر سے کیوں نہ پوچھ گچھ کر لی جائے‘‘۔ ٹائیگر نے کہا۔

’’اس وقت تو کلب بند ہو گا۔ ایسے کلب پچھلے پہر ہی کھلتے ہیں اور پھر پوری رات کھلے رہتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ایسی صورت میں اس کی رہائش گاہ پر ریڈ کیا جا سکتا ہے‘‘۔ ٹائیگر نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی رہائش گاہ کا پتہ کیسے چلاؤ گے‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’کلب کے ایک سپروائزر کا نمبر میرے پاس ہے۔ پہلے بھی اس کے ذریعے ہی اس اسسٹنٹ مینجر سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے اسے صرف اتنا بتایا تھا کہ میں کرامت بابو سے ملنے آیا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی اور جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اس سپروائزر سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔

’’ہیلو۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ آپ کون بول رہے ہیں‘‘۔ ٹائیگر نے چند لمحوں بعد کہا۔

"اسسٹنٹ مینجر جوزف کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دیں۔ ان سے ملاقات طے ہے لیکن مجھے ایڈریس یاد نہیں رہا"...... ٹائیگر نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا۔

"اوکے شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور سیل فون آف کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"وہ یہاں سے قریب ہی مارٹ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں رہائش پذیر ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے کار ایک اوسط درجے کی کالونی میں موڑ دی اور پھر دوسری سڑک پر ایک اوسط درجے کی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے کار روک دی۔ ستون پر کوٹھی کا نمبر ایک سو ایک واضح نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر نے نیچے اتر کر ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ملازم باہر آ گیا۔

"جوزف نے وقت دیا ہوا ہے۔ ہم دارالحکومت سے آئے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"وہ اپنے بیڈ روم میں ہیں جناب۔ شام کو اٹھیں گے"۔ ملازم نے کہا۔

"تم یہاں اکیلے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ کیوں"...... ملازم نے چونک کر کہا۔

"تو ہم ان کی بیگم سے بات کر لیتے ہیں۔ ان میں جوزف

صاحب کا فائدہ ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ اکیلے ہیں جناب۔ انہوں نے شادی نہیں کی۔ آپ شام کو آ جائیں۔ وہ اٹھیں گے تو میں انہیں آپ کے بارے میں بتا دوں گا"...... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں بتا دینا کہ ٹائیگر اور اس کا باس آئے تھے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر"...... ملازم نے کہا اور واپس جانے کے لئے مڑا تو ٹائیگر اس کے پیچھے چل پڑا اور پھر ملازم نے جیسے ہی چھوٹے پھاٹک کے اندر قدم رکھا ٹائیگر نے اسے زور دار دھکا دیا اور ملازم اچھل کر منہ کے بل نیچے جا گرا تو ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا اور اٹھتے ہوئے ملازم کو گردن سے پکڑ کر اس نے مخصوص انداز میں اچھال دیا۔ اس بار ملازم کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور پھر وہ پشت کے بل دھماکے سے نیچے گرا۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھ کر اس پر جھکا اور اس نے ایک ہاتھ اس کے سینے پر اور دوسرا سر پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو تیزی سے مسخ ہوتا ہوا ملازم کا چہرہ دوبارہ نارمل ہونے لگ گیا۔ البتہ وہ بے ہوش ویسے ہی پڑا تھا۔ ٹائیگر نے چھوٹا پھاٹک بند کیا اور پھر بڑا پھاٹک کھول کر باہر آیا اور دوبارہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار اندر لے جا کر ایک سائیڈ پر بنے ہوئے پورچ میں روک دی۔ وہاں پہلے ہی ایک سفید رنگ کی کار موجود تھی۔ کار

پورچ میں روک کر ٹائیگر نیچے اترا تو دوسری طرف سے عمران بھی کار سے نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر نے واپس جا کر دونوں پھاٹک اندر سے بند کر دیئے اور پھر بے ہوش پڑے چوکیدار کو کاندھے پر لاد کر وہ مڑا تو عمران عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ ٹائیگر نے بے ہوش ملازم کو برآمدے کے فرش پر ڈال دیا۔

''اسے دو گھنٹوں تک ہوش نہیں آئے گا۔ تب تک ہم کارروائی مکمل کر لیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب بیڈ روم تلاش کرنا پڑے گا لیکن پہلے تم کوئی سٹور چیک کرو جہاں سے رسی مل سکے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا درمیانی راہداری سے اندر داخل ہو گیا جبکہ عمران وہیں رکا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں نائیلون کی رسی کا ایک گچھا موجود تھا۔

''میں نے چیک کر لیا ہے۔ کوٹھی میں دو بیڈ رومز ہیں۔ ان میں سے ایک خالی ہے جبکہ ایک میں جوزف گہری نیند سو رہا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''یہ گچھا خاصا بڑا ہے۔ اس کو درمیان سے کاٹ کر اس ملازم کے ہاتھ پیر باندھ دو اور اسے اندر راہداری میں ڈال دو ورنہ اس کی طرف سے فکر لگی رہے گی''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے کوٹ کی مخصوص جیب میں موجود خنجر نکالا اور رسی کو کھول کر ایک جگہ سے کاٹ دیا اور پھر باقی گچھا ایک طرف رکھ کر اس نے رسی کے کٹے

ہوئے ٹکڑے سے ملازم کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھے اور پھر دونوں پیر باندھ کر اس نے اسے اٹھا کر ایک بار پھر کاندھے پر لاد لیا۔

''آئیں باس۔ اسے وہیں بیڈ روم کے باہر ہی ڈال دیں گے ورنہ یہ ہوش میں آ کر چیخ سکتا ہے اور اگر اس کے منہ میں رومال ٹھونسا گیا تو اس کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک بند دروازے کے قریب پہنچ کر ٹائیگر رکا اور اس نے کاندھے پر لدے ہوئے ملازم کو وہیں دروازے کے قریب ہی فرش پر ڈال دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے کو دبا کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔ بیڈ پر ایک آدمی گہری نیند سویا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا سینے پر رکھ کر مخصوص انداز میں دونوں ہاتھوں کو بیک وقت جھٹکا دیا تو جوزف کا جسم یکلخت تڑپا لیکن دوسرے لمحے ساکت ہو گیا۔ عمران نے دونوں ہاتھ ویسے ہی رکھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی جوزف ساکت ہوا عمران نے ایک بار پھر دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو جوزف کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہو گیا اور عمران سیدھا ہو گیا۔

''اب اسے اطمینان سے کرسی پر ڈال کر رسی سے باندھ دو''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر بیڈ پر بے ہوش پڑے

ہوئے جوزف کو اٹھا کر سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی پر بٹھایا اور پھر رسی کھول کر اس نے جوزف کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے باندھے اور پھر باقی رسی کی مدد سے اس نے اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ جکڑ دیا۔ عمران اس کرسی کے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ چکا تھا۔

''اب اس کی ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب جوزف کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور عمران کے ساتھ پڑی ہوئی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد جوزف نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اپنی کوشش میں ناکام رہا لیکن اس جھٹکے سے اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا تھا۔

''یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ یہ میں۔ کیا مطلب''...... جوزف نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے رک رک کر کہا۔

''تمہارا نام جوزف ہے اور تم کرامت کلب میں اسسٹنٹ مینجر ہو''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ یہ۔ یہ آدمی تو میرا دیکھا ہوا ہے۔

لیکن۔ کیا مطلب۔ یہ میرا بیڈ روم ہے''...... جوزف کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سمجھ رہا ہو کہ وہ ابھی تک نیند میں ہے اور کوئی خواب دیکھ رہا ہے لیکن ظاہر ہے بازو میں چٹکی لے کر وہ اصلیت تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

''تمہارا ملازم باہر بے ہوش پڑا ہے اور تم اپنے بیڈ روم میں بندھے ہوئے بیٹھے ہو''...... عمران نے اس کی حیرت دور کرنے کے لئے کہا۔

''لیکن کیوں۔ تم کون ہو اور تم نے ایسا کیوں کیا ہے''۔ جوزف نے کہا۔

''اس لئے کہ ایک ریٹائرڈ ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کو چار غیر ملکیوں نے ہلاک کر دیا ہے اور ان چاروں غیر ملکیوں کو تم نے بھجوایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''غیر ملکی۔ میرا غیر ملکیوں اور ڈاکٹر عبدالغفار سے کیا تعلق۔ میں تو یہ باتیں سن ہی تمہارے منہ سے رہا ہوں''...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون تھے وہ غیر ملکی''...... عمران نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میرے آفس میں تو کوئی غیر ملکی نہیں آیا تھا''...... جوزف نے کہا۔

''تم نے ان کی رہائش گاہ کا بندوبست کیا تھا۔ انہیں کار دی تھی اور اب کہہ رہے ہو کہ تم انہیں جانتے ہی نہیں۔ سوچ لو۔ ابھی ہم تم

سے رعایت کر رہے ہیں کیونکہ تم براہ راست اس واردات میں ملوث نہیں ہو ورنہ تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑی جا سکتی ہے اور پھر تمہاری باقی عمر سڑک پر مفلوج پڑے گزر جائے گی اور تم پر سے مکھیاں ہٹانے والا بھی کوئی نہیں ہو گا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جوزف کے جسم کی حرکت سے واضح طور پر معلوم ہوتا تھا کہ عمران کی بات نے اس کے جسم میں سردی کی لہر دوڑا دی تھی۔

''تم۔ تم کون ہو۔ کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے یا''۔ جوزف نے کہا۔

''ہمارا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے اور سنو۔ اگر تم سب کچھ سچ بتا دو تو تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی ورنہ دوسری صورت میں تمہارا عبرتناک حشر یقینی ہو جائے گا''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''کیا تم حلف دیتے ہو کہ کرامت بابو تک میرا نام نہیں پہنچے گا ورنہ وہ مجھے ایک لمحے میں گولیوں سے بھون ڈالے گا''...... جوزف نے کہا۔ اس کی بات سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ عمران کی دھمکی سے ذہنی طور پر خوفزدہ ہو گیا ہے۔

''ہاں۔ میں حلف دیتا ہوں کہ اگر تم سب کچھ سچ بتا دو تو تم ہر طرح سے محفوظ رہو گے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ نجانے کیوں میرا دل کہہ رہا ہے کہ تم واقعی ایسا

ہی کرو گے جیسے تم کہہ رہے ہو۔ کرامت بابو کا رابطہ ایکریمیا کے کسی بڑے گروپ سے ہے۔ پہلے وہاں سے دو ایکریمین آئے تھے۔ وہ ڈاکٹر عبدالغفار کو اغوا کر کے ایکریمیا لے جانا چاہتے تھے۔ تمام تیاریاں کرامت بابو نے مکمل کیں اور پھر ڈاکٹر عبدالغفار کو جبراً اغوا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن لوگوں کی مداخلت کی وجہ سے وہ بچ گیا۔ دوسری بار پھر کوشش کی گئی لیکن وہ اغوا نہ ہو سکا تو وہ غیر ملکی چلے گئے۔ دوسرے روز چار اور ایکریمین آ گئے۔ ان کے پاس کوئی جدید ساخت کی مشینری تھی جو دو بیگوں میں بند تھی لیکن ایک بیگ پھٹ گیا تو انہوں نے کرامت بابو سے کہا اور کرامت بابو نے میرے والا بیگ منگوا کر انہیں دے دیا اور پھر آدھی رات کو وہ ڈاکٹر عبدالغفار کی رہائش گاہ پر گئے۔ انہوں نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور چھوٹا پھاٹک کھول کر اندر چلے گئے۔ پھر ان کی واپسی صبح کو ہوئی اور میں ان کی کار ڈرائیور کر رہا تھا اور ساری رات میں ایک پبلک پارکنگ میں رہا۔ وہ واپس آئے اور میں انہیں لے کر واپس کلب آ گیا۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے''۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں یہ یقیناً معلوم ہو گا کہ وہ مشینری کیسی تھی اور وہ اندر کیا کرتے رہے۔ کسی کو ہلاک کرنے میں تین چار گھنٹے نہیں لگ سکتے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بھی ان سے پوچھا تھا اور انہوں نے بتایا تھا

کہ ڈاکٹر عبدالغفار نے کوئی انتہائی قیمتی سائنسی دھات کا ذخیرہ دریافت کیا ہے جو ایکریمیا کے لئے بے حد قیمتی ہے اس لئے پہلے ڈاکٹر عبدالغفار کو اغوا کرنے کی کوششیں کی گئیں کہ ایکریمیا لے جا کر ان سے اس ذخیرے کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں لیکن دو بار یہ کوشش کسی نہ کسی وجہ سے ناکام رہی اس لئے اغوا کر کے لے جانے والے افراد واپس چلے گئے اور پھر جو ایکریمین آئے وہ ذہن کو کنٹرول کر کے معلومات حاصل کرنے کے ماہرین تھے۔ وہ اس کے لئے خصوصی مشینری بھی ساتھ لائے تھے اور ان کے مطابق انہوں نے اپنا کام کر لیا تھا اور پھر ڈاکٹر عبدالغفار کو ہلاک کر دیا گیا کیونکہ اس کا ذہن ختم ہو گیا تھا ورنہ اس کی بقیہ زندگی عبرتناک حالت میں گزرتی''...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کرمت بابو کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ کافرستان گیا ہوا ہے۔ وہاں پر اس کا کاروبار ہے۔ وہ ڈیڑھ ہفتے بعد ہی واپس آئے گا''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے ان غیر ملکیوں سے پوچھا کہ وہ ذخیرہ کہاں ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ البتہ وہ واپس جاتے ہوئے ایکریمین زبان میں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اس میں انہوں نے راشور کا نام لیا تھا جو

چاند ٹاؤن کے قریب ہے اور وہاں زمین سے دھاتیں نکالنے اور انہیں صاف کرنے کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں اور ان میں سے اکثر فیکٹریاں غیر ملکیوں کی ہیں جنہوں نے باقاعدہ حکومت سے اس کا لائسنس حاصل کیا ہوا ہے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایکریمیا کے کس گروپ یا ایجنسی سے ان کا تعلق ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم کیونکہ میں نے ان سے پوچھا ہی نہیں۔ البتہ کرامت بابو نے ایک بار آفس میں میری موجودگی میں ان سے یا ان کے کسی بڑے سے بات کی تھی۔ اس میں مارتھر کا نام اور کراس ورلڈ کے الفاظ آئے تھے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''وہ غیر ملکی کب واپس گئے ہیں یا ابھی یہیں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ واپس آنے کے بعد ایکریمیا جانے والی پرواز جو روزانہ دس بجے جاتی ہے سے واپس چلے گئے تھے۔ ہمارے کلب کا ڈرائیور انہیں ایئر پورٹ پہنچا آیا تھا''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان میں سے کسی کا نام تو تمہیں معلوم ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ان میں سے دو کے نام مجھے معلوم ہیں کیونکہ باتوں

کے دوران انہوں نے یہ نام لئے تھے۔ ایک کا نام تھامسن جبکہ دوسرے کا نام وکٹر تھا۔ اسے سب ڈاکٹر وکٹر کہہ رہے تھے''۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب ہم واپس جا رہے ہیں اور یہ سن لو کہ اگر تم نے ہمارے بارے میں کسی کو بتایا تو پھر جو کچھ تمہارے ساتھ ہو گا اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''مم۔ میں نے خود بات کر کے موت کو نہیں خریدنا''۔ جوزف نے کہا۔

''ٹائیگر۔ اس کی رسیاں کھول دو۔ یہ خود ہی اپنے ملازم کو آزاد بھی کر دے گا اور اسے زبان بند رکھنے کا بھی کہہ دے گا''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے کرسی کے عقب میں جا کر رسیاں کھول دیں۔

''بے حد شکریہ۔ میں ہمیشہ تمہارا تابعدار رہوں گا۔ تم نے واقعی اپنا کہا سچ کر دیا ہے''...... جوزف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ ان دونوں کے ساتھ باہر آیا اور اس نے خود ہی جا کر بڑا پھاٹک کھولا تو عمران اور ٹائیگر کار باہر لے آئے۔

''اب کیا کرنا ہے باس''...... ٹائیگر نے آگے جا کر کار موڑتے ہوئے کہا۔

''دارالحکومت چلو۔ وہاں تم نے مجھے میرے فلیٹ پر ڈراپ کر

دینا ہے اور پھر ایئر پورٹ جا کر اس تاریخ کی دس بجے جانے والی پرواز کا ریکارڈ چیک کرو۔ تھامسن اور وکٹر کے نام اور ان کے کوائف موجود ہوں گے۔ یہ ریکارڈ لے آؤ تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ لوگ ایکریمیا میں کہاں رہائش پذیر ہیں یا ریکارڈ میں ان کے کیا ایڈریس ہیں۔ پھر بات آگے بڑھ سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ جوزف نے جو کچھ بتایا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان ایکریمیوں نے ڈاکٹر عبدالغفار کے ذہن سے وہ معلومات حاصل کر لی ہیں جو وہ اسے اغوا کر کے معلوم کرنا چاہتے تھے لیکن دھات کا ذخیرہ تو پاکیشیا میں ہی ہے۔ وہ اسے یہیں سے نکالیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اور راشور کا نام آنے سے یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ دھات کا یہ ذخیرہ راشور میں ہی دریافت ہوا ہے اور وہاں پہلے سے ہی مختلف دھاتیں نکال کر انہیں صاف کیا جا رہا ہے۔ ہوسکتا ہے اس دھات کے لئے وہ نئی فیکٹری لگائیں یا وہاں پہلے سے موجود کسی فیکٹری کو استعمال کریں۔ بہرحال یہ لوگ خاصی تیز رفتاری سے کام کر رہے ہیں اس لئے ہمیں بھی اب وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سوچتے ہی رہ جائیں اور وہ تمام ذخیرہ لے اڑیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

انجینئر سمتھ سامبا نامی فیکٹری کا انچارج تھا۔ یہ فیکٹری راشور علاقے میں باقی فیکٹریوں سے قدرے الگ تھلگ بنی ہوئی تھی۔ یہاں سامبا نامی ایک دھات کو صاف کر کے پیک کیا جاتا تھا۔ سامبا دھات درمیانی قیمت کی دھات تھی جسے ادویات اور کراکری وغیرہ کی تیاری میں استعمال کیا جاتا تھا۔ سامبا نام کی یہ فیکٹری ایک ماہ پہلے ایک اور کمپنی کی ملکیت تھی لیکن اس کمپنی نے زیادہ منافع نہ ملنے پر ایکریمیا کی ایک اور کمپنی جسے ڈیوڈ پیٹرسن کمپنی کہا جاتا تھا، کو فیکٹری فروخت کر دی تھی اور اب یہ فیکٹری ڈیوڈ پیٹرسن کمپنی کی ملکیت تھی۔ اس فیکٹری کا پہلے بھی انچارج انجینئر سمتھ تھا اور اب بھی وہی تھا۔ البتہ پہلی کمپنی کے ملازموں کو فارغ کر دیا گیا تھا اور تمام کاموں کے لئے نئے ملازم رکھے گئے تھے۔
صرف انجینئر سمتھ کو اس کے عہدے پر بحال رکھا گیا تھا۔ نئے

ملازموں میں سے صرف لیبر مقامی افراد پر مشتمل تھی جبکہ سپروائزر سے لے کر انجینئرز تک ایکریمین نژاد تھے اور انہیں ایکریمیا سے یہاں بھیجا گیا تھا اور یہ سب لوگ حکومت پاکیشیا کی وزارت معدنیات کی طرف سے کلیئرنس ملنے کی وجہ سے یہاں موجود تھے۔ انجینئر سمتھ اپنے آفس میں موجود تھا جبکہ فیکٹری بند پڑی تھی کیونکہ فیکٹری میں صفائی کے لئے آنے والی دھات کا ذخیرہ وقت پر نہیں آیا تھا اور یہ بتایا گیا تھا کہ دھات کو نکالنے میں چند ایسی رکاوٹیں سامنے آ گئی ہیں جنہیں دور کئے بغیر اسے زمین سے نکالا نہیں جا سکتا تھا اس لئے فیکٹری کو دو ہفتوں کے لئے بند کر دیا گیا تھا اور تمام ملازمین کو دو ہفتوں کی تنخواہ پیشگی ادا کر دی گئی تھی تاکہ دو ہفتوں کی چھٹیاں گزار سکیں لیکن یہ چھٹیاں مقامی افراد کو دی گئی تھیں۔ جو لوگ ایکریمیا سے آئے تھے وہ یہیں فیکٹری کے ایک حصے میں بنے ہوئے فلیٹس میں رہتے تھے اس لئے وہ یہاں موجود تھے۔ البتہ اس فیکٹری کے شمالی ایریا کی طرف ایک کونے کے ساتھ ہیوی اور جدید مشینری کے ذریعے ایک سرنگ کھودی جا رہی تھی اور جن ایکریمین کو چھٹیاں نہیں ملی تھیں وہ سب یہ سرنگ نکالنے کے کام میں مصروف تھے۔
فیکٹری ایریا خاصا وسیع تھا اور جہاں سرنگ کھودی جا رہی تھی وہاں سامنے ایک دیوار بنا دی گئی تھی اس لئے جب تک اس سرنگ تک کوئی پہنچ نہ جائے اس وقت تک سرسری طور پر دیکھنے کے

باوجود سرنگ کا علم نہ ہو سکتا تھا۔ یہ سرنگ گزشتہ دو ہفتوں سے کھودی جا رہی تھی۔ اس سے نکلنے والے ملبے کو مشینری کے ذریعے عقبی طرف پہاڑ پر اس طرح پھینکا جا رہا تھا کہ وہ نشیب میں لڑھک کر پھیل جائے اور ڈھیر کی صورت میں نظر نہ آئے۔ چونکہ یہ سرنگ مخصوص مشینری کے ذریعے پہاڑی علاقے میں کھودی جا رہی تھی اس لئے اس کا ملبہ بھی چھوٹی چٹانوں اور بڑے پتھروں کی صورت میں تھا جو پہاڑ سے پھسل کر نیچے پہنچ کر ایک پہاڑی کی صورت ہی اختیار کرتا جا رہا تھا اور چونکہ یہ کام تقریباً اختتام پذیر تھا اس لئے انجینئر سمتھ اپنے آفس میں موجود تھا تاکہ معاملات کو خود ہینڈل کر سکے۔ وہ بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ سامنے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ سمتھ بول رہا ہوں''...... سمتھ نے کہا۔

''ڈینی بول رہا ہوں دارالحکومت سے۔ کراس ورلڈ ڈینی''۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ فرمایئے''...... سمتھ نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سرنگ کا کام مکمل ہو گیا ہے یا نہیں''...... ڈینی نے پوچھا۔

''سرنگ کا کام اختتام پر ہے۔ شاید دو گھنٹوں میں مکمل ہو جائے گا''...... سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور ہیریلیم نکالنے کا کام کب شروع ہو گا''...... ڈینی نے پوچھا۔

''اس کی تیاریاں مکمل ہیں۔ جیسے ہی سرنگ مکمل ہو گی اس پر کام شروع کر دیا جائے گا لیکن پہلی کھیپ باہر آنے میں کافی وقت لگ سکتا ہے اس لئے میرے خیال میں کل صبح تک شاید پہلی کھیپ باہر آئے''...... سمتھ نے کہا۔

''جن باکسز میں اسے بند کرنا ہے کیا وہ باکسز پہنچ گئے ہیں''۔ ڈینی نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میرا آدمی خود جا کر سفارت خانے سے دس باکسز لے آیا تھا۔ اگر ضرورت پڑی تو اور منگوا لیں گے کیونکہ ابھی معلوم نہیں ہے کہ ذخیرہ بڑا ہے یا چھوٹا''...... سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ہم سیکورٹی کے لئے آ جائیں''...... ڈینی نے کہا۔

''جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ اب آ جائیں یا کل صبح۔ ویسے اس کی یہاں ضرورت تو نہیں ہے کیونکہ فیکٹری بند ہے اور صرف ہمارے اپنے ہی لوگ یہاں کام کر رہے ہیں''...... سمتھ نے کہا۔

''ہم اپنے لوگوں کی سیکورٹی کے لئے نہیں آ رہے بلکہ بیرونی عوامل کو روکنے کے لئے آ رہے ہیں کیونکہ یہاں کی حکومت کو اگر اس دھات کا علم ہو گیا تو پھر یہاں پوری فوج چڑھائی کر دے گی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی خطرہ لاحق ہے اس لئے ہمیں یہاں سیکورٹی کا حکم دیا گیا ہے''...... ڈینی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ویسے تو یہاں کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ خطرہ مقامی لوگوں سے ہو سکتا تھا۔ وہ یہاں موجود ہی نہیں ہیں۔ جب تک مطلوبہ دھات کو پوری طرح نکال نہ لیا جائے گا فیکٹری بند رہے گی لیکن اعلیٰ حکام کو کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہے تو آپ ضرور تشریف لائیں تا کہ اعلیٰ حکام مطمئن رہیں''...... سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم کل صبح ہی آ جائیں گے۔ اس وقت فیکٹریوں میں جانے والے افراد کا بھی رش ہو گا اور کسی کو ہم پر کوئی شک بھی نہ ہو گا''...... ڈینی نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب''...... سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو سمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

''یہاں کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ یہ حکام بھی خود ہی مفروضہ بنا لیتے ہیں اور پھر خود ہی ڈرنا شروع ہو جاتے ہیں''...... سمتھ نے شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر تقریباً اڑھائی گھنٹوں کے بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ ایکریمیا سے آنے والا ڈرمن تھا جو سرنگ کی کھدائی کا انچارج تھا۔

''ہیلو جناب''...... ڈرمن نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

''اوہ جناب ڈرمن۔ آیئے۔ آیئے۔ تشریف رکھیں''...... سمتھ نے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''تھینکس۔ میں آپ کو یہ خوشخبری سنانے آیا ہوں کہ سرنگ مکمل

ہو گئی ہے اور اسے اچھی طرح چیک بھی کر لیا گیا ہے''...... ڈرمن نے سمتھ سے مصافحہ کرنے کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ نے چیک کر لیا ہے کہ سرنگ کی لمبائی دو کلومیٹر ہی ہے نا''...... سمتھ نے کہا۔

''جی ہاں۔ اچھی طرح تسلی کرنے کے بعد ہی میں آپ کو فائنل رپورٹ دینے آیا ہوں''...... ڈرمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سرنگ میں لائٹنگ کا انتظام کر دیا ہے یا نہیں''...... سمتھ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ تازہ ہوا کے رخنے بھی درست ہیں۔ اتنی طویل سرنگ میں معمولی سی گھٹن بھی نہیں ہے اور لائٹس بھی کام کر رہی ہیں۔ البتہ اب اس کا دہانہ ڈھانپنے کے لئے کام ہو رہا ہے۔ وہ بھی دو گھنٹوں کے اندر مکمل ہو جائے گا کیونکہ ڈھکن علیحدہ سے تیار شدہ ہے۔ اسے صرف وہاں میکانکی انداز میں ایڈجسٹ کرنا رہ گیا تھا جس پر کام ہو رہا ہے۔ اس ڈھکن کے بعد بے شک کوئی اجنبی آدمی اس کے اوپر کھڑا رہے اسے محسوس ہی نہ ہو گا کہ اس کے قدموں کے نیچے سرنگ ہے''...... ڈرمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ آپ اور آپ کے ساتھی واقعی اپنے کام میں مہارت رکھتے ہیں۔ گڈ شو''...... سمتھ نے کہا تو ڈرمن کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''آپ چاہیں تو سرنگ کا معائنہ آپ کو کرایا جا سکتا ہے''۔ ڈرمن نے کہا۔

''مطلوبہ دھات نکالنے کے لئے ٹیم یہاں آئی ہوئی ہے۔ اس کے سربراہ ہارڈی ہیں۔ میں انہیں بلاتا ہوں۔ انہیں بھی ساتھ لے جائیں گے تاکہ اگر کوئی کمی نظر آئے تو اسے پورا کیا جا سکے''۔ سمتھ نے کہا تو ڈرمن کے اثبات میں سر ہلانے پر سمتھ نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ ہارڈی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سمتھ بول رہا ہوں جناب۔ آپ میرے آفس میں آ جائیں۔ سرنگ بنانے والی ٹیم کے سربراہ جناب ڈرمن بھی میرے آفس میں موجود ہیں اور یہ خوشخبری لائے ہیں کہ سرنگ ہر لحاظ سے مکمل ہو چکی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سرنگ کا فائنل معائنہ کرتے ہوئے آپ بھی ہمارے ساتھ ہوں کیونکہ اب سرنگ کو آپ نے ہی استعمال کرنا ہے''...... سمتھ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سمتھ نے او کے کہہ کر انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے گہرے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا وسیع آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر بال نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ البتہ سائیڈوں پر بالوں کی جھالریں سی موجود تھیں۔ آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک تھی۔ میز پر ایک فائل کھلی ہوئی موجود تھی اور اس آدمی کی نظریں اس فائل پر جمی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ فائل پڑھنے کی بجائے آنکھیں کھولے کچھ سوچ رہا ہو کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی مترنم آواز سے گونج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ وکٹر بول رہا ہوں''...... اس نے گھمبیر سے لہجے میں کہا۔

''رسل بول رہا ہوں۔ زیرو ون رسل''...... دوسری طرف سے

ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''اوہ آپ۔ فرمائیے''...... وکٹر نے چونکتے ہوئے انداز میں کہا۔

''میری پارٹی آپ سے سودا کر سکتی ہے لیکن ایک شرط ہے کہ آپ اس دھات کی کچھ مقدار انہیں پہلے دیں تاکہ وہ اسے چیک کر سکیں۔ اگر وہ درست ہوئی تو آپ کو منہ مانگا معاوضہ دیا جائے گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تو آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں وہاں سے بیریلیم نکال لایا ہوں اور اب اس ذخیرے کو فروخت کرنا چاہتا ہوں''...... وکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تو پھر آپ کس بات کے کروڑوں ڈالرز طلب کر رہے ہیں''...... رسل کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

''میں وہ مقام بتا سکتا ہوں جہاں زمین میں اس دھات کا ذخیرہ موجود ہے اور بس''...... وکٹر نے جواب دیا۔

''کتنا ذخیرہ ہے''...... رسل نے پوچھا۔

''اس بارے میں مجھے معلوم نہیں۔ ایک گرام بھی ہو سکتا ہے اور ایک ہزار ٹن بھی''...... وکٹر نے جواب دیا۔

''اس صورت میں کوئی سودا نہیں ہو سکتا۔ سوری''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''ہونہہ۔ اسے معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ دھات کس قدر نایاب

ہے''...... وکٹر نے قدرے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر ایک بار پھر سامنے رکھی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''خواہ مخواہ تنگ کر رہا ہے نانسنس''...... وکٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ وکٹر بول رہا ہوں''...... وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

''تھارسن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو وکٹر چونک پڑا۔

''تم۔ کوئی خاص بات''...... وکٹر نے کہا۔

''یہ پوچھنا تھا کہ تم نے سپاٹ کسی کو فروخت تو نہیں کر دیا''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''نہیں۔ کیوں''...... وکٹر نے چونک کر پوچھا۔

''میں نے حکومت روسیاہ کا ایک آدمی ٹریس کیا ہے۔ ایکریمیا کی طرح روسیاہ بھی ہر قیمت پر اس دھات کا خریدار ہے۔ میں نے سوچا کہ اس سے مزید بات کرنے سے پہلے تم سے پوچھ لوں کہ کہیں تم اس کا سودا تو نہیں کر چکے''...... تھارسن نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن اس ایجنٹ کو اچھی طرح سمجھا دینا کہ ہمارے پاس دھات نہیں ہے اور نہ ہی ہم دھات فروخت کر رہے ہیں۔ ہم تو اس سپاٹ کی نشاندہی کر سکتے ہیں جہاں یہ دھات موجود ہے''۔ وکٹر نے کہا۔

’’میں اسے تمہارے پاس لے آتا ہوں۔ تم اس سے خود بات کر لینا‘‘...... تھارسن نے کہا۔

’’میرے آفس میں مت لے آنا اسے۔ اگر حکومت ایکریمیا کے کسی ایجنٹ نے دیکھ لیا تو قیامت برپا ہو جائے گی۔ کسی ہوٹل میں سپیشل روم بک کرا لو‘‘...... وکٹر نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ابھی پھر فون کرتا ہوں‘‘...... تھارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو وکٹر نے بھی رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو وکٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس۔ وکٹر بول رہا ہوں‘‘...... وکٹر نے کہا۔

’’تھارسن بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’کہاں روم بک کرایا ہے تم نے‘‘...... وکٹر نے پوچھا۔

’’پام ہوٹل میں سپیشل روم نمبر الیون۔ وہیں آ جاؤ۔ میں اور روسیاہی ایجنٹ وہیں ہوں گے‘‘...... تھارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اوکے‘‘...... وکٹر نے کہا اور پھر وہ رسیور رکھ کر اٹھا اور مڑ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ پام ہوٹل پہنچ چکا تھا۔ سپیشل رومز کی قطار باقی رومز سے بالکل الگ تھی۔ یہ رومز اس لئے سپیشل کہلاتے تھے کہ یہ نہ صرف ساؤنڈ پروف تھے بلکہ ان میں ایسی مشینری نصب تھی کہ

اندر ہونے والی بات چیت کسی طرح بھی باہر سے کیچ نہ کی جا سکتی تھی اور نہ ہی اندر کوئی خفیہ کیمرہ نصب کیا جا سکتا تھا اس لئے کاروباری سودا کرنے والے افراد کے لئے یہ انتہائی مفید تھے۔ وکٹر روم نمبر الیون کے بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر اس کا دوست تھارسن موجود تھا۔

’’آؤ‘‘...... تھارسن نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو وکٹر کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک روسیاہی نژاد آدمی پہلے سے موجود تھا۔

’’یہ ہیں وکٹر۔ اور وکٹر۔ یہ ہیں روسیاہی زاروف‘‘...... تھارسن نے دونوں کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر دونوں نے رسمی فقرات بول کر رسمی انداز میں مصافحہ کیا اور پھر میز کے گرد موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تھارسن نے دروازہ بند کر کے لاک کیا اور پھر دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر چند بٹن پریس کر دیئے اور پھر ایک الماری کھول کر اس نے اس میں موجود شراب کی بڑی بوتل اٹھائی اور اسے میز پر رکھ کر اس نے الماری سے گلاس اٹھا کر میز پر رکھے اور پھر بوتل کھول کر اس نے گلاسوں میں شراب ڈالی اور ایک ایک گلاس وکٹر اور زاروف کے سامنے رکھ کر تیسرا گلاس اس نے اپنے سامنے رکھ لیا۔

’’تھارسن نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے پاس بیریلیم دھات کا ذخیرہ ہے اور تم اسے کسی حکومت کو فروخت کرنا چاہتے ہو۔ کیا یہ

درست ہے''...... زاروف نے کہا۔

''ذخیرہ میرے پاس یا میری تحویل میں نہیں ہے بلکہ میں اس سپاٹ کا نشاندہی کر سکتا ہوں جہاں زمین میں بیریلیم کا ذخیرہ موجود ہے اور اس سپاٹ کی نشاندہی کرانے کی قیمت ہم وصول کریں گے''...... وکٹر نے کہا۔

''کتنا ذخیرہ ہے''...... زاروف نے پوچھا۔

''ہمارے پاس اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے''...... وکٹر نے کہا تو زاروف چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ پھر سودا کیسے ہو گا''...... زاروف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں اس کا پس منظر مختصر طور پر بتاتا ہوں پھر ہی تم اصل بات سمجھ سکو گے''...... وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں بتاؤ۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا''...... زاروف نے کہا۔

''پاکیشیا کے ایک ماہر معدنیات نے اپنے طور پر پاکیشیا میں بیریلیم دھات کا سراغ لگایا۔ اس نے حکومت پاکیشیا کو اطلاع دی لیکن حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہ دی جبکہ ایکریمین حکومت کو اس کی اطلاع مل گئی۔ انہوں نے اس ماہر معدنیات کو اغوا کرا کر ایکریمیا لانے کی کوشش کی تاکہ یہاں اس سے معلومات حاصل کی جا سکیں لیکن وہ اغوا نہ ہو سکا تو حکومت نے فیصلہ کیا کہ وہیں

پاکیشیا میں ہی اس سے معلومات حاصل کی جائیں اور چونکہ وہ بوڑھا ماہر معدنیات بے حد ضدی آدمی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ دل کا مریض بھی تھا اس لئے اس پر تشدد سے وہ ہلاک بھی ہو سکتا تھا اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ مشینری کے ذریعے اس کے لاشعور سے معلومات حاصل کی جائیں۔ اس کے لئے میری سربراہی میں ٹیم وہاں گئی۔ ہم نے مشینری کے ذریعے اس کے ذہن میں موجود تمام معلومات حتمی طور پر معلوم کر لیں اور اس کے نتیجے میں وہ ماہر معدنیات ہلاک ہو گیا اور چونکہ یہ معلومات مشینری کے ذریعے حاصل ہوئی تھیں اس لئے میرے علاوہ اور کسی کو ان معلومات کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا۔ بیریلیم دھات کا ذخیرہ دو جگہوں پر موجود تھا۔ ایک جگہ ذخیرہ موجود ہے لیکن اس پاکیشیائی ماہر معدنیات کے مطابق وہاں یہ دھات انتہائی ناقص حالت میں ہے۔ اس سے وہ کام نہیں لیا جا سکتا جس کے لئے اس کی شہرت ہے جبکہ دوسری جگہ خاصا بڑا ذخیرہ موجود ہے اور انتہائی صاف حالت میں یہ دھات وہاں موجود ہے۔ میں چونکہ حکومت ایکریمیا کی طرف سے ہائر کیا گیا تھا لیکن مجھے میری ڈیمانڈ کے مطابق معاوضہ نہیں دیا گیا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ وہ ناقص ذخیرے والی جگہ یا سپاٹ حکومت ایکریمیا کو بتایا جائے اور زیادہ اور خالص ذخیرے کو دوسری سپر پاورز کے پاس خاموشی سے فروخت کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے حکومت کو جو رپورٹ دی ہے وہ سپاٹ

ناقص اور کم مقدار کی دھات والا ہے جبکہ دوسرا سپاٹ جہاں زیادہ
مقدار اور خالص حالت میں ذخیرہ موجود ہے وہ میرے پاس محفوظ
ہے اور تھارسن اس معاملے میں میرا ساتھی ہے کیونکہ میں تو ایسی
دھات کو فروخت کرنے کے ذرائع نہیں رکھتا اور نہ ہی مجھے پارٹیوں
کا علم ہے جبکہ تھارسن یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے کیونکہ یہ حکومت
ایکریمیا کے اس شعبے میں رہا ہے جہاں سائنسی دھاتوں کی خرید و
فروخت سرکاری طور پر کی جاتی رہی ہے''...... وکٹر نے تفصیل سے
بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس ماہر معدنیات نے دوسری جگہ پر کتنی مقدار کی بات کی تھی''۔
زاروف نے پوچھا۔

''اس کے ذہن میں کوئی حتمی مقدار موجود نہیں تھی۔ البتہ خالص
اعلیٰ اور زیادہ دھات اس کے ذہن میں موجود تھی''...... وکٹر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن سودا کرنے کے لئے تو کوئی مقدار طے کرنا
ہوگی ورنہ سودا کیسے ہوسکتا ہے''...... زاروف نے کہا۔

''آپ ہمارے ساتھ صرف سپاٹ کی نشاندہی کا سودا کریں۔
دھات کتنی نکلتی ہے یہ آپ کی اپنی قسمت۔ ویسے یہ دھات اس قدر
مہنگی ہے کہ اس کے چند سو گرام مقدار بھی بے پناہ قیمت رکھتی ہے''۔
وکٹر نے کہا۔

''لیکن آپ اس بات کی ضمانت دیں گے کہ وہاں واقعی یہ

دھات موجود ہے کیونکہ خلاء میں ایکریمیا اور روسیاہ سمیت دیگر
بڑے ممالک کے خلائی سیارے موجود ہیں لیکن ان میں سے کسی
نے بھی بیریلیم دھات کی موجودگی کا پتہ نہیں دیا''...... زاروف نے
کہا۔

''اس بات کا ہمیں علم نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ آپ اگر
چاہیں تو سودا کریں اور نہ چاہیں تو سودا نہ کریں۔ ہم نے بہرحال
اسے فروخت کر دینا ہے۔ پھر جو لے گا وہی فائدے میں رہے
گا''...... وکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کی کیا ڈیمانڈ ہے''...... زاروف نے پوچھا۔

''ہماری ڈیمانڈ ایک لاکھ بلین ڈالرز ہیں۔ اس سے ایک ڈالر
بھی کم نہیں ہوگا''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے کیا ملے گا''...... زاروف نے کہا۔

''دس فیصد''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... زاروف نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ کتنے دن لیں گے تاکہ ہم کسی اور سے بھی بات کر
لیں''...... وکٹر نے کہا۔

''صرف ایک ہفتہ۔ اس ایک ہفتے کے اندر معاملات یا تو حتمی
طور پر طے ہو جائیں گے یا پھر معذرت کر لی جائے گی''۔ زاروف
نے کہا تو وکٹر نے اطمینان بھرے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''صالحہ بول رہی ہوں۔ میں نے اس کرامت بابو کا پتہ چلا لیا ہے۔ وہ کافرستان نہیں گیا بلکہ کافرستان اور پاکیشیا کے ایک سرحدی شہر باسین میں موجود ہے۔ وہاں اس کا اڈا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''کون کرامت بابو''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو تم دو تین روز میں ہی کریم پورہ میں اس بے چاری شازیہ کی دردناک ہلاکت کو بھول گئی ہو جبکہ میرے دل میں آگ کے الاؤ جل رہے ہیں۔ میں اس شازیہ کی موت کا بدلہ اس کرامت بابو سے لے کر اس آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتی ہوں''...... صالحہ نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''لیکن صالحہ۔ بغیر کسی مقصد کے ہم اس طرح کی مجرمانہ

کارروائیاں نہیں کر سکتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ شازیہ کے ساتھ ظلم ہوا ہے لیکن ہمارا یہ منصب نہیں ہے کہ ہم اس طرح کی انتقامی کارروائیاں کرتے پھریں۔ پولیس خود ہی معاملات نمٹا لے گی''۔ جولیا نے کہا۔

''میں نے اس لئے فون نہیں کیا کہ تم بڑی بوڑھیوں کی طرح نصیحتیں کرنا شروع کر دو۔ اگر تم نہیں جانا چاہتی تو نہ سہی۔ میں تو بہر حال اس کرامت بابو کا خاتمہ کر کے ہی دم لوں گی''...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جیسا تم کہہ رہی ہو اگر ہم اس طرح کی کارروائیاں کریں تو پھر ہمارے اور مجرموں، بدمعاشوں کے درمیان کیا فرق رہ جائے گا اور سنو۔ بحیثیت ڈپٹی چیف میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گی اور یہ سن لو کہ اگر تم نے اس کے باوجود ایسا کوئی کام کیا تو میں چیف کو رپورٹ دے دوں گی۔ اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے یہ تم اچھی طرح جانتی ہو''...... جولیا نے بھی دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے جھٹکے دار لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر برہمی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''مجھے چیف سے بات کرنا ہوگی۔ یہ صالحہ باز نہیں آئے گی''۔ جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کی طرف ہاتھ

بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

’’یس۔ جولیا بول رہی ہوں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’آئی ایم سوری جولیا۔ نجانے کیا ہو گیا تھا کہ میں نے تم سے اس انداز میں بات کی ہے۔ آئی ایم رئیلی سوری‘‘...... دوسری طرف سے صالحہ کی آواز سنائی دی۔

’’میں تمہارے جذبات کو سمجھتی ہوں صالحہ۔ لیکن اصل مسئلہ یہی ہے کہ ہم پر جو ذمہ داریاں ہیں یا ہماری جو حیثیت ہے اس کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ جہاں ملک کا کوئی مفاد وابستہ ہو یا جہاں ملک کی سلامتی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو وہاں کارروائی کرنا ہم پر فرض ہے لیکن عام غنڈوں اور بدمعاشوں سے بے مقصد لڑنا ہمارا کام نہیں ہے۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ تمہیں بروقت احساس ہو گیا ہے اور تم نے اعلیٰ ظرفی سے کام لیتے ہوئے خود ہی سوری کر لیا ہے۔ او کے۔ میرے پاس آ جاؤ۔ ہم دونوں اس خوشی میں کسی اچھے سے ہوٹل میں لنچ کریں گی‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’دعوت کا شکریہ۔ میں آ رہی ہوں‘‘...... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے کہا گیا تو جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی تاکہ صالحہ کے آنے سے پہلے لباس تبدیل کر لے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ دونوں لنچ کرنے کی غرض سے ہوٹل شیرنگٹن کے ڈائننگ ہال کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ ڈائننگ ہال میں خاصا رش تھا اور وہاں غیر ملکیوں کی

تعداد مقامی لوگوں سے زیادہ تھی۔ ایک سائیڈ پر خالی میز کے گرد وہ دونوں بیٹھ گئیں اور صالحہ نے مینو لے کر ویٹر کو آرڈر لکھوانا شروع کر دیا۔

’’جولیا۔ تمہیں سوئس کھانے تو یاد آتے ہوں گے‘‘...... ویٹر کے جانے کے بعد صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

’’پہلے پہلے تو بہت یاد آتے تھے لیکن پھر کانٹی نینٹل کھانے مجھے اس قدر پسند آنے لگے کہ اب تو سوئس کھانوں کے نام اور ان کے ذائقے تک بھول چکے ہیں‘‘...... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا قریب آیا اور اس نے پلیٹیں ان کے سامنے رکھنا شروع کر دیں۔

’’یہ تو بہت برا ہوا۔ بوڑھا ماہر معدنیات بھی مارا گیا اور ایکریمیا کو ملا بھی کچھ نہیں‘‘...... ایک ہلکی سی آواز صالحہ کے کانوں میں پڑی۔ کوئی خاتون بول رہی تھی اور اس کا لہجہ ایکریمین تھا اور صالحہ یہ فقرہ سن کر چونک پڑی۔ آواز اس کے عقب میں موجود ٹیبل پر بیٹھے ہوئے ایک جوڑے کی طرف سے آ رہی تھی۔

’’ہاں۔ محنت بھی ہوئی اور ہمیں بھی یہاں آنا پڑا لیکن ملا بھی کچھ نہیں۔ صرف انتہائی ناقص دھات اور وہ بھی چند سو گرام‘‘۔ اس بار ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’میرا خیال ہے کہ ہمیں اب دوبارہ کریم پورہ جانے کی بجائے واپس ایکریمیا جانا چاہئے‘‘...... عورت نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن پہلے ہمیں چیف کو رپورٹ دے... ہدایات لینا ہوں گی۔ تم کافی پی لو۔ پھر کمرے میں جا کر چیف سے بات کریں گے“...... مردانہ آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”کھانا کھاؤ۔ کیا سوچ رہی ہو“...... جولیا کی آواز سنائی دی تو صالحہ چونک پڑی۔

”ایک منٹ۔ میں آ رہی ہوں“...... صالحہ نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”کیا ہو گیا ہے اس کو“...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔ چند لمحوں بعد صالحہ واپس آ گئی۔ ساتھ والے جوڑے کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے انہیں خاص طور پر غور سے دیکھا۔ جوڑا ایکریمین ہی تھا۔

”کہاں گئی تھی“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک خیال آیا تھا۔ میں نے سوچا کہ کنفرم کر لوں“...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کون سا خیال“...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”کھانا کھا لو پھر چائے پیتے ہوئے تفصیل سے بات ہو گی“۔ صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صالحہ بھی کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔ اسی لمحے وہ ایکریمین جوڑا اٹھا اور اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جدھر اوپر رہائشی کمروں میں جانے کے لئے

لفٹیں کام کر رہی تھیں۔ اسی لمحے صالحہ بھی اٹھی اور اس جوڑے کے پیچھے چل دی۔

”یہ لڑکی تو شاید پاگل ہو گئی ہے۔ نجانے کس چکر میں پڑ گئی ہے نانسنس“...... جولیا کو صالحہ کے اس طرح بار بار اٹھ کر آنے جانے پر خاصا غصہ آ رہا تھا۔ وہ ویسے بھی کھانے کے وقت اس طرح کے فضول کاموں کو پسند نہیں کیا کرتی تھی۔ اس کے مطابق کھانے کو تقدس حاصل ہوتا ہے اس لئے کھانے کے وقت کھانے پر ہی توجہ دینی چاہئے۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد صالحہ واپس آ گئی۔

”یہ تم کیا پراسرار حرکتیں کرتی پھر رہی ہو“...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ایک آئیڈیئے پر کام ہو گیا ہے۔ شاید بات بن جائے“۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کون سا آئیڈیا۔ تم نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ کبھی آ رہی ہو کبھی جا رہی ہو۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے“...... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اسے اپنے عقب میں بیٹھے ایکریمین جوڑے کے درمیان ہونے والی باتوں کے بارے میں بتا دیا۔

”اس میں خاص بات کیا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”شازیہ کے سلسلے میں بھی ایک بوڑھے ماہر معدنیات کا ذکر میں نے سنا تھا اور یہ بھی سنا تھا کہ ایکریمنز اس کے پیچھے تھے۔ پھر کریم پورہ کا نام بھی لیا گیا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ

ایکریمین جوڑا مشکوک ہے“...... صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”تمہارے اعصاب پر شازیہ چھا گئی ہے۔ اب تمہیں ہر آدمی غلط دکھائی دیتا ہے۔ لیکن تم باہر کیوں گئی تھی“...... جولیا نے کہا۔

”میں کار سے وی وی ڈکٹا فون اور اس کا ریکارڈر لینے گئی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ اسے یہاں میز پر لگا کر میں ان کے درمیان ہونے والی باتیں ریکارڈ کرلوں تاکہ پھر اطمینان سے بیٹھ کر اسے سن کر اس کا تجزیہ کیا جا سکے لیکن پھر وہ اوپر اپنے رہائشی کمرے میں چلے گئے تو میں نے وی وی ڈکٹا فون کو آن کر کے کمرے کے دروازے پر نصب کر دیا ہے۔ اب وہ اندر جو باتیں کریں گے وہ میری جیب میں موجود ریکارڈر پر ریکارڈ ہو جائیں گی“...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب تم پولیس والی بنتی جا رہی ہو۔ ہر معاملے میں شک وشبہ آدمی کی زندگی کو اجیرن بنا دیتا ہے۔ اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھاؤ اور بس“...... جولیا نے کہا تو صالحہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ عمران صاحب اکثر ایسے ہی اقدامات کرتے ہیں جو بظاہر احمقانہ دکھائی دیتے ہیں لیکن جب ان کا نتیجہ سامنے آتا ہے تو حیرت ہوئی ہے اس لئے میں نے بھی کوشش کی ہے۔ اب دیکھو اس کا نتیجہ کیا نکلتا

ہے“...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کھانا کھانا شروع کر دیا۔

”وی وی ڈکٹا فون وہاں کمرے کے اندر کیسے لگایا ہو گا تم نے“...... جولیا نے پوچھا۔

”وہ ایک چھوٹا سا بٹن ہے اور اس قدر طاقتور ہے کہ بہت دور سے بھی آواز کو کیچ کر لیتا ہے۔ میں نے اسے لاک کے کی ہول کے ساتھ لگایا ہے جو کی ہول کی وجہ سے اندر ہونے والی تمام گفتگو ریکارڈ کر لے گا“...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم نے آخر ایسی کیا بات سن لی ہے کہ تم نے اس طرح کی کارروائی کر ڈالی ہے۔ جو کچھ تم نے بتایا ہے اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ تم اس طرح کی کارروائی کر ڈالو“...... جولیا نے صالحہ کے کھانا کھانے کے بعد چائے پینے کے دوران سوال کر دیا۔

”انہوں نے کسی بوڑھے ماہر معدنیات کی ہلاکت اور پھر چیف سے ہدایات لینے کی باتیں کی تھیں جس سے میری چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجا دیا۔ اب دیکھو مزید کیا سننے کو ملتا ہے“...... صالحہ نے چائے کا آخری گھونٹ لے کر پیالی کو واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”اب تم کب تک یہاں بیٹھی رہو گی کیونکہ وی وی ڈکٹا فون کا ریکارڈر تو ہوٹل کے باہر آواز کیچ نہ کر سکے گا جبکہ وہ لوگ تو شاید

رات تک کمرے میں بیٹھے باتیں کرتے رہیں''...... جولیا نے ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''بس چند منٹ اور۔ پھر میں جا کر ڈکٹا فون اتار لاؤں گی''...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد صالحہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''میں آ رہی ہوں''...... صالحہ نے کہا تو جولیا کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑی اور ایک بار پھر لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ جولیا اس کے واپس آنے تک وہیں بیٹھی رہی۔

''آؤ اب چلیں''...... صالحہ نے واپس آ کر کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار اس پلازہ میں داخل ہو رہی تھی جس میں جولیا کی رہائش تھی۔ پارکنگ میں کار رکتے ہی جولیا نیچے اتر گئی۔

''تم کیوں نہیں آ رہی''...... جولیا نے مڑ کر حیرت سے صالحہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو ویسے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

''میں اپنے فلیٹ پر جا کر اس ریکارڈنگ کو چیک کرنا چاہتی ہوں''۔ صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کام میرے فلیٹ میں نہیں ہو سکتا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم پہلے ہی میرے تجسس کی وجہ سے بور ہو رہی ہو''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آؤ۔ میں تمہارے تجسس کا رزلٹ دیکھنا چاہتی ہوں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بھی کار سے اتر آئی اور پھر کار لاک کر کے وہ دونوں پلازہ کی لفٹ کی طرف بڑھ گئیں۔ تھوڑی دیر بعد جولیا، صالحہ سمیت اپنے فلیٹ میں موجود تھی۔ صالحہ نے جیب سے ریکارڈر نکالا اور اسے درمیانی میز پر رکھ کر اس نے اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے ریکارڈر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور وہ دونوں ریکارڈنگ کو توجہ اور غور سے سننے لگیں۔ پھر آواز سنائی دینا بند ہو گئی تو صالحہ نے ریکارڈر کا بٹن آف کر دیا۔

''حیرت انگیز صالحہ۔ تم نے تو کمال کر دیا''...... جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''میں نے تو بس عمران صاحب کی نقل کی ہے لیکن اب ہمیں اس صورت حال میں کیا کرنا چاہئے''...... صالحہ نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں فوری طور پر چیف کو رپورٹ دینی چاہئے''...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''ایکسٹو''...... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس"...... ایکسٹو نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو جولیا نے صالحہ کے ساتھ ہوٹل میں لنچ کرنے اور پھر وہاں صالحہ کی کارروائی بتانے کے بعد تفصیل سے وہ ساری بات بتا دی جو ریکارڈر سے نکلنے والی آوازوں سے انہیں معلوم ہوئی تھی

"عمران اس معاملے میں پہلے ہی کام کر رہا ہے۔ اسے فون کر کے یہ معلومات مہیا کر دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"حیرت ہے کہ عمران صاحب اس پر کام کر رہے ہیں اور ہمیں علم ہی نہیں ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"یہی تو اس کے ساتھ مسئلہ ہے"...... جولیا نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

"مسئلہ۔ کون سا مسئلہ"...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

"وہ اپنے احساس برتری کو قائم رکھنے کے لئے ایسی حرکتیں کرتا رہتا ہے۔ وہ ہمیں کچھ نہیں بتاتا۔ البتہ چیف کو چھوٹی سے چھوٹی بات سے بھی آگاہ کر دیتا ہے تاکہ ہم چیف سے بات کریں تو چیف اس کی برتری کی بات کر دے اور ہم اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو کمتر سمجھ لیں"...... جولیا نے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"یہ بات نہیں ہے جولیا۔ عمران صاحب واقعی کام کرتے ہیں۔

اب دیکھو میں نے صرف اس کے کام کرنے کے انداز کی نقل کی ہے اور ہم ایک اہم واقعہ سے واقف ہو گئی ہیں ورنہ ہم اسے نظرانداز کر دیتیں تو ہمیں سرے سے کسی بات کا علم ہی نہ ہوتا۔ تم عمران صاحب سے بات کرو تاکہ ہم بھی اسے بتا سکیں کہ ہم بھی اس کی طرح کام کرتی رہتی ہیں"...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر غور و فکر
کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کی
ہلاکت کے سلسلے میں جن افراد کے بارے میں معلوم ہوا تھا ان
میں ایک کا نام وکٹر یا ڈاکٹر وکٹر بھی تھا ایئر پورٹ ریکارڈ سے ان
کے جو ایڈریس حاصل ہوئے تھے وہ بھی فرضی تھے اور راشور علاقے
کے بارے میں جو معلومات ملی تھیں وہاں سے بھی کوئی کلیو نہ مل سکا
تھا۔ ٹائیگر نے وہاں موجود فیکٹریوں کی وزارت معدنیات کے افسر
کے روپ میں چیکنگ کی تھی لیکن وہاں بھی سب کچھ نارمل تھا جبکہ
سے معلوم تھا کہ ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کو ہلاک کرنے سے
ہلے اس کے ذہن میں بیریلیم دھات کے بارے میں تمام معلومات
اصل کر لی گئی تھیں۔ اس طرح اس سپاٹ کا علم یقیناً اس وکٹر کو ہو
کیا ہو گا اور ایکریمیا خاموشی سے اس نایاب اور قیمتی دھات کو نکال

کر لے جا سکتا تھا۔

عمران نے گو بلیک زیرو کو فون کر کے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ کسی
بھی وقت اس وکٹر کو تلاش کرنے ایکریمیا جا سکتا ہے اور بلیک زیرو
کے پوچھنے پر اسے تمام تفصیل بتانی پڑی تھی لیکن اس کے باوجود
اس کا ایکریمیا جانے کا حتمی موڈ نہ بن رہا تھا کیونکہ فرضی ایڈریس
کے بعد اس وکٹر کو اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنا بھوسے کے
ڈھیر سے سوئی تلاش کرنے کے مترادف تھا۔ وہ بیٹھا انہی معاملات
پر غور کر رہا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران
نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے
رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیانا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی سرد
آواز سنائی دی۔

''واہ۔ کیا نام ہے۔ کیا آواز ہے۔ دل میں کانسی کی گھنٹیاں بج
اٹھی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے چیف کو فون کیا
تھا بیریلیم دھات کے سلسلے میں بتایا تو چیف نے کہا تم اس پر پہلے
سے کام کر رہے ہو اس لئے جو معلومات ہیں وہ تمہیں بتائی جائیں
اس لئے میں نے فون کیا ہے''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہی ہو۔ بیریلیم دھات۔ تمہیں کیسے اس بارے میں معلوم ہوا"...... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے تو شاید معلوم نہ ہوتا لیکن صالحہ نے اسے اہمیت دی جس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آ گئی۔ میں صالحہ کو رسیور دے رہی ہوں۔ وہ تمہیں بتائے گی"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"ہیلو عمران صاحب۔ میں صالحہ بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد صالحہ کی آواز سنائی دی۔

"ارے۔ ارے۔ بڑے بھائی کو نہ سلام نہ دعا۔ مجھے تمہارے ڈیڈی سے ملنا پڑے گا کہ کیسی تربیت دی ہے انہوں نے تمہیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے صالحہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بڑے بھائی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اب تو شکایت دور ہو گئی آپ کی"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جگ جگ جیو دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو"...... عمران نے بھی بزرگوں کے سے انداز میں دعا دیتے ہوئے کہا تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی اور پھر اس نے جولیا کے ساتھ ہوٹل میں لنچ کے لئے جانے سے لے کر وی وی ڈکٹا فون ریکارڈر سے سنی جانے والی ساری گفتگو دوہرا دی۔

"ریکارڈر تمہارے پاس موجود ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... صالحہ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کے اس سوال کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"میں خود یہ گفتگو سننا چاہتا ہوں۔ یہ بے حد اہم ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے آن کر کے سنواتی ہوں"...... صالحہ نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ایک عورت کی آواز سنائی دی۔ اس کی بات کا جواب مرد دے رہا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا یہ سب سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی نمایاں تھی۔ جب ریکارڈر خاموش ہو گیا تو صالحہ کی آواز سنائی دی۔

"آپ نے سن لی گفتگو"...... صالحہ نے کہا۔

"ہاں صالحہ۔ ویل ڈن۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ میں اس سلسلے کو ٹریس کرنے کے لئے ایکریمیا جانا چاہتا تھا۔ تم نے میرا مسئلہ یہیں حل کر دیا ہے۔ ویل ڈن"...... عمران نے کہا۔

"ویسے عمران صاحب۔ یہ مسئلہ کیا ہے۔ یہ کون لوگ تھے اور یہاں کیا کر رہے تھے"...... صالحہ نے کہا۔

"شروعات تو تم سے ہوئیں۔ تم جولیا کو ساتھ لے کر کریم پورہ اپنی فرینڈ سے ملنے گئیں۔ وہاں لڑکی شازیہ ہلاک ہوئی۔ پھر تم نے بتایا کہ شازیہ نے تمہیں بتایا تھا کہ اس نے روشندان سے چند غیر

ملکیوں کو غنڈوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ ڈاکٹر عبدالغفار کے اغوا کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ پھر تم نے ٹائیگر کو کہا کہ وہ ڈاکٹر عبدالغفار کی ہلاکت کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ ٹائیگر نے جو انکوائری کی اس کے مطابق ڈاکٹر عبدالغفار کو ہلاک کرنے والے غیر ملکی تھے۔ پھر میں ٹائیگر کے ساتھ کریم پورہ گیا تو وہاں چند ایکریمین سامنے آئے جنہوں نے ڈاکٹر عبدالغفار کو ہلاک کیا تھا۔ یہ غیر ملکی فوراً ہی واپس چلے گئے۔ ڈاکٹر عبدالغفار ایک نایاب دھات بیریلیم کے ذخیرے کے بارے میں جانتا تھا اور ایکریمیا خفیہ طور پر یہ دھات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اب تم نے جس جوڑے کی گفتگو ریکارڈ کی ہے اس میں مرد کا نام ڈینی سامنے آیا ہے اور ساتھ ہی کراس ورلڈ کا نام بھی سنا گیا ہے۔ کراس ورلڈ ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ہے اور یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ پہاڑی سلسلہ ہفت کوہ کے علاقے راشور میں اس دھات کا ذخیرہ ہے۔ ڈینی نے اپنے چیف کو جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق اس ذخیرے کو چیک کیا گیا ہے لیکن وہاں سے دھات انتہائی ناقص حالت اور بہت ہی قلیل مقدار میں موجود ہے۔ اس پر پہلے ہی کافی اخراجات کر دیئے گئے ہیں۔ ڈینی نے اپنے چیف کو بتایا کہ دو کلومیٹر پہاڑی علاقے میں سرنگ لگانے کے بعد وہ لوگ اس ذخیرے تک پہنچے ہیں لیکن ناقص اور کم مقدار کی وجہ سے یہ ٹاسک ڈراپ کر دیا گیا ہے جس پر کراس ورلڈ کے چیف نے انہیں

فوری طور پر واپس آنے کا کہہ دیا ہے‘‘...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’تو آپ کا مطلب ہے کہ یہ معاملہ اب ختم ہو گیا ہے۔ وہ بے چارہ ڈاکٹر عبدالغفار اور وہ بے گناہ اور معصوم لڑکی شازیہ مفت میں ہلاک کر دیئے گئے‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’نہیں۔ بلکہ میرے خیال میں درمیان میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے ورنہ ڈاکٹر عبدالغفار جیسے ماہر معدنیات اس قدر احمق نہیں ہو سکتے کہ وہ معمولی اور ناقص دھات کے لئے اس طرح بھاگ دوڑ کرتے پھریں‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’لیکن جو کچھ بھی تھا وہ بھی تو ڈاکٹر عبدالغفار کی ہلاکت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’نہیں۔ البتہ تمہاری ریکارڈ کی ہوئی گفتگو سننے کے بعد میرے ذہن میں آ رہا ہے کہ ہمیں اب اس آدمی کا پتہ چلانا ہے جس نے ڈاکٹر عبدالغفار کے ذہن سے معلومات حاصل کی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی گھپلا کیا ہو‘‘...... عمران نے سوچنے کے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

’’وہ کیا گھپلا کر سکتا ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا ہو گا اس پر ہی کام کیا گیا ہو گا اور دھات بھی ملی لیکن بہت کم مقدار میں اور ناقص نکلی‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ کہیں نہ

کہیں کوئی نہ کوئی گھپلا موجود ہے۔ بہرحال اب راستہ نظر آ گیا ہے۔ اب میں کام کر لوں گا۔ اللہ حافظ‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’یس۔ راڈرک بول رہا ہوں‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں‘‘۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’عمران صاحب آپ۔ آج کیسے راڈرک یاد آ گیا آپ کو‘‘۔ دوسری طرف سے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

’’پہلے تو میں نے سوچا کہ چیف کی منت کروں کہ وہ تمہیں فون کرے لیکن پھر میں نے سوچا کہ چیف نے تو نادرشاہی حکم صادر کر دینا ہے اور پھر تم نے بوکھلائے بوکھلائے پھرنا ہے اس لئے کیوں نہ میں براہ راست کہہ دوں تاکہ تم اطمینان سے کام کرتے رہو‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’میں سمجھ گیا۔ آپ کو سروس سے ہٹ کر مجھ سے کوئی کام پڑ گیا ہے۔ بہرحال حکم فرمائیں۔ ہم تو چیف کے حکم سے زیادہ آپ کے حکم کی تعمیل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں‘‘...... راڈرک نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا جو ولنگٹن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا۔

یہاں ایکریمیا میں ایک سرکاری ایجنسی ہے کراس ورلڈ۔ کیا تمہیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ہاں۔ لیکن صرف اتنا کہ یہ تنظیم زیادہ تر سائنسی لیبارٹریوں کے لئے کام کرتی ہے‘‘...... راڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اب میری بات تفصیل سے سنو۔ ہیرلیم نامی ایک انتہائی نایاب اور انتہائی کارآمد دھات جو میزائلوں اور خلائی جہازوں میں کام آتی ہے بے حد مہنگی اور نایاب دھات ہے اور سب سے دلچسپ بات یہ کہ اسے سیٹلائٹ کے سگنلز اور ریز چیک بھی نہیں کر سکتے۔ پاکیشیا میں ایک ریٹائرڈ ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار نے اسے مخصوص نشانیوں کی مدد سے ٹریس کر لیا لیکن اس کی بات کسی نے نہ سنی اور ایکریمیا کو اس کی بھنک مل گئی۔ ایکریمیوں نے اس ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کو اغوا کرانے کی کوشش کی لیکن وہ اغوا نہ ہو سکا تو انہوں نے اسے بے بس کر کے اس کے ذہن میں موجود تمام معلومات مشین کی مدد سے حاصل کر لیں اور پھر اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس گروپ میں ایک وکٹر تھا ڈاکٹر وکٹر اور مجھے اس وکٹر کا پتہ چاہئے‘‘...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’لیکن اس کے بارے میں مزید معلومات تو ہوں گی آپ کے پاس صرف نام سے تو کسی کو یہاں تلاش نہیں کیا جا سکتا‘‘۔ راڈرک

نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس کے ان کاغذات کی نقل میرے پاس ہے جن کاغذات کے ذریعے وہ یہاں پاکیشیا آئے تھے لیکن اس میں جو پتہ درج کیا گیا ہے وہ بیالیس چیمبر لین راک وڈ ولنگٹن درج ہے جبکہ پورے ولنگٹن میں چیمبر لین راک وڈ نام کا کوئی علاقہ نہیں ہے۔ تم بتاؤ ہے یہ علاقہ''...... عمران نے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ اس نام کا واقعی ولنگٹن میں کوئی علاقہ نہیں ہے لیکن میں اسے تلاش کیسے کروں۔ آپ کوئی گائیڈ لائن دیں گے تو میں آگے بڑھ سکوں گا''...... راڈرک نے کہا۔

''اس وکٹر کو چونکہ ڈاکٹر وکٹر کہا جاتا ہے۔ کاغذات میں اس کا نام صرف وکٹر ہے لیکن ڈاکٹر کا القاب بتا رہا ہے کہ یہ شخص واقعی ڈاکٹر ہو گا اور وہ بھی مائینڈ سائیکالوجی کا ڈاکٹر اور تم ایسے ڈاکٹر کو آسانی سے تلاش کر سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے کاغذات میں اس کی تصویر دیکھی ہو گی۔ مجھے اس کا حلیہ بتا دیں تاکہ میں کسی غلط آدمی پر ہاتھ نہ ڈال دوں کیونکہ وکٹر یہاں عام سا نام ہے اور ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر وکٹر کے نام سے بھی یہاں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں افراد ہو سکتے ہیں''...... راڈرک نے کہا تو عمران نے اسے حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب آپ یہ بتا دیں کہ آپ کو ٹریس کر کے اس سے کچھ پوچھ گچھ کرنی ہے یا صرف ٹریس کرنا ہے''...... راڈرک

نے کہا۔

''تم نے اسے صرف ٹریس کرنا ہے۔ پوچھ گچھ میں خود آ کر کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے کہاں اطلاع دینا ہو گی''...... راڈرک نے پوچھا۔

''میرے فلیٹ کا نمبر تو تمہارے پاس ہو گا اس پر۔ اگر میں میں موجود نہ ہوں تو سلیمان کو بتا دینا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں چند گھنٹوں میں ہی آپ کو فون کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ گڈ بائی''...... راڈرک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ وہ راڈرک کی صلاحیتوں سے بخوبی واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ راڈرک نے چند گھنٹے کی مہلت دانستہ لی ہے ورنہ ولنگٹن میں مخبری کے لئے راڈرک کا بنایا گیا نیٹ ورک اس قدر وسیع اور منظم تھا کہ شاید ایک گھنٹے سے بھی پہلے وہ ڈاکٹر وکٹر کو تلاش کر لے اور پھر اس کا اندازہ درست ثابت ہوا اور تقریباً پینتالیس منٹ بعد ہی اس کا فون آ گیا۔

''بڑی جلدی تلاش کر لیا ہے تم نے ڈاکٹر وکٹر کو''...... رسمی فقرات کے بعد عمران نے کہا۔

''آپ نے جو حلیہ بتایا ہے وہ کام آیا ہے۔ وہ واقعی ڈاکٹر وکٹر

ہے اور مائینڈ سائیکالوجی کا ماہر ہے۔ اس کی رہائش گاہ کا بھی پتہ چلا لیا گیا ہے اور کلینک کا بھی۔ اب آپ جو حکم دیں''...... راڈرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اسے نگاہ میں رکھو۔ میں جلد ونگٹن پہنچ رہا ہوں۔ پھر اس سے معلومات حاصل کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ اب ہماری نگاہ میں رہے گا۔ آپ بے فکر رہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں جناب بلیک زیرو کی خدمت اقدس میں مؤدبانہ سلام''...... عمران کی زبان چل پڑی۔

''کوئی خاص بات ہوگئی ہے جو آپ اس قدر شگفتہ موڈ میں ہیں''...... بلیک زیرو نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

''پاکیشیا کی غربت دور کرنے کے لئے جدوجہد کر رہا ہوں تاکہ خزانہ بھرا نظر آئے اور تم اپنی کنجوسی ختم کر دو اور معقول رقم کا چیک مجھے مل سکے جبکہ اب تو چڑیا کی چونچ میں دانے سے بھی کم مالیت کا چیک دے کر تم سلیمان کا قرضہ اس طرح بڑھاتے چلے جا رہے ہو

جس طرح عالمی بینک پاکیشیا کا قرضہ بڑھائے چلا جا رہا ہے''۔ عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

''کیا آپ نے بینک میں ڈاکہ مارنے کا تو نہیں سوچ لیا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ڈاکہ تو نقاب پوش ڈالتے ہیں۔ مجھ جیسا شیطان کی طرح مشہور کیا ڈاکہ ڈالے گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے نقاب پوش کے الفاظ اس کے لئے استعمال کئے ہیں۔

''عمران صاحب۔ جولیا کا فون آیا تھا۔ وہ اور صالحہ دونوں نے بیریلیم دھات کے سلسلے میں کوئی اہم ٹریسنگ کی ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا کہ وہ آپ کو رپورٹ کرے کیونکہ آپ اس سبجیکٹ پر کام کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ صالحہ نے مجھے ساری تفصیل بتا دی ہے اور اس سے آگے بڑھنے کا راستہ کھلا ہے۔ اب میں شاید آج رات کو ہی ایکریمیا چلا جاؤں''...... عمران نے کہا۔

''اکیلے یا ٹیم کے ساتھ''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''فی الحال تو اکیلا جاؤں گا۔ پھر ضرورت پڑی تو ٹیم کو بھی بلایا جا سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ دھات تو پاکیشیا میں ہے۔ آپ ایکریمیا جا کر کیا کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایک آدمی کو میں نے فون کر کے راڈرک کے ذریعے ٹریس کرایا ہے۔ اس سے میں نے جا کر پوچھ گچھ کرنی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے یہ بعد میں ہی معلوم ہو سکے گا"...... عمران نے کہا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

کراس ورلڈ کا چیف مارتھر اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھر نے چونک کر فون کی طرف اس طرح دیکھا جیسے کنفرم کر رہا ہو کہ واقعی اسی فون سے گھنٹی بج رہی ہے یا باہر کہیں سے آواز آ رہی ہے اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیس"...... مارتھر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"ڈینی بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... دوسری طرف سے ڈینی کی آواز سنائی دی تو مارتھر بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے۔ کام ہو گیا ہے مکمل"...... مارتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کام تو مکمل ہو گیا ہے لیکن نتیجہ ہمارے حق میں نہیں نکلا"...... دوسری طرف سے ڈینی نے کہا تو مارتھر کے چہرے پر

حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا مطلب۔ کیا نتیجہ نکلا ہے۔ کھل کر بات کرو''...... مارتھر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''راشور علاقے میں سی ٹی فیکٹری میں خصوصی مشینری سے دو کلومیٹر لمبی سرنگ بھی کامیابی سے کھودی گئی اور ماہرین معدنیات اس سرنگ کے ذریعے اس سپاٹ تک پہنچ گئے جہاں بیریلیم کی نشاندہی کی گئی تھی اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو سکی۔ وہاں جب زیر زمین مشینری کے ذریعے چیکنگ کی گئی تو وہاں چند سو گرام دھات موجود تھی اور وہ بھی انتہائی ناقص حالت میں۔ اس کے باوجود اس دھات کو وہاں سے نکالا گیا اور پھر خصوصی تجزیہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ یہ واقعی اس قدر ناقص حالت میں ہے کہ اس سے ایک گرام بھی دھات کام نہیں آ سکتی''...... ڈینی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ ساری محنت اور اس پر خرچ کیا گیا سارا سرمایہ فضول رہا۔ ویری بیڈ''...... مارتھر نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''اب ہمارے لئے کیا حکم ہے''...... ڈینی نے کہا۔

''تم دونوں واپس آ جاؤ اور کیا حکم کرنا ہے''...... مارتھر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''اب کیس کلوز کر کے داخل دفتر کر دیا جائے اور کیا ہو سکتا ہے''...... مارتھر نے چند لمحوں بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر سامنے موجود فائل پر جھک گیا لیکن دوسرے لمحے اس نے اسے جھلائے ہوئے انداز میں بند کر کے میز کی دراز میں رکھ دیا اور سائیڈ ریک میں موجود شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے میز پر رکھی اور پھر ریک سے گلاس اٹھا کر اس نے بوتل سے شراب گلاس میں ڈالی۔ بوتل واپس ریک میں رکھی اور گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا اور پھر وقفے وقفے سے شراب کی چسکیاں لینے لگا۔ اس کے چہرے پر اب غور و فکر کے تاثرات نمایاں تھے۔

''یہ ایشیائی لوگ خود بھی احمق ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی احمق بنا دیتے ہیں۔ کتنا شور تھا اس ایشیائی ڈاکٹر کا اور کیا نتیجہ نکلا۔ نانسنس لوگ ہیں یہ سب ایشیائی''...... مارتھر نے شراب کی چسکیاں لینے کے ساتھ ساتھ بڑبڑاتے ہوئے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ گلاس خالی ہونے پر اس نے گلاس کو بھی واپس ریک میں رکھا اور اب وہ آفس سے اٹھ کر جانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''رابرٹ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... مارتھر نے پوچھا۔

''ڈاکٹر وکٹر نے اپنے ایک ساتھی تھارسن کے ساتھ روسیاہی

ایجنٹ زاروف سے خفیہ ملاقات کی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ڈاکٹر وکٹر۔ کون ڈاکٹر وکٹر''...... مارتھر نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''مائینڈ سائیکالوجی کا ڈاکٹر وکٹر جسے آپ نے پاکیشیا بھیجا تھا ایشیائی ماہر معدنیات کے ذہن سے معلومات حاصل کرنے کے لئے''...... رابرٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو مارتھر چونک پڑا۔

''تو پھر اس میں خاص بات کیا ہے۔ ہمارا کام تو اس نے کر دیا تھا۔ اب وہ کس سے ملتا ہے اور کس سے نہیں ملتا اس سے ہمیں کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جہاں تک میں نے معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ ملاقات مشکوک ہے کیونکہ یہ ملاقات خاص طور پر ایک ہوٹل کے سپیشل روم میں کی گئی ہے۔ ایسی ملاقاتیں اس وقت کی جاتی ہیں جب معاملات کو انتہائی خفیہ رکھنا ہوتا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو''...... مارتھر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اس ڈاکٹر وکٹر کو چیک کرنا چاہئے کہ وہ روسیاہی ایجنٹ سے ایسی خفیہ ملاقاتیں کیوں کر رہا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنے کام میں بے حد ماہر ہے اور جس طرح ہمیں اس کی ضرورت پڑتی رہتی ہے اسی

طرح دوسرے بھی اس کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔ البتہ تم صرف اس کی نگرانی کراؤ۔ اگر کوئی خاص بات سامنے آئے تو پھر مجھے اطلاع دینا''...... مارتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مارتھر نے رسیور رکھ دیا۔

''نانسنس۔ خواہ مخواہ کے مسائل کھڑے کرنے کا کیا فائدہ''۔ مارتھر نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اپنی گرل فرینڈ مارتھی کو فون کر رہا تھا کیونکہ وہ ڈینی کی رپورٹ سے خاصا ذہنی دباؤ محسوس کر رہا تھا اور اس کی عادت تھی کہ جب بھی وہ ذہنی دباؤ کا شکار ہوتا تو مارتھی کے پاس چلا جاتا تھا اور پھر وہاں ہلکی پھلکی گپ شپ سے وہ ذہنی دباؤ سے آزاد ہو جاتا تھا۔ اب بھی ذہنی دباؤ کو محسوس کرتے ہوئے اس نے مارتھی کے پاس جانے کا سوچا لیکن پہلے وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا مارتھی اپنے فلیٹ میں موجود ہے یا نہیں۔ اس نے مارتھی کے نمبر پریس کئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ مارتھی بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مارتھر بول رہا ہوں۔ تمہارا کہیں جانے کا پروگرام تو نہیں

ہے“...... مارتھر نے کہا۔

”فی الحال تو نہیں ہے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کوئی خاص بات“...... مارتھی نے کہا۔

”میں سخت ذہنی دباؤ کا شکار ہوں۔ میں نے سوچا کہ تمہارے پاس چلا آؤں کیونکہ تمہاری ہلکی پھلکی گفتگو سے میرا ذہنی دباؤ ختم ہو جائے گا“...... مارتھر نے کہا۔

”ارے پھر فوراً آ جاؤ۔ میں تمہارا ذہنی دباؤ اس طرح نچوڑ لوں گی جیسے لیموں کو نچوڑا جاتا ہے“...... دوسری طرف سے مارتھی نے ہنستے ہوئے کہا تو مارتھر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”بس۔ ایسی ہی تمہاری باتیں مجھے پسند ہیں۔ میں آ رہا ہوں“۔ مارتھر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں پہنچ گئی جس پلازہ میں مارتھی کا لگژری فلیٹ تھا۔ کار لاک کر کے وہ لفٹ کے ذریعے اٹھارویں منزل پر پہنچ گیا۔ لفٹ سے نکل کر وہ مارتھی کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ راہداری بالکل خالی تھی کیونکہ یہ وقت آفس کا تھا اور فلیٹوں میں رہنے والے افراد اپنے اپنے کام پر گئے ہوتے ہیں۔ مارتھی چونکہ ایک نائٹ کلب کی سپروائزر تھی اس لئے وہ رات کو وہاں جاتی تھی اور دن کو اپنے فلیٹ پر ہی رہتی تھی۔ مارتھر سے اس کی دوستی دس بارہ سالوں سے تھی اور ماتھر اسے بحیثیت دوست بے حد

پسند بھی تھا۔ مارتھی کے فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ مارتھر نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے“...... مارتھی کی آواز سنائی دی۔

”مارتھر“...... مارتھر نے جواب دیا تو ہلکی سی کٹاک کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو مارتھی دروازے پر موجود تھی۔

”آؤ“...... مارتھی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو مارتھر سر ہلاتا ہوا اندر چلا گیا۔ مارتھی نے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔

”کیا ہوا ہے تمہیں۔ لگتا ہے جیسے صدیوں سے بیمار ہو“۔ مارتھی نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ بس خواہ مخواہ کا ذہنی دباؤ ہے“...... مارتھر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو مارتھی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ایک الماری سے اس نے شراب کی بوتل اور دو گلاس نکال کر درمیانی میز پر رکھے اور پھر بوتل کھول کر اس نے دونوں گلاسوں میں شراب ڈالی اور ایک گلاس مارتھر کی طرف بڑھا دیا۔

”کیا کوئی ذاتی مسئلہ ہے“...... مارتھی نے اپنا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ آفس کا مسئلہ ہے۔ مسئلہ تو ختم ہو گیا ہے لیکن رزلٹ ہمارے حق میں نہیں نکلا اس لئے ذہنی دباؤ ہے“...... مارتھر نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''مطلب ہے کہ تمہاری ایجنسی کسی مشن میں ناکام ہو گئی ہے''...... مارتھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یوں ہی سمجھ لو''...... مارتھر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے تفصیل بتاؤ۔ اس سے تمہارا ذہنی دباؤ ہلکا ہو جائے گا''۔ مارتھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے کہ ہماری ایجنسی سائنسی دھاتوں اور لیبارٹریوں پر کام کرتی ہے۔ ہمیں اطلاع ملی کہ پاکیشیا کے ایک ماہر معدنیات نے جو ریٹائر ہو چکا ہے ایک ایسی دھات کا سراغ لگایا ہے جو سپر پاورز کے لئے انتہائی کارآمد اور انتہائی قیمتی ہے۔ ہم نے یہ دھات حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس ماہر معدنیات کو بڑی بڑی رقموں کی آفر کی گئی لیکن وہ محب وطن آدمی تھا اس لئے ہماری تمام پیشکشیں اس نے ٹھکرا دیں۔ اس کے بعد ہم نے اسے اغوا کر کے ایکریمیا لے آنے کی پلاننگ کی لیکن کسی نہ کسی وجہ سے اغوا نہ ہو سکا تو ہم نے یہاں سے ذہن ریڈنگ کرنے والے ماہرین وہاں بھیجے اور ساتھ ہی انتہائی جدید ترین مشینری بھی بھیجی گئی تاکہ اس کے ذہن میں موجود اس دھات کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی جائیں اور ایسے ہی ہوا اور ہمیں معلومات مل گئیں جبکہ وہ ماہر معدنیات ہلاک ہو گیا۔ ان معلومات کی بناء پر ہم نے اس سپاٹ پر کام کیا جہاں یہ دھات موجود تھی اور ہم خوش تھے

کہ کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا اور ہم یہ انتہائی قیمتی دھات حاصل کر لیں گے لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے اطلاع ملی ہے کہ اس سپاٹ سے وہ دھات ملی تو ہے لیکن بہت کم مقدار میں اور وہ بھی انتہائی ناقص حالت میں جو کسی کام بھی نہیں آ سکتی۔ اس رپورٹ نے مجھے بے حد دھچکا پہنچایا ہے کیونکہ جب یہ رپورٹ سیکرٹری سائنس کو بھجوائی جائے گی تو وہ میرے خلاف آسمان سر پر اٹھا لے گا''...... مارتھر نے مختصر الفاظ میں مشن کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی خاصا بڑا دھچکا ہے۔ ساری محنت ضائع گئی''...... مارتھی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے''...... مارتھر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کس ماہر کو بھجوایا تھا تم نے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مارتھی نے کہا تو مارتھر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو''...... مارتھر نے چونک کر کہا۔

''تم بتاؤ تو سہی۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے''۔ مارتھی نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر وکٹر کو۔ جس کا کلینک ونسائر ایونیو میں ہے''...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مارتھی بے اختیار اچھل پڑی۔

''اوہ۔ اوہ۔ میں اس ڈاکٹر کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔ یہ اکثر ہمارے کلب میں آتا رہتا ہے''...... مارتھی نے کہا۔

"ہاں۔ ایکریمیا میں وہ اپنے مضمون کا سب سے بڑا ماہر ہے"۔ مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپنے مضمون میں وہ ماہر ضرور ہو گا لیکن وہ انتہائی لالچی اور بے ایمان آدمی ہے۔ دولت کا پجاری ہے اور دولت کی خاطر وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ یہ میری ریڈنگ ہے"...... مارتھی نے قدرے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہو گا۔ لیکن اس سے ہمارا کیا تعلق۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہاں مغربی دنیا میں ہر آدمی دولت کا پرستار ہے کیونکہ یہاں دولت کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا"...... مارتھر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس ڈاکٹر وکٹر نے کوئی چکر چلایا ہو۔ مزید دولت کمانے کی غرض سے"...... مارتھی نے کہا تو مارتھر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہی ہو۔ کیسا چکر"...... مارتھر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اب میں یہ تو نہیں بتا سکتی لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ آدمی قابل اعتماد نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے غلط نشاندہی کی ہو اور اصل سپاٹ وہ کسی اور کو فروخت کرنے کے چکر میں ہو تا کہ کثیر دولت کما سکے"...... مارتھی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ پھر تو رابرٹ درست کہہ رہا تھا۔ میں نے اسے اہمیت نہ دی تھی"...... مارتھر نے

تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا کہا ہے رابرٹ نے"...... مارتھی نے پوچھا۔

"اس نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ ڈاکٹر وکٹر روسیاہی ایجنٹ زاروف سے خفیہ ملاقاتیں کر رہا ہے لیکن میں نے اسے اہمیت نہ دی۔ اب تمہاری باتیں سن کر مجھے خیال آ رہا ہے کہ کہیں واقعی وہ کوئی چکر نہ چلا رہا ہو"...... مارتھر نے کہا۔

"رابرٹ کو میں جانتی ہوں۔ وہ بے حد ذہین آدمی ہے اور روسیاہی ایجنٹ اور خفیہ ملاقاتوں کی خبر کے بعد اب میں کنفرم ہو گئی ہوں کہ تمہیں دھوکہ دیا گیا ہے۔ اصل معاملات چھپائے گئے ہیں اور یہ لالچی ڈاکٹر وکٹر روسیاہ سے بھاری دولت حاصل کرنے کے لئے اصل معاملات انہیں دے رہا ہو گا"...... مارتھی نے بڑے کنفرم لہجے میں کہا۔

"لیکن جس سپاٹ کی نشاندہی اس نے کی ہے وہاں سے دھات تو ملی ہے لیکن کم اور ناقص حالت میں"...... مارتھر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ایسے کئی سپاٹ ہوں۔ کہیں ناقص دھات ہو اور کہیں اچھی حالت میں ہو"...... مارتھی نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میں معلوم کراتا ہوں"۔ مارتھر نے کہا اور سامنے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے

رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"مارتھر بول رہا ہوں رابرٹ"...... مارتھر نے کہا۔

"یس باس۔ حکم"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر وکٹر کی نگرانی کر رہے ہو یا نہیں"...... مارتھر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایسا کرو کہ اسے اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دو۔ وہاں اسے بلیک کے حوالے کر دینا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس سے پوچھ گچھ کروں گا تاکہ حتمی طور پر یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کیا کھیل کھیل رہا ہے"...... مارتھر نے کہا۔

"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ آپ کو اطلاع دینی ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"نہیں۔ میں آفس میں نہیں ہوں۔ مجھے بلیک خود ہی اطلاع دے دے گا"...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارتھر نے او کے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سپیشل پوائنٹ"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارتھر بول رہا ہوں بلیک"...... مارتھر نے کہا۔

"یس باس۔ حکم"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"رابرٹ ایک آدمی کو اغوا کر کے تمہارے پاس پہنچائے گا۔ اسے راڈز میں جکڑ دینا اور پھر مجھے مارتھی کے فلیٹ پر اطلاع دینا۔ اس سے میں نے خود آ کر پوچھ گچھ کرنی ہے"...... مارتھر نے کہا۔

"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... بلیک نے جواب دیا تو مارتھر نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب کچھ ذہنی دباؤ ہلکا ہوا ہے یا نہیں"...... مارتھی نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارتھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری صحبت کا یہی تو فائدہ ہے کیونکہ تم میں ذہانت بھی ہے اور خوبصورتی بھی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت کسی خاتون میں بہت کم اکٹھی ہوتی ہیں"...... مارتھر نے ہنستے ہوئے کہا تو مارتھی بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"مارتھی بول رہی ہوں"...... مارتھی نے کہا۔

"بلیک بول رہا ہوں۔ یہاں باس موجود ہوں گے"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"وہ واش روم میں گئے ہیں۔ تم دس منٹ بعد دوبارہ فون کرنا"۔ مارتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے"...... بلیک نے جواب دیا تو مارتھی نے رسیور کریڈل پر

رکھ دیا۔

''کس کا فون تھا''...... مارتھر نے واش روم سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

''بلیک کا۔ وہ دس منٹ بعد دوبارہ فون کرے گا''...... مارتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مارتھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس بار مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... مارتھر نے کہا۔

''بلیک بول رہا ہوں باس۔ سپیشل پوائنٹ سے۔ رابرٹ ایک بے ہوش آدمی کو یہاں پہنچا کر واپس چلا گیا ہے اور میں نے اس آدمی کو زیرو روم میں راڈز میں جکڑ دیا ہے''...... بلیک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... مارتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''او کے مارتھی۔ اب میں چلتا ہوں''...... مارتھر نے کہا۔

''اب تو ذہنی دباؤ مکمل ختم ہو گیا ہو گا''...... مارتھی نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو مارتھر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر مڑ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک کالونی کی کوٹھی میں داخل ہو رہی تھی۔ یہ کوٹھی ایجنسی کی ملکیت تھی اور یہاں مارتھر نے سپیشل پوائنٹ بنایا ہوا تھا۔ یہاں کا انچارج بلیک تھا۔ بلیک لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ مارتھر نے کار روکی اور

پھر نیچے اتر کر اس نے بلیک کو ساتھ لیا اور زیرو روم کی طرف بڑھ گیا۔ زیرو روم ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں سامنے دیوار سے تھوڑا آگے پانچ لوہے کی کرسیاں موجود تھیں جن میں سے ایک کرسی پر ڈاکٹر وکٹر بے ہوشی کے عالم میں ڈھلکے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم کے گرد لوہے کے مضبوط راڈز موجود تھے۔ ان کرسیوں سے خاصے فاصلے پر ایک کرسی موجود تھی۔

''اسے ہوش میں لے آؤ۔ رابرٹ نے بتایا ہو گا کہ اسے کیسے بے ہوش کیا گیا ہے''...... مارتھر نے بلیک سے کہا۔

''یس باس۔ اسے گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اور اس کا اینٹی میری جیب میں ہے''...... بلیک نے کہا اور پھر جیب سے ایک چھوٹی بوتل نکال کر وہ ڈاکٹر وکٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ ڈاکٹر کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس پر ڈھکن لگا کر اس نے اسے جیب میں رکھ لیا۔

''الماری سے کوڑا نکال لاؤ۔ شاید یہ استعمال کرنا پڑے''۔ مارتھر نے کہا تو بلیک سر ہلاتا ہوا کمرے کے کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک کوڑا نکالا اور الماری بند کر کے وہ واپس مڑا اور آ کر سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر وکٹر کے جسم میں حرکت کے آثار نمایاں ہونے لگے اور تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر وکٹر نے آنکھیں کھول دیں۔

پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی لیکن پھر ایک جھٹکے سے اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ البتہ اس کا ڈھلکا ہوا جسم تن گیا تھا۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔ مم۔ مم۔ میں یہاں۔ کیا مطلب“...... ڈاکٹر وکٹر نے رک رک اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم کراس ورلڈ کے سپیشل پوائنٹ پر ہو ڈاکٹر وکٹر اور میں کراس ورلڈ کا چیف مارتھر ہوں“...... مارتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ آپ۔ ہاں میں آپ کو پہچان گیا ہوں لیکن یہ سب کیا ہے۔ میں یہاں کیسے پہنچا اور یہ مجھے کیوں اس طرح جکڑا گیا ہے۔ میں نے کیا کیا ہے“...... ڈاکٹر وکٹر نے پہلے کی طرح اس بار بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے حکومت ایکریمیا کے ساتھ دھوکہ کیا ہے ڈاکٹر وکٹر۔ تم نے پاکیشیا میں ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کے ذہن کو مشین کے ذریعے کنٹرول کر کے بیریلیم دھات کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور اس کام کے لئے تمہیں حکومت کی طرف سے خاصی بھاری رقم بھی دی گئی لیکن تم نے اصل معلومات چھپا لیں اور تم ان معلومات کا سودا روسیاہ حکومت سے کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ تم نے روسیاہی ایجنٹ زاروف سے خفیہ ملاقاتیں کیں ہیں۔ اس جرم میں تمہیں سزائے موت بھی ہو سکتی ہے“...... مارتھر نے سرد لہجے میں

ات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں نے جو معلومات حاصل کی نہیں وہ تحریری طور پر آپ کو دے دیں اور کون سی معلومات ہیں“...... ڈاکٹر وکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن مارتھر اس کا چہرہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ ڈاکٹر بلف کر رہا ہے۔

”ڈاکٹر وکٹر تم جہاں اس وقت موجود ہو یہاں تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہے اور تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی اس لئے جو سچ ہے وہ بتا دو“...... مارتھر نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے کوئی دھوکہ نہیں کیا۔ زاروف سے ملاقات ضرور ہوئی ہے لیکن وہ بھی مجھے اس قسم کے کسی کام کے لئے ہائر کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا“...... ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

”بلیک“...... مارتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... بلیک نے آگے بڑھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر وکٹر پر اس وقت تک کوڑے برساؤ جب تک یہ زبان نہ کھول دے اور ڈاکٹر وکٹر، میں پانچ تک گنوں گا۔ اس کے بعد تمہارا جو حشر ہو گا اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ میں اب بھی حلفاً وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم سچ بتا دو تو تمہیں خاموشی سے زندہ چھوڑ دیا

جائے گا اور کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ میں گنتی شروع کر رہا ہوں۔ ایک''...... مارتھر نے رک رک کر گنتی گننا شروع کر دی جبکہ اس دوران بلیک ہوا میں کوڑا چٹخاتا رہا اور شڑاپ شڑاپ کی آوازوں سے کمرہ گونج رہا تھا۔ مارتھر کی گنتی جاری تھی۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ''...... یکلخت وکٹر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو مارتھر نے نہ صرف گنتی روک دی بلکہ بلیک کو بھی اس نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

''ہاں بولو۔ مگر اسے آخری موقع سمجھنا ورنہ گنتی پوری ہو جائے گی اور پھر تمہاری ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی''...... مارتھر نے کہا۔

''پلیز مجھے چھوڑ دو۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ میں لالچ میں اندھا ہوگیا تھا۔ میں نے معلومات کا وہ حصہ چھپا لیا تھا جس میں دھات کا بڑا ذخیرہ موجود تھا''...... ڈاکٹر وکٹر نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔

''تفصیل بتاؤ تفصیل''...... مارتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے پاکیشیائی ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کے ذہن کو مشین کے ذریعے اوپن کیا تو وہاں دو سپاٹس موجود تھے جن میں سے ایک سپاٹ پر اس آدمی کے ذہن کے مطابق بہت کم مقدار میں دھات موجود تھی اور نہ صرف کم تھی بلکہ وہ انتہائی ناقص حالت

میں تھی جبکہ دوسرے سپاٹ میں سینکڑوں گرام دھات خالص اور اچھی حالت میں تھی۔ میں نے کم مقدار والی دھات کا سپاٹ حکومت ایکریمیا کو دیا جبکہ اصل سپاٹ میں نے روک لیا۔ میں چاہتا تھا کہ اس سپاٹ کو کسی سپر پاور کے پاس فروخت کر کے بھاری دولت کما لوں گا اس لئے میں نے روسیاہی ایجنٹ زاروف سے ملاقات کی اور زاروف نے آج جواب دینا تھا۔ بس یہی ہے اصل بات''...... ڈاکٹر وکٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس دوسرے سپاٹ کی تفصیل کہاں ہے''...... مارتھر نے پوچھا۔

''میرے آفس میں موجود خفیہ سیف میں ہے''...... ڈاکٹر وکٹر نے جواب دیا۔

''تمہارے آفس میں اس وقت کون ہو گا''...... مارتھر نے پوچھا۔

''مجھے چھوڑ دو اور میرے ساتھ اپنا آدمی بھیج دو۔ میں فائل اسے دے دوں گا''...... ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

''نہیں۔ جب تک فائل ہمارے ہاتھ نہیں آئے گی تب تک تم یہاں موجود رہو گے''...... مارتھر نے کہا۔

''تو مجھے فون لا دو۔ میں فون کر کے اپنے اسٹنٹ مرفی کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ سیف کھول کر فائل دے دے''...... ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

"بلیک۔ کارڈلیس فون سیٹ لے آؤ"...... مارتھر نے بلیک سے کہا۔

"یس باس"...... بلیک نے کہا اور پھر اس نے کوڑا لپیٹ کر بیلٹ سے لٹکایا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون سیٹ موجود تھا۔ اس نے فون مارتھر کو دے دیا۔

"ہاں۔ نمبر بتاؤ"...... مارتھر نے ڈاکٹر وکٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈاکٹر وکٹر نے نمبر بتانے شروع کر دیئے جنہیں مارتھر ساتھ ساتھ پریس کرتا جا رہا تھا۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"میرا آدمی رابرٹ اس کے پاس جائے گا"...... مارتھر نے فون سیٹ ساتھ کھڑے بلیک کو دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا"...... ڈاکٹر وکٹر نے کہا تو بلیک نے آگے بڑھ کر فون سیٹ کو ڈاکٹر وکٹر کے کان سے لگا دیا۔

"یس۔ مرفی بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر وکٹر بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

"اوہ۔ سر آپ خاموشی سے چلے گئے۔ چند ضروری فونز کرنے ے آپ نے"...... مرفی نے کہا۔

"وہ ہو جائیں گے۔ تمہارے پاس ایک آدمی رابرٹ نام کا پہنچ

رہا ہے۔ تم نے اسے میرے سیف میں موجود فائل نکال کر دینی ہے جس پر پاکیشیا لکھا ہوا ہے۔ سن لیا ہے تم نے"...... ڈاکٹر وکٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ پاکیشیا فائل رابرٹ کو دینی ہے"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ فوری ہونا چاہئے"...... ڈاکٹر وکٹر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سر کو اس انداز میں ہلایا جیسے وہ کہہ رہا ہو کہ فون آف کر دو تو بلیک نے فون ہٹا کر اس کو آف کر دیا اور پھر فون سیٹ واپس لا کر مارتھر کو دے دیا۔ مارتھر نے اسے آن کر دیا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"مارتھر بول رہا ہوں"...... مارتھر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم"...... رابرٹ نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر وکٹر کے کلینک جاؤ۔ وہاں ان کا اسسٹنٹ مرفی موجود ہو گا۔ تم نے اسے اپنا نام رابرٹ بتانا ہے۔ وہ تمہیں ایک فائل لا دے گا جس پر پاکیشیا لکھا ہوا ہے۔ تم نے یہ فائل فوری طور پر سپیشل پوائنٹ پر پہنچانی ہے"...... مارتھر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارتھر نے فون آف کر کے کرسی کے ساتھ پڑی ہوئی تپائی پر رکھ دیا۔

"تم نے جو پہلے سپاٹ بتایا تھا کیا وہ بھی اس فائل میں درج ہے"...... مارتھر نے ڈاکٹر وکٹر سے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ میں نے تحریر کر کے حکومت کو پیش کر دیا تھا۔ اس فائل میں دوسرا سپاٹ ہے جہاں کثیر تعداد میں خالص دھات موجود ہے"...... ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

"دونوں سپاٹس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے"...... مارتھر نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ کیونکہ میں نے دونوں سپاٹس کا دورہ نہیں کیا تھا۔ ہم تو فوری طور پر واپس آ گئے تھے"...... ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

"لیکن تمہیں غلطی بھی تو لگ سکتی ہے کیونکہ پاکیشیا تمہارے لئے اجنبی ملک تھا"...... مارتھر نے کہا۔

"جو کچھ مشین نے بتایا میں نے وہی لکھا ہے۔ اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں لکھا"...... ڈاکٹر وکٹر نے کہا تو مارتھر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ابھی اسے اسی حالت میں رہنے دو۔ جب فائل آئے گی تو پھر اسے چھوڑ دیں گے۔ میں مین روم جا رہا ہوں"...... مارتھر نے بلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... بلیک نے کہا اور مارتھر زیرو روم سے نکل کر قریب ہی ایک کمرے میں آ گیا جسے میٹنگ روم کے انداز میں

سجایا گیا تھا۔ سائیڈ پر ایک ریک موجود تھا جس میں کافی تعداد میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ مارتھر نے ایک بوتل اور ایک گلاس اٹھایا اور انہیں میز پر رکھ کر وہ خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اس نے گلاس میں شراب انڈیلی اور بوتل کو بند کر کے اس نے گلاس اٹھایا اور چسکیاں لینا شروع کر دیں۔ اسے اس بات پر خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ اس کا مشن ناکام نہیں ہوا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ رابرٹ فائل لے آیا ہو گا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بلیک کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

"رابرٹ فائل دے گیا ہے"...... بلیک نے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل مارتھر کے سامنے رکھ دی۔

"تم زیرو روم میں جاؤ۔ جب تک میں فائل چیک نہ کر لوں تب تک اس کا راڈز میں جکڑا رہنا ضروری ہے"...... مارتھر نے کہا۔

"یس باس"...... بلیک نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ مارتھر نے سامنے میز پر موجود فائل کو دیکھا۔ فائل کور پر پاکیشیا کا لفظ واضح طور پر لکھا ہوا تھا۔ اس نے فائل کھولی تو اس میں صرف دو صفحات تھے جن پر تحریر ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی۔ وہ اس تحریر کو پڑھتا رہا۔

اس نے فائل کو ایک بار نہیں بلکہ کئی بار پڑھا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فائل بند کی اور اسے تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور پھر وہ اٹھ کر زیرو روم کی طرف بڑھ گیا۔

"بلیک باہر آؤ"...... مارتھر نے دروازے پر رک کر کہا تو بلیک باہر آ گیا۔

"یس باس"...... بلیک نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اسے مارتھر کے اس طرح دروازے پر رک کر اسے بلانے کی وجہ سمجھ میں نہ آ سکی تھی۔

"میں جا رہا ہوں۔ تم اس ڈاکٹر وکٹر کو گولی مار کر ہلاک کر دو اور پھر اس کی لاش کسی ایسی جگہ پھینک دینا جہاں سے یہ پولیس کو دستیاب ہو سکے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ اس فائل کے بارے میں روسیاہی ایجنٹ کو بتائے اور روسیاہی ایجنٹس ہمارے خلاف کام شروع کر دیں"...... مارتھر نے کہا۔

"پھر تو باس اس کے اسسٹنٹ کا بھی خاتمہ کرانا ہو گا کیونکہ اسے تو معلوم ہے کہ فائل کون لے گیا ہے"...... بلیک نے کہا۔

"یہ کام رابرٹ آسانی سے کر لے گا۔ تم اپنا کام کرو"۔ مارتھر نے کہا۔

"یس باس"...... بلیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مارتھر پورچ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

عمران جیسے ہی ونگٹن کے بین الاقوامی ایئر پورٹ کے پبلک لاؤنج میں پہنچا تو ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ عمران اسے اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ راڈرک تھا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ونگٹن میں سپیشل فارن ایجنٹ۔

"ارے۔ تم خود آ گئے۔ ڈرائیور کو بھیج دینا تھا۔ مجھے ویسے بھی اس وقت بہت مزہ آتا ہے جب کوئی آدمی ہاتھ میں کارڈ پکڑے کھڑا ہو جس پر میرا نام لکھا ہوا ہو"...... عمران نے مصافحہ کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے ایک خاص بات کرنا تھی اس لئے مجھے خود آنا پڑا"...... راڈرک نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"خاص بات۔ کیا مطلب۔ کیا تم ویسے عام باتیں کرتے رہتے ہو۔ اب خاص بات کرنے والے ہو"...... کار پارکنگ کی طرف

چلتے ہوئے عمران نے کہا تو راڈرک ایک بار پھر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک جدید ماڈل کی کار میں بیٹھے ڈنگٹن کی انتہائی مصروف سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"ہاں۔ پھر تم نے بتائی نہیں وہ خاص بات"...... عمران نے کہا۔

"خاص بات یہ ہے کہ ڈاکٹر وکٹر اور اس کے اسسٹنٹ مرفی دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... راڈرک نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کب اور کیسے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر وکٹر کی نگرانی ہو رہی تھی لیکن یہ نگرانی اس قدر سخت نہ تھی کہ چوبیس گھنٹے اسے چیک کیا جاتا رہے۔ میرا خیال تھا کہ آپ کی طرف سے نگرانی کرانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ڈنگٹن سے باہر نہ چلا جائے لیکن پھر اطلاع ملی کہ ڈاکٹر وکٹر کو اس کی رہائش گاہ سے جبراً اغوا کر لیا گیا ہے اور وہاں کے ملازمین نے باقاعدہ اس اغوا کی اطلاع دی۔ پھر اطلاع ملی کہ کلینک میں موجود اس کے اسسٹنٹ مرفی کو بھی کلینک کے اندر ہی گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ پھر ڈاکٹر وکٹر کی لاش پارک کے باہر پڑی ہوئی پولیس کو مل گئی۔ اس کے سینے میں کئی گولیاں ماری گئی تھیں"...... راڈرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ شہادتیں غائب کی جا رہی

ہیں"...... عمران نے کہا۔

"شہادتیں۔ کون سی شہادتیں"...... راڈرک نے چونک کر پوچھا۔

"اس دھات کے بارے میں مزید معلومات"...... عمران نے جواب دیا تو راڈرک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے رکی تو راڈرک نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو چھوٹے پھاٹک کی بجائے براہ راست بڑا پھاٹک کھول دیا گیا اور راڈرک کار اندر لے گیا۔ یہ اوسط درجے کی کوٹھی تھی۔ پورچ میں پہلے سے ایک سفید رنگ اور جدید ماڈل کی کار موجود تھی۔ راڈرک نے بھی کار اس کار کے قریب روکی اور پھر عمران اور وہ دونوں کار سے نیچے اترے تو اسی وقت ایک درمیانے قد کا قدرے پھرتیلا نظر آنے والا آدمی ان کی طرف بڑھا اور اس نے راڈرک اور عمران دونوں کو سلام کیا۔

"برنارڈ۔ یہ پرنس عمران ہیں جن کے بارے میں تمہیں میں نے بتایا تھا۔ یہ یہیں رہیں گے۔ تم نے ان کی خدمت کرنی ہے"...... راڈرک نے آنے والے ملازم کے قریب آنے پر عمران کا اس سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"خدمت کا مطلب یہ نہ لے لینا کہ میں تم سے اپنے سر پر تیل کی مالش کراؤں گا۔ البتہ چائے بنا بنا کر مجھے پلانا پڑے گی"...... عمران نے برنارڈ سے کہا تو برنارڈ بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ نئی کار ہے۔ آپ اسے بلاتکلف استعمال

کر سکتے ہیں“...... راڈرک نے سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اب بس ایک فون رہ گیا ہے۔ اس کے بارے میں بھی مجھے بتا دو“...... عمران نے کہا تو اس بار راڈرک بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”سوری عمران صاحب۔ میں واقعی آپ کو اس طرح سمجھا رہا ہوں جیسے آپ ان معاملات میں اناڑی ہوں۔ سوری سر“۔ راڈرک نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں مڑ کر اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گئے۔ کوٹھی واقعی اعلیٰ انداز کے فرنیچر سے مزین تھی۔ وہ دونوں ایک کمرے میں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ میز پر فون سیٹ بھی موجود تھا۔ ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ برنارڈ اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں چائے کی دو پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔

”ارے۔ تم نے ابھی سے سروس شروع کر دی۔ گڈ شو“۔ عمران نے کہا تو برنارڈ مسکرایا اور پھر اس نے ایک ایک پیالی عمران اور راڈرک کے سامنے رکھی اور خالی ٹرے لے کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”عمران صاحب۔ اب آپ کا پلان کیا ہے۔ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں تاکہ میں آپ کی مدد کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکوں“...... راڈرک نے کہا۔

”تم نے تو بنیاد ہی اکھیڑ دی جس پر ہم محل کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اب تو سوچنا پڑے گا“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا آدمی اس معاملے پر کام کر رہا ہے۔ میرے خیال میں ان دونوں کو باقاعدہ پلاننگ کے تحت ہلاک کیا گیا ہے۔ اگر ہمیں ان کے قاتلوں کا سراغ مل جائے تو شاید ہم ان لوگوں تک پہنچ جائیں جنہوں نے یہ پلاننگ کی تھی“...... راڈرک نے کہا۔

”کب تک سراغ لگا لو گے“...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

”میں کوئی وقت تو نہیں دے سکتا لیکن کوشش بہرحال جاری ہے“...... راڈرک نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کراس ورلڈ کے ایجنٹوں کے بارے میں کچھ جانتے ہو“۔ عمران نے کہا۔

”کراس ورلڈ۔ ہاں۔ اس کے ایک آدمی سے میری دوستی ہے۔ وہ اس کے کسی فیلڈ سیکشن میں کام کرتا ہے۔ اس کا نام جیکب ہے“...... راڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ تمہیں اپنی تنظیم کے اندر کی بات بتا دے گا“...... عمران نے کہا۔

”کس قسم کی اندر کی بات“...... راڈرک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھو راڈرک۔ پاکیشیا میں کراس ورلڈ کے دو ایجنٹ موجود
تھے۔ ان کی اپنے چیف مارتھر سے فون پر بات بھی ہوئی جس کی
ریکارڈنگ ہم نے حاصل کر لی۔ ڈاکٹر وکٹر نے انہیں جو سپاٹ بتایا
تھا اس سپاٹ میں دھات انتہائی ناقص اور کم مقدار میں تھی۔ یہ
رپورٹ سن کر اس مارتھر نے جواب دیا کہ اس ڈاکٹر وکٹر کو گھیرنا
پڑے گا کیونکہ یہ رپورٹ کراس ورلڈ کو ملی ہے کہ ڈاکٹر وکٹر کا ایک
ساتھی سپر پاورز کے ایجنٹوں سے ملاقاتیں کر رہا ہے اس لئے ہوسکتا
ہے کہ اس نے کوئی خاص چکر چلایا ہو اور اب یہاں آ کر تم نے
بتایا ہے کہ ان دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن اس کے اسسٹنٹ
کو اس کے آفس میں ہلاک کیا گیا ہے جبکہ ڈاکٹر وکٹر کی لاش
سڑک پر پڑی ملی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر وکٹر کو کہیں اور
ہلاک کیا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس سے یہی معلومات حاصل کی
گئی ہوں کہ اصل سپاٹ معلوم کر لیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ کا خیال ہے کہ ڈاکٹر وکٹر نے اصل بات چھپا لی ہو
گی''...... راڈرک نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ جس ماہر معدنیات نے یہ دھات ٹریس کی ہے اس نے
یقیناً اس دھات کا خاصا بڑا ذخیرہ تلاش کر لیا ہو گا ورنہ وہ کئی
سالوں تک اس طرح حکومت پاکیشیا کے افسران کے پیچھے نہ بھاگتا
رہتا۔ وہ محب وطن آدمی تھا اس لئے اس نے اس دھات کو غیر
ملکیوں کے ہاتھ فروخت کرنے کی بجائے اپنی جان دے دی''۔

عمران نے کہا۔

''تو آپ کا خیال ہے کہ ڈاکٹر وکٹر نے دھوکہ کیا ہے''۔
راڈرک نے کہا۔

''دھوکہ کہو یا لالچ۔ میرا خیال ہے کہ اس نے پاکیشیائی ماہر
معدنیات کے ذہن سے جو معلومات حاصل کیں ان کا ایک حصہ بتا
دیا جبکہ دوسرا حصہ چھپا لیا اور ہوسکتا ہے کہ دوسرا حصہ وہ سپر پاورز
کو بھاری قیمت پر فروخت کرنے کے درپے ہو رہا ہو''...... عمران
نے کہا۔ اس دوران وہ چسکیاں لے لے کر چائے بھی پیتے رہے۔

''پھر اسے ہلاک کیوں کیا گیا''...... راڈرک نے کہا۔

''اس ہلاکت سے تو یہی اشارہ ملتا ہے کہ جو کام ڈاکٹر وکٹر اور
اس کے ساتھیوں نے پاکیشیائی ماہر معدنیات کے ساتھ کیا وہی کام
ڈاکٹر وکٹر کے ساتھ ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر وکٹر سے معلومات حاصل کر
کے اسے ہلاک کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی اور اس سے معلومات نہ خرید
سکے''...... راڈرک نے چونک کر کہا۔

''اس کی لاش کا سڑک سے ملنا یہی ظاہر کرتا ہے ورنہ وہ اسے
بھی اس کے آفس میں ہلاک کر سکتے تھے''...... عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں۔ کراس ورلڈ تو نہیں ہوسکتی کیونکہ
اسے تو ڈاکٹر وکٹر پر اعتماد تھا تو اس نے اسے پاکیشیا بھجوایا تھا اور

ڈاکٹر وکٹر نے کوئی سپاٹ تو انہیں دیا ہی ہو گا‘‘...... راڈرک نے کہا۔

’’جبکہ میرے خیال میں یہ کارروائی کراس ورلڈ کی ہو سکتی ہے کیونکہ سب کچھ کرنے کے بعد کچھ نہ ملنے پر ان کے ذہن میں بھی یہی خیال آ سکتا ہے کہ کہیں ان کے ساتھ دھوکہ نہ کیا گیا ہو جبکہ تمہاری رپورٹ کے مطابق سپر پاورز کے ایجنٹوں سے بھی ڈاکٹر وکٹر ملاقاتیں کر رہا تھا‘‘...... عمران نے کہا تو راڈرک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’آپ کا تجزیہ درست ہو سکتا ہے اس لئے مجھے اب کراس ورلڈ کے آدمیوں کی نگرانی کرانا ہو گی تاکہ اصل بات سامنے آ سکے‘‘...... راڈرک نے کہا۔

’’میں تمہاری نگرانی کے انتظار میں یہاں فارغ بیٹھا نہیں رہ سکتا۔ تم صرف مجھے یہ معلوم کر دو کہ کراس ورلڈ ایکریمیا میں کس وزارت کے تحت ہے۔ باقی کام میں خود کر لوں گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے آپ کو فون کر دوں گا‘‘۔ راڈرک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مارتھر اپنے آفس میں بیٹھا اس فائل کو جھک کر بغور دیکھ رہا تھا جو اس نے ڈاکٹر وکٹر سے حاصل کی تھی اور جس میں اس کے خیال کے مطابق بیریلیم دھات کے اصل ذخیرے کی نشاندہی کی گئی تھی۔ فائل کے ساتھ پاکیشیائی دارالحکومت اور اس کے ملحقہ علاقوں کا تفصیلی نقشہ بھی موجود تھا۔ وہ فائل کو پڑھتا اور پھر نقشے پر جھک جاتا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے نقشے کے ایک حصے پر سرخ بال پوائنٹ سے دائرہ سا لگایا اور ایک بار پھر اس نے فائل کی مدد سے اس سپاٹ کو جس کو اس نے نشان لگایا تھا چیک کرنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس‘‘...... مارتھر نے مخصوص لہجے میں کہا لیکن اس کی نظریں نقشے اور فائل دونوں کی طرف بار بار اٹھ جاتی تھیں۔

”گریگ بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”یس۔کوئی خاص بات“...... مارتھر نے کہا۔

”پاکیشیا کا علی عمران یہاں موجود ہے باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارتھر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیسے معلوم ہوا“...... مارتھر نے اس بار قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں ایئر پورٹ پر اپنے ایک دوست کو لینے گیا تو میں نے فلائٹ سے عمران کو آتے دیکھا تو چونک پڑا۔عمران اکیلا تھا اور پھر وہیں ایک مخبری کرنے والے نیٹ ورک کا چیف راڈرک اس سے ملا اور وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے ایک کار میں بیٹھ گئے تو میں نے ان کا تعاقب کیا۔ میرا دوست اس فلائٹ سے نہ آ سکا تھا اس لئے مجھے عمران کے پیچھے جانے کا موقع مل گیا۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ راڈرک اسے ڈیوائن کالونی کی ایک کوٹھی میں لے گیا ہے۔ وہ دونوں کچھ دیر اندر رہے اور پھر راڈرک اکیلا کار لے کر باہر آیا اور چلا گیا۔عمران ابھی تک اس کوٹھی کے اندر موجود ہے اور میں وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں“...... گریگ نے کہا۔

”وہ اکیلا آیا ہے اور میک اپ میں بھی نہیں ہے ورنہ تم اسے پہچان نہ سکتے۔ ایسی صورت میں ضروری نہیں کہ وہ کوئی مشن لے کر آیا ہو گا اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ اپنے کسی ذاتی کام آیا ہو

گا“...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ہوسکتا ہے وہ کسی خاص مشن پر آیا ہو اور لامحالہ اس کے یہاں آنے کا مطلب ہے کہ وہ لازماً ایکریمیا کے مفادات کے خلاف کام کر رہا ہو“...... گریگ نے کہا۔

”تم نے اچھی بات سوچی ہے۔ وہ ہے بھی اسی طرح کا آدمی۔لیکن اس کے لئے اس کی نگرانی کرنا ہوگی ورنہ آ بیل مجھے مار والا محاورہ بھی ہم پر صادق آ سکتا ہے۔ جب تک اصل بات معلوم نہ ہو تب تک اسے چھیڑنا اپنے آپ کے ساتھ زیادتی ہو گی اس لئے تم اس کی نگرانی کرو لیکن نگرانی اس انداز میں کرو کہ اسے کسی صورت اس کا علم نہ ہو سکے“...... مارتھر نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ مشینی نگرانی کی جائے“...... گریگ نے پوچھا۔

”ہاں۔لیکن کوئی خاص بات ہوتو فوراً مجھے فون کرنا“...... مارتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ عمران ہے تو خطرناک آدمی۔ کسی نہ کسی چکر میں ہی آیا ہو گا“...... مارتھر نے دوبارہ نقشے پر نظریں جماتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

”ہونہہ۔تو اصلی سپاٹ جہاں اس دھات کا ذخیرہ ہے وہ ہفت کوہ کے شمال میں واقع وادی بلاس میں ہے“...... مارتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور

تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''روجر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارتھر بول رہا ہوں''...... مارتھر نے کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''پاکیشیا میں موجود نیلسن سے کہو کہ مجھ سے فون پر بات کرے''...... مارتھر نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارتھر نے رسیور رکھ دیا اور پھر فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھا۔ البتہ نقشہ وہیں میز پر ہی پڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... مارتھر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''نیلسن بول رہا ہوں پاکیشیا دارالحکومت سے''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''تم اور تمہاری ٹیم پاکیشیا میں ہی موجود ہے یا تم نے ٹیم کو واپس بھجوا دیا ہے''...... مارتھر نے کہا۔

''ہم یہیں موجود ہیں باس کیونکہ آپ نے واپسی کا آرڈر نہیں دیا تھا''...... نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بھجوائی ہوئی رپورٹ پر ابھی غور ہو رہا تھا اس لئے

میں نے تمہیں واپسی کا حکم نہیں دیا تھا لیکن اب ہمیں دھات کے ذخیرے کا وہ سپاٹ معلوم ہو گیا ہے جو پہلے ہم سے چھپا لیا گیا تھا۔ یہ کام ڈاکٹر وکٹر کا تھا۔ اس نے پاکیشیائی ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کے ذہن سے جو معلومات حاصل کی تھیں ان معلومات کے مطابق پاکیشیا میں اس دھات کے دو ذخیرے موجود تھے۔ ایک ذخیرے میں انتہائی کم مقدار میں ناقص دھات موجود تھی جبکہ دوسرے سپاٹ میں خالص دھات کا ایک خاصا بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ ڈاکٹر وکٹر نے ناقص دھات کے انتہائی کم ذخیرے کی رپورٹ ہمیں بھجوا دی اور بڑے اور خالص ذخیرے کو اس نے چھپا لیا۔ وہ اسے کسی سپر پاور کو خاموشی سے فروخت کرنا چاہتا تھا لیکن ہم نے اس سے اصل بات اگلوا لی اور اب یہ معلومات ہمارے پاس موجود ہیں''۔ مارتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو اچھا ہوا ورنہ میں تو بڑا مایوس ہوا تھا''...... نیلسن کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''پاکیشیائی دارالحکومت کے نواح میں جو پہاڑی سلسلہ ہے جسے ہفت کوہ بھی کہا جاتا ہے یہ دھات اس ہفت کوہ میں موجود ہے''۔ مارتھر نے کہا۔

''باس۔ پہلا ذخیرہ بھی تو اسی ہفت کوہ کے علاقے راشور میں تھا''...... نیلسن نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ ذخیرہ وادی بلاس میں ہے۔ تمہارے پاس اس

علاقے کا تفصیلی نقشہ موجود ہو گا''...... مارتھر نے کہا۔

''یس باس۔ میری جیب میں موجود رہتا ہے''...... نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے سامنے رکھو۔ پھر میں بتاتا ہوں کہ اس کی حدود کیا ہیں''۔ مارتھر نے کہا۔

''یس باس۔ میرے سامنے نقشہ موجود ہے''...... نیلسن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا تو مارتھر نے اپنے سامنے موجود نقشے کو پڑھ کر نیلسن کو حدود کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

''یس باس۔ میں نے نقشے پر اسے مارک کر لیا ہے۔ یہ قطعی ویران علاقہ ہے ورنہ راشور میں تو معدنیات نکالنے اور صاف کرنے کی فیکٹریاں موجود تھیں۔ ایسی ہی ایک فیکٹری سے ہم نے سپاٹ تک طویل سرنگ لگائی تھی لیکن وادی بلاس میں ہمیں خود جا کر کام کرنا پڑے گا''...... نیلسن نے کہا۔

''اس طرح تو تم نظروں میں آ سکتے ہو''...... مارتھر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اس ویران علاقے میں ہماری سرگرمیاں فوراً مارک ہو جائیں گی۔ اس کے لئے آپ کو باقاعدہ کوئی پلاننگ بنانی ہو گی''...... نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ تم وہاں موجود ہو۔ تم بتاؤ تمہارے ذہن میں اس معاملے سے نمٹنے کے لئے کیا پلاننگ ہے تاکہ تمہاری

پلاننگ کو سامنے رکھ کر کام کیا جائے''...... مارتھر نے کہا۔

''باس۔ یہاں راشور علاقے میں موجود دو فیکٹریاں مکمل طور پر بکرینز کے حوالے کر دی گئی تھیں۔ اس طرح حکومت ایکریمیا اگر پاکیشیائی حکام سے وادی بلاس کے پورا علاقہ میں معدنیات کی تلاش اور اسے نکالنے کے لئے باقاعدہ معاہدہ کر لے اور اس علاقے پر باقاعدہ اپنی حدود مقرر کر کے چیک پوسٹیں بنا لے تو کسی کو شک نہ پڑے گا اور تمام کام خاموشی سے مکمل ہو جائے گا''۔ نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ یہ اچھا پلان ہے۔ میں حکومت ایکریمیا سے کہہ کر باقاعدہ وادی بلاس کو لیز پر لے کر کام کروں گا اور جیسے ہی یہ معاملات مکمل ہوں گے میں تمہیں آگاہ کر دوں گا''...... مارتھر نے کہا۔

''یس باس''...... نیلسن نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں موجود مسرت شاید اس لئے نمایاں تھی کہ اس کی پلاننگ فوراً ہی تسلیم کر لی گئی تھی۔

''اوکے''...... مارتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری سائنس''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف آف کراس ورلڈ مارتھر بول رہا ہوں۔ سیکرٹری سائنس سر جونز سے بات کرائیں''...... مارتھر نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

''ہیلو۔ جونز بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں مارتھر بول رہا ہوں چیف آف کراس ورلڈ''...... مارتھر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ کراس ورلڈ ایجنسی سیکرٹری سائنس سر جونز کے تحت تھی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سر۔ پاکیشیا سے بیریلیم دھات کے حصول کے بارے میں آپ سے تفصیلی گفتگو کرنی ہے۔ آپ وقت دیں تاکہ میں حاضر ہو جاؤں''...... مارتھر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ابھی آ جائیں۔ میرے پاس ایک گھنٹے کا وقت موجود ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تھینک یو سر۔ میں حاضر ہو رہا ہوں''...... مارتھر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور فائل اور نقشہ دونوں کو تہہ کر کے اس نے اپنی جیب میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پندرہ منٹ بعد وہ سر جونز کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

''بیٹھو مارتھر۔ مجھے تو رپورٹ ملی تھی کہ دھات کا جو ذخیرہ ملا ہے وہ نہ صرف انتہائی کم مقدار میں ہے بلکہ ناقص بھی ہے اور ہم نے اب تک اس پراجیکٹ پر جتنا بھی کام کیا ہے وہ سب بے کار گیا ہے''...... سر جونز نے رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ لیکن اس کے بعد مزید اہم پیش رفت ہوئی ہے اور اس پیش رفت کے سلسلے میں آپ سے بات کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں''...... مارتھر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اچھا بتاؤ کہ کیا مسائل ہیں''...... سر جونز نے کہا تو مارتھر نے ڈاکٹر وکٹر کے بارے میں تفصیل بتانے کے بعد یہ بھی بتا دیا کہ فائل اور نقشے کی مدد سے اس نے اصل ذخیرے کا سراغ لگا لیا ہے۔

''ڈاکٹر وکٹر سے ایسی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ اس نے واقعی لومت ایکریمیا کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ اسے اس کی عبرتناک سزا دی جائے گی''...... سر جونز کے لہجے میں غصہ نمایاں تھا۔

''وہ اپنی سزا پا چکا ہے سر۔ معلومات حاصل کرنے کے لئے اس پر تشدد کرنا پڑا اور وہ اس تشدد کے دوران ہلاک ہو گیا''...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب جبکہ اصل سپاٹ سامنے آ گیا ہے تو تم نے کام شروع کرایا ہے اس پر یا نہیں''...... سر جونز نے کہا۔

''اسی لئے تو حاضر ہوا ہوں''...... مارتھر نے کہا اور پھر اس نے نیلسن سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتا دیا۔

''لیکن حکومت پاکیشیا سے وہ وادی لیز پر لینے کے لئے کوئی نہ کوئی وجہ تو بتانی ہو گی اور ہوسکتا ہے کہ حکومت پاکیشیا چونک پڑے اور خود وہاں چیکنگ کر کے معلوم کر لے کہ یہاں اس قدر قیمتی دھات موجود ہے تو پھر ہم کیا کر سکیں گے''...... سر جونز نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے لیکن ویسے بھی وہاں ہونے والی سرگرمیاں انہیں چونکا دیں گے اس لئے ہمیں ہر صورت میں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہوگا''...... مارتھر نے کہا۔

''ہاں۔ اس قدر قیمتی دھات بہرحال ایکریمیا نے حاصل کرنی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اس پر خصوصی میٹنگ بلا لیتا ہوں۔ پھر جو طے ہوگا ویسے ہی کیا جائے گا''...... سر جونز نے کہا۔

''مجھے اجازت دیجئے''...... مارتھر نے اٹھتے ہوئے کہا تو سر جونز نے اثبات میں سر ہلایا اور مارتھر سلام کر کے واپس مڑا اور بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

عمران نے کار ریڈ ایرو کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اسے سیدھا ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں کاروں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ عمران نے ایک خالی جگہ پر کار روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مین گیٹ کے قریب پہنچ کر وہ اچانک ٹھٹک کر رک گیا کیونکہ اس نے پارکنگ کارڈ نہ لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ واپسی پر کارڈ نہ ہونے کی وجہ سے اسے خاصی مشکلات پیش آ سکتی ہیں اس لئے وہ واپس مڑا اور دوبارہ پارکنگ کی طرف واپس چل پڑا لیکن واپس مڑتے ہی اس نے جب نیلے رنگ کی ایک کار کو کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑتے دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی موجود تھا۔ باقی کار خالی تھی۔

عمران نے اس کار کو کالونی سے نکلتے ہی چیک کر لیا تھا لیکن پھر اس نے اس کی طرف توجہ اس لئے نہ دی تھی کہ اس نے یہاں آ کر ابھی کوئی ایسا کام نہ کیا تھا کہ اس کی نگرانی کی جا سکے اس لئے وہ اسے اتفاق سمجھ کر نظرانداز کر چکا تھا لیکن اب اس کار کو کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک پڑا تھا اگر وہ کارڈ لینے کے لئے نہ مڑتا تو اسے اس کار کے بارے میں معلوم نہ ہوتا۔ عمران واپس پارکنگ میں گیا اور پھر اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر جیب میں ڈالا تو اس نے اس کار کے ڈرائیور کو کار سے اترتے ہوئے دیکھا اور پھر مڑ کر واپس کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اس کلب کے مالک اور جنرل مینجر فریڈ سے ملنے آیا تھا۔ فریڈ سے اس کے خاصے گہرے دوستانہ تعلقات تھے کیونکہ فریڈ ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی کا سپر ایجنٹ رہا تھا اور کئی مشنز میں ان دونوں نے اکٹھے کام کیا تھا۔ پھر ایک ایکسیڈنٹ میں فریڈ کی ایک ٹانگ کئی جگہ سے فریکچر ہو گئی اس لئے اسے ایجنسی سے فارغ کر دیا گیا اور فریڈ نے یہ کلب کھول لیا تھا۔ عمران جب بھی ایکریمیا آتا تھا تو وہ اکثر وقت نکال کر فریڈ سے ضرور ملاقات کرتا تھا۔ کئی مشنز میں فریڈ نے عمران کے لئے بھی کام کیا تھا۔ فریڈ چونکہ خود بھی سپر ایجنٹ رہا تھا اور پھر اس کا یہ کلب بھی خاصا معروف تھا اور یہاں ہر سطح اور ہر پیشہ سے متعلق لوگ آتے رہتے

تھے اس لئے فریڈ اعلیٰ سطحی معاملات سے بھی خاصا باخبر رہتا تھا۔

عمران کو راڈرک نے فون پر بتا دیا تھا کہ کراس ورلڈ سیکرٹری سائنس سرجونز کے تحت ہے تو عمران نے فون پر فریڈ سے بات کی اور فریڈ نے اس معاملے پر اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا تو عمران اس سے ملنے کے لئے کار لے کر کلب کی طرف روانہ ہو گیا تھا لیکن اب نگرانی سامنے آنے پر وہ سوچنے لگا تھا کہ اس کی نگرانی کون کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے جبکہ عمران نے ابھی تک کوئی ایسا کام نہ کیا تھا جس کے نتیجے میں اس کی نگرانی کی جا سکے۔ تھوڑی دیر بعد وہ فریڈ کے آفس میں موجود تھا۔

''آج آپ کے چہرے پر سنجیدگی نظر آ رہی ہے عمران صاحب۔ ورنہ آپ کا چہرہ دیکھ کر ہی دوسروں کے چہروں پر بھی مسکراہٹ ابھر آتی تھی''...... فریڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں اس بات پر حیران ہو رہا ہوں کہ آخر میری ایسی کیا اہمیت ہے کہ بغیر کچھ کئے بھی میری نگرانی شروع کرا دی گئی ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نگرانی۔ کیسے پتہ چلا''...... فریڈ نے چونک کر کہا تو عمران نے اسے نیلی کار کے بارے میں بتا دیا۔

''اس آدمی کا حلیہ کیا تھا جو آپ کی نگرانی کر رہا تھا''...... فریڈ نے پوچھا تو عمران نے اسے تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

''اوہ۔ میں اس آدمی کو جانتا ہوں۔ گریگ ہے۔ کراس ورلڈ کا

گریگ۔ اس کا مطلب ہے کہ کراس ورلڈ آپ کی نگرانی کرا رہی ہے۔ کیوں۔ اس کا جواب آپ کو ہی معلوم ہو سکتا ہے''...... فریڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔ ڈاکٹر وکٹر کے خلاف کارروائی کراس ورلڈ نے کی ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر وکٹر۔ کیا جو مائینڈ سائیکالوجی کا ماہر ہے۔ اس کی بات کر رہے ہیں آپ''...... فریڈ نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا اور پھر عمران نے اسے مختصر طور پر بیریلیم دھات کے بارے میں بتا دیا۔

''تو آپ کا خیال ہے کہ ڈاکٹر وکٹر نے اصل سپاٹ خفیہ رکھا اور فضول سپاٹ حکومت کے حوالے کر دیا جس کا نتیجہ زیرو نکلا لیکن اصل سپاٹ اس نے سپر پاورز کو فروخت کرنے کی کوشش کی اور پھر وہ مارا گیا اور آپ کا خیال ہے کہ یہ کام کراس ورلڈ نے کیا ہے''...... فریڈ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ پہلے میرا اندازہ تھا کہ لیکن اب میرا خیال پختہ ہو گیا ہے۔ میں یہاں اپنے اصل چہرے میں آیا۔ اس کی اطلاع لازماً کراس ورلڈ کو مل گئی ہو گی۔ چونکہ ان کے دل میں چور تھا اس لئے وہ میری آمد پر کھٹک گئے اور انہوں نے میری نگرانی شروع کرا دی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو اب آپ کیا چاہتے ہیں''...... فریڈ نے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا یہ آفس محفوظ ہے کیونکہ گریگ جس قدر فاصلے سے نگرانی کرتا رہا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میری نگرانی وہ خود نہیں کر رہا بلکہ کسی مشینری کے ذریعے ایسا کر رہا ہے اور یہاں ہونے والی بات چیت بھی وہ ریکارڈ کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اسے محفوظ کر دیتا ہوں''...... فریڈ نے کہا اور اٹھ کر وہ سامنے والی دیوار پر نصب ایک سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے اور پھر واپس آ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں''...... فریڈ نے کہا۔

''ڈاکٹر وکٹر سے کراس ورلڈ نے لازماً اصل سپاٹ معلوم کر لیا ہو گا جو اس نے چھپایا تھا۔ مجھے وہ سپاٹ معلوم کرنا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''پہلے تو آپ نے سیکرٹری سائنس سر جونز کی بات کی تھی۔ میں نے اس کی پرسنل سیکرٹری سے ایک خصوصی ذریعے سے رابطہ کر لیا تھا۔ اب آپ کراس ورلڈ کی بات کر رہے ہیں''...... فریڈ نے کہا۔

''اس سیکرٹری سے معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ مارتھر نے لازماً اس بارے میں رپورٹ سیکرٹری سائنس کو دی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''تو پہلے اس سے بات کر لی جائے۔ اگر اس کے ذریعے بات

ہو جائے تو پھر ہمیں مارتھر کے پیچھے بھاگنا نہیں پڑے گا''...... فریڈ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو فریڈ نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سیکرٹری سائنس کی پرسنل سیکرٹری مس مارتھین سے کہو کہ وہ مجھ سے فون پر بات کرے''...... فریڈ نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو فریڈ نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فریڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس۔ فریڈ بول رہا ہوں''...... فریڈ نے رسیور اٹھا کر کہا۔

''مارتھین بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میرا آدمی ہنری آپ کے پاس پہنچ رہا ہے۔ آپ اس کے ساتھ سپیشل روم میں پہنچ جائیں۔ پھر آپ سے تفصیلی بات ہو گی''۔ فریڈ نے کہا۔

''میرا معاوضہ ابھی تک نہیں ملا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وہ سپیشل روم میں آپ کو ادا کر دیا جائے گا''...... فریڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ آدمی بھیج دیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو فریڈ نے رسیور رکھ دیا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے

ئی نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ ہنری بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہنری۔ مس مارتھین کے پاس جاؤ۔ تم اپنا نام اسے بتاؤ گے تو وہ تمہارے ساتھ چل پڑے گی۔ اسے سپیشل روم میں پہنچا کر مجھے اطلاع دو''...... فریڈ نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو فریڈ نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا تم نے اسے کہیں پابند کر رکھا ہے اور یہ سپیشل روم کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مس مارتھین ٹاپ آفیسرز کلب میں موجود ہیں۔ اس کا وہاں سرکاری طور پر ایک کمرہ موجود ہے۔ ہنری وہاں جائے گا اور پھر وہ اسے لے کر اس کلب کے سپیشل روم میں پہنچا دے گا۔ ہم یہاں سے ایک خفیہ راستے سے سپیشل روم تک پہنچ جائیں گے۔ اس طرح گریگ کو کچھ معلوم نہ ہو سکے گا''...... فریڈ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر نصف گھنٹے بعد عمران فریڈ کے ساتھ ایک کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک ادھیڑ عمر خاتون پہلے سے موجود تھی۔

''یہ میرے دوست ہیں پرنس اور پرنس۔ یہ مس مارتھین ہے پرسنل سیکرٹری ٹو سیکرٹری سائنس''...... فریڈ نے دونوں کا تعارف

کرایا۔

''پہلے مجھے میرا معاوضہ دیا جائے''...... مس مارتھین نے رسمی جملے بولنے کے بعد فریڈ سے کہا تو فریڈ نے جیب سے بڑی مالیت کے کرنسی نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر مس مارتھین کے سامنے رکھ دی۔

''شکریہ''...... مس مارتھین نے گڈی اٹھا کر اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''مس مارتھین۔ ایجنسی کراس ورلڈ وزارت سائنس کے تحت ہے یا نہیں''...... عمران نے مس مارتھین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں۔ وہ ہماری وزارت کے تحت ہی ہے''...... مارتھین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کراس ورلڈ پاکیشیا میں ملنے والی کسی قیمتی دھات کے بارے میں کارروائی کر رہی ہے۔ کیا اس سلسلے میں کراس ورلڈ نے کوئی رپورٹ آپ کی وزارت میں دی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ پہلے یہ رپورٹ دی گئی کہ پاکیشیا میں جس سپاٹ سے دھات نکالی تھی وہاں اس دھات کی مقدار بے حد کم ہے اور انتہائی ناقص بھی لیکن پھر کراس ورلڈ کے چیف مارتھر نے سیکرٹری سر جونز سے ون ٹو ون ملاقات کی اور بتایا کہ اصل سپاٹ بھی سامنے آ گیا ہے''...... مس مارتھین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ایسی ملاقاتوں کی تفصیل کا آپ کو علم ہوتا ہے''...... عمران

نے کہا۔

''جی ہاں۔ قانون کے مطابق سیکرٹری سائنس کی ملاقاتوں کی تفصیل باقاعدہ ریکارڈ کی جاتی ہے جسے بعد میں سر جونز خود سنتے ہیں اور جس پوائنٹ کو محفوظ رکھنا ہو اسے علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور باقی ریکارڈنگ ڈیلیٹ کر دی جاتی ہے''...... مس مارتھین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ بھی یہ ریکارڈنگ سنتی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں ہی ریکارڈنگ کرتی ہوں اس لئے سب کچھ سنتی ہوں''۔ مس مارتھین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمیں وہ اصل سپاٹ معلوم کرنا ہے۔ کیا آپ بتا سکیں گی''...... عمران نے کہا۔

''فریڈ صاحب نے جب مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے تفصیل بتائی تو میں نے خصوصی طور پر اس میٹنگ کی ریکارڈنگ تلیحدہ کر لی۔ اگر آپ چاہیں تو ریکارڈنگ سن بھی سکتے ہیں۔ اس میں آپ کو آپ کے سوال کا جواب بھی مل جائے گا''...... مس مارتھین نے کہا تو عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک مائیکرو کیسٹ نکال کر سامنے میز پر رکھ دی۔

''ٹیپ ریکارڈر یہاں موجود ہے''...... عمران نے فریڈ سے کہا تو ریڈ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے کمرے میں موجود الماری کھول کر اس میں سے ایک مائیکرو ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر میز پر رکھ دیا اور پھر

وہ مائیکرو کیسٹ جو مس مارتھین نے میز پر رکھی تھی اٹھا کر اس نے اس ریکارڈر میں ایڈجسٹ کی اور پھر اس کے بٹن پریس کر دیئے تو چند لمحوں بعد ریکارڈر سے آواز سنائی دی۔

’’یہ سیکرٹری سر جونز کی آواز ہے‘‘...... مس مارتھین نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دوسری آواز سنائی دینے لگی تو مس مارتھین نے بتایا کہ یہ کراس ورلڈ کے چیف مارتھر کی آواز ہے تو عمران نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ سر جونز اور مارتھر کے درمیان ہونے والی گفتگو سنائی دیتی رہی اور عمران اور فریڈ کے ساتھ ساتھ مس مارتھین بھی یہ گفتگو سنتی رہی۔ جب آوازیں سنائی دینا بند ہو گئیں تو فریڈ نے ہاتھ بڑھا کر ریکارڈر آف کیا اور مائیکرو کیسٹ نکال کر اس نے واپس مس مارتھین کو دے دی۔

’’تھینک یو مس مارتھین‘‘...... فریڈ نے کہا تو عمران نے بھی اس کا شکریہ ادا کیا۔

’’آپ یہیں رہیں۔ ہنری آ کر آپ کو واپس آپ کے کلب پہنچا دے گا‘‘...... فریڈ نے کہا تو مس مارتھین نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران اور فریڈ دونوں اس سپیشل روم سے باہر آ گئے اور پھر اسی خفیہ راستے سے ہو کر واپس آفس میں پہنچ گئے۔

’’آپ مطمئن ہیں عمران صاحب یا مزید کچھ کرنا ہے‘‘...... فریڈ نے پہلے انٹرکام پر ہنری کو احکامات دے کر رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

’’اس گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل سپاٹ وادی بلاس میں

ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تو کیا آپ کو اس میں کوئی شک ہے‘‘...... فریڈ نے چونک کر کہا۔

’’یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ اندازہ مارتھر نے خود لگایا ہو۔ بہرحال اب مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں وہاں کی نگرانی کراؤں گا۔ اب یہ بات میری سمجھ میں آ گئی ہے کہ پاکیشیائی ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کا ٹارگٹ ہفت کوہ نامی پہاڑی سلسلہ ہے۔ راشور بھی وہیں ہے اور وادی بلاس بھی‘‘۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے چیک بک نکالی اور ایک چیک پر اندراجات کر کے اس نے چیک فریڈ کی طرف بڑھا دیا۔

’’جو رقم تم نے مس مارتھین کو دی ہے اس کے ساتھ تمہارا انعام بھی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تھینک یو۔ ویسے اب میں خود بھی معلوم کراتا رہوں گا اور کوئی خاص بات سامنے آئی تو میں تمہیں فون کر دوں گا فریڈ نے چیک کو جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

’’اب مجھے اجازت‘‘...... عمران نے کہا تو فریڈ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

’’اس گریگ کا کیا کرو گے‘‘...... فریڈ نے کہا۔

’’کچھ نہیں۔ میں آج ہی پہلی دستیاب فلائٹ سے واپس چلا جاؤں گا اور بس‘‘...... عمران نے کہا تو فریڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران مصافحہ کر کے مڑا اور آفس سے باہر آ گیا۔

مارتھر اپنے آفس میں موجود تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... مارتھر نے کہا۔

"ڈینی اور مارٹی ملاقات چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"بھیج دو انہیں"...... مارتھر نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا تو ڈینی اور اس کی بیوی مارٹی اندر داخل ہوئے۔

"آؤ بیٹھو"...... مارتھر نے کہا تو وہ دونوں میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کیسے آنا ہوا"...... مارتھر نے پوچھا۔

"باس۔ ہمیں گریگ نے بتایا ہے کہ پاکیشیا کا خطرناک ایجنٹ

عمران یہاں اکیلا آیا ہے اور پھر واپس چلا گیا ہے۔ البتہ یہاں اس نے ریڈ ایرو کلب کے مالک اور جنرل مینجر فریڈ سے خاصی طویل ملاقات کی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے"...... ڈینی نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی گریگ نے ہی اطلاع دی ہے۔ اسے چیک بھی اسی نے کیا لیکن اس میں تشویش کی کیا بات ہے۔ وہ یقیناً کسی ذاتی کام کے لئے آیا ہو گا۔ جہاں تک فریڈ کا تعلق ہے تو فریڈ بھی ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی میں سپر ایجنٹ رہا ہے اس لئے اس کے تعلقات عمران سے ہوں گے"...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ گریگ سے اطلاع ملنے پر ہم نے اپنے طور پر جو انکوائری کی ہے اس سے ایک اہم بات سامنے آئی ہے"...... ڈینی نے کہا۔

"وہ کیا"...... مارتھر نے چونک کر کہا۔

"عمران اور فریڈ نے سپیشل روم میں سیکرٹری سائنس سر جونز کی پرسنل سیکرٹری مس مارتھین سے ملاقات کی ہے"...... ڈینی نے کہا تو مارتھر نمایاں طور پر چونک پڑا۔

"یہ بے حد اہم بات ہے۔ تمہیں کس نے بتایا ہے"...... مارتھر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فریڈ کا ایک آدمی ہنری ہے۔ اس سے ہماری ملاقات ایک اور سلسلے میں طے تھی لیکن ہنری مقررہ وقت سے نصف گھنٹہ دیر سے

پہنچا تو ہمارے برا منانے پر اس نے بتایا کہ وہ باس فریڈ کے ایک اہم کام میں پھنس گیا تھا۔ تفصیل پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس نے ٹاپ آفیسرز کلب میں اپنے کمرے میں موجود سر جونز کی پرسنل سیکرٹری مس مارتھین کو لے کر اپنے ریڈ ایرو کلب کے ایک سپیشل روم میں پہنچانا تھا۔ پھر وہاں باس فریڈ اور اس کے ساتھ ایک پاکیشیائی نژاد دونوں نے اس سے طویل ملاقات کی اور پھر اس نے ہی مس مارتھین کو واپس ٹاپ آفیسرز کلب پہنچایا اس لئے اسے آنے میں دیر ہوگئی۔ پاکیشیائی کا حلیہ معلوم کرنے پر یہ بات سامنے آئی کہ وہ پاکیشیائی عمران تھا‘‘...... ڈینی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’لیکن گریگ عمران کی نگرانی کر رہا تھا۔ اس نے یہ رپورٹ تو دی ہے کہ عمران نے ریڈ ایرو کلب کے فریڈ سے طویل ملاقات کی ہے لیکن اس نے یہ رپورٹ نہیں دی کہ اس نے مس مارتھین سے بھی ملاقات کی ہے‘‘...... مارتھر نے کہا۔

’’ہنری نے بتایا ہے کہ فریڈ کے آفس سے ایک خفیہ راستہ اس سپیشل روم تک جاتا ہے۔ یہ لوگ یقیناً اس راستے سے گئے اور واپس آ گئے۔ باہر موجود گریگ کو اس کا علم نہ ہو سکا ہو گا‘‘۔ ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اس ملاقات کا کیا مقصد ہو سکتا ہے‘‘...... مارتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’باس۔ ہو سکتا ہے کہ عمران کو اس دھات کے بارے میں علم ہو گیا ہو اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہو کہ سیکرٹری سائنس تک اس بارے میں رپورٹ پہنچ گئی ہے اور اس نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کی ہوں‘‘...... اس بار مارٹی نے کہا۔

’’نہیں۔ پاکیشیا میں تو کوئی چیکنگ نہیں ہوئی۔ تم بھی تو وہاں موجود تھے۔ یہ کوئی اور سلسلہ ہو گا‘‘...... مارتھر نے کہا۔

’’اصل بات تو مس مارتھین ہی بتا سکتی ہے‘‘...... ڈینی نے کہا۔

’’لیکن اس سے پوچھ گچھ کے لئے سیکرٹری سر جونز سے اجازت لینا ہو گا اور وہ اجازت نہیں دیں گے۔ ہمیں کچھ اور کرنا ہو گا‘‘۔ مارتھر نے پریشان سے لہجے میں کہا

’’دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے باس کہ ہم رات گئے اس کے فلیٹ سے اسے اغوا کر لیں اور سپیشل پوائنٹ پر لے جا کر اس سے پوچھ گچھ کریں اور اپنی شناخت ظاہر نہ کریں‘‘...... ڈینی نے کہا تو مارتھر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’کارل بول رہا ہوں‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’مارتھر بول رہا ہوں‘‘...... مارتھر نے کہا۔

’’یس باس۔ حکم‘‘...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا

گیا۔

"سیکرٹری سائنس سر جونز کی پرسنل سیکرٹری مس مارتھین کو جانتے ہو"...... مارتھر نے کہا۔

"یس باس۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں"...... کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے فوری طور پر اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر لے آؤ اور پھر مجھے کال کرو۔ میں خود اس سے پوچھ گچھ کروں گا لیکن اس پر اپنی شناخت ظاہر نہیں کرنی"...... مارتھر نے کہا۔

"یس باس۔ اس وقت وہ اپنی رہائش گاہ پر ہو گی کیونکہ اس کے آفس کا وقت تو ختم ہو چکا ہے"...... کارل نے کہا۔

"جہاں بھی ہو اسے سپیشل پوائنٹ پر لے آؤ اور پھر مجھے اطلاع دو"...... مارتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ یہ کام ہمارے ذمے لگا دیں باس"...... ڈینی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ اہم معاملہ ہے۔ میں خود اس کی انکوائری کروں گا۔ البتہ تم دونوں بھی میرے ساتھ جا سکتے ہو لیکن تمہیں ماسک میک اپ کرنا ہو گا۔ میں بھی ماسک میک اپ کروں گا تاکہ ہماری شناخت نہ ہو سکے ورنہ سیکرٹری سائنس ہماری جان کو آ جائیں گے"...... مارتھر نے کہا تو ڈینی اور مارٹی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"باس۔ اس دھات کا اصل سپاٹ تو سامنے آ گیا ہے لیکن اس

کو زمین سے نکالنے اور پھر اسے پاکیشیا سے ایکریمیا پہنچانے کا بندوبست کیا کیا جائے گا"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ڈینی نے کہا۔

"سیکرٹری سائنس سر جونز سے میری اس بارے میں ملاقات ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ اعلیٰ سطحی میٹنگ کر کے کوئی واضح پلان بنائیں گے۔ پھر ہمیں اس پر عمل کرنا ہو گا۔ ویسے اس ملاقات کو دو روز ہو گئے ہیں۔ ابھی تک تو کوئی پلان سامنے نہیں آیا"۔ مارتھر نے کہا تو ڈینی اور مارٹی نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... مارتھر نے کہا۔

"کارل بول رہا ہوں باس۔ مس مارتھین سپیشل پوائنٹ پر پہنچ چکی ہیں"...... کارل نے کہا۔

"کہاں تھی وہ اور کیسے اٹھایا ہے تم نے اسے"...... مارتھر نے پوچھا۔

"وہ اپنی رہائش گاہ پر تھی۔ یہاں وہ اکیلی رہتی ہے۔ میں نے باہر سے بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کر دی اور پھر عقبی طرف سے رہائش گاہ کے اندر کود کر میں نے بڑا پھاٹک کھولا اور باہر موجود کار لے کر اندر گیا۔ مس مارتھین کو جو بے ہوش پڑی تھی اٹھا کر کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالا اور پھاٹک بند کر کے

سپیشل پوائنٹ پہنچ گیا۔ اسے جیگر کے حوالے کر کے اور آپ کے بارے میں بتا کر اب میں آپ کو کال کر رہا ہوں''...... کارل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... مارتھر نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ڈینی اور مارٹی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''آؤ''...... مارتھر نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں دو کاروں میں سوار اس کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں ایک کوٹھی میں سپیشل پوائنٹ بنایا گیا تھا۔ سپیشل پوائنٹ پہنچ کر مارتھر پہلے میک اپ روم میں گیا۔ وہاں موجود الماری سے اس نے ماسک کا ایک ڈبہ نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک ماسک منتخب کر کے اس نے اسے اپنے سر اور منہ پر چڑھایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اسے تھپتھپا کر ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے سامنے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا اور مطمئن ہو کر باہر آ گیا۔ اس کے بعد یہی کارروائی ڈینی اور مارٹی نے بھی دوہرائی اور پھر وہ تینوں نئے چہروں کے ساتھ ایک بڑے ہال نما کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے ساتھ ایک آدمی تھا جو یہاں کا ملازم تھا۔ اس کا نام جیگر تھا۔ ہال کمرے کی عقبی دیوار کے ساتھ چار راڈز والی کرسیاں موجود تھیں۔ جن میں سے ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر عورت راڈز میں جکڑی ہوئی موجود تھی جبکہ سامنے تین

کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ مارتھر درمیان والی کرسی پر بیٹھ گیا تو اس کے دائیں بائیں ڈینی اور مارٹی بیٹھ گئے۔

''اسے ہوش میں لے آؤ جیگر۔ لیکن خیال رکھنا اس کے سامنے تم نے میرا نام نہیں لینا۔ صرف باس کہہ سکتے ہو''...... مارتھر نے کہا۔

''یس باس''...... جیگر نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹی شیشی نکال کر وہ اس ادھیڑ عمر عورت کی طرف بڑھ گیا جو مس مارتھین تھی۔ اس نے قریب جا کر شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور اس کا دہانہ مس مارتھین کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس پر ڈھکن لگا کر اسے جیب میں ڈالا اور واپس مڑ گیا۔

''اب الماری سے کوڑا نکال لو اور اس کے قریب کھڑے ہو جاؤ تاکہ وہ خوفزدہ ہو کر سب کچھ سچ بتا دے''...... مارتھر نے کہا تو جیگر ایک کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک خوفناک نظر آنے والا کوڑا موجود تھا۔ اس دوران مس مارتھین کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تھے اور پھر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور بے اختیار اٹھنے کی کوشش لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی۔

''یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ میں''...... مس مارتھین کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکلے۔ اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے مسخ

ہو رہا تھا۔ وہ اس طرح سامنے اور سائیڈوں میں دیکھ رہی تھی جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کہاں موجود ہے۔

''تمہارا نام مارتھین ہے اور تم سیکرٹری سائنس سر جونز کی پرسنل سیکرٹری ہو''...... مارتھر نے لہجے کو بھاری بنا کر بات کرتے ہوئے کہا تاکہ مارتھین اس کی آواز پہچان نہ سکے۔

''ہاں۔ مگر۔ مگر تم کون ہو۔ میں کہاں ہوں اور مجھے کیوں جکڑا گیا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... مارتھین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ایسی جگہ ہو جہاں سے تمہاری چیخوں کی آواز بھی باہر نہیں جا سکتی''...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مگر۔ مگر میں نے کیا کیا ہے۔ تم کون ہو۔ تم مجھے دھمکیاں کیوں دے رہے ہو''...... مارتھین نے کہا۔

''تم نے سرکاری راز فروخت کیا ہے۔ تم نے ریڈ ایرو کلب کے فریڈ سے بھاری رقم وصول کر کے اسے سرکاری راز فروخت کیا ہے جبکہ ایک غیر ملکی وہاں سپیشل روم میں موجود تھا''...... مارتھر نے کہا۔ رقم کی بات اس نے اندازے سے کہہ دی تھی۔

''نہیں۔ نہیں۔ یہ سب غلط ہے۔ جھوٹ ہے۔ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا''...... مارتھین نے قدرے چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

''جیگر۔ اسے کوڑا دکھاؤ تاکہ اسے اندازہ ہو جائے کہ جب یہ

کوڑا اس کے جسم پر پڑے گا تو اس کا کیا حشر ہو گا''...... مارتھر نے سائیڈ پر کھڑے جیگر سے کہا تو جیگر نے کوڑے کو فضا میں چٹخانا شروع کر دیا اور شڑاپ شڑاپ کی آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

''اب اگر تم نے جھوٹ بولا تو یہ کوڑا تمہارے جسم کے پرخچے اڑا دے گا اور یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے پاس تمہاری اس ملاقات کا دستاویزی ثبوت موجود ہے۔ اگر یہ ثبوت سر جونز تک پہنچ گیا تو تمہیں غداری کے جرم میں گولی ماری جا سکتی ہے۔ البتہ اگر تم سب کچھ سچ بتا دو تو میرا وعدہ کہ تمہیں خاموشی سے واپس پہنچا دیا جائے گا اور کسی کو کچھ نہیں بتایا جائے گا''...... مارتھر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے مت مارو۔ مجھ پر رحم کرو''...... مارتھین نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

''میں پانچ تک گنوں گا۔ اگر تم نے نہ بتایا تو پانچ کے بعد تم پر کوڑے برسنا شروع ہو جائیں گے''...... مارتھر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر گنتی گننی شروع کر دی۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔ رک جاؤ''...... مارتھین نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''بولو۔ بتاؤ''...... مارتھر نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں نے فریڈ کے کہنے پر اس سے ملاقات کی تھی اور اس ملاقات میں ایک ایشیائی بھی شامل تھا۔ مجھے ایک لاکھ ڈالر

دیئے گئے تھے''...... مارتھین نے یکلخت پھٹ پڑنے والے انداز
میں بولتے ہوئے کہا۔

''کیا بتایا تھا تم نے انہیں''...... مارتھر نے پوچھا۔

''میں نے انہیں وہ مائیکرو کیسٹ سنوائی تھی جس میں کراس
ورلڈ کے چیف مارتھر اور سر جونز کی ہونے والی میٹنگ کی کارروائی
ریکارڈ تھی''...... مارتھین نے کہا تو مارتھر بے اختیار اچھل پڑا۔

''انہوں نے کیوں یہ سنی تھی''...... مارتھر نے کہا۔

''وہ پاکیشیا میں کسی دھات کا چکر تھا۔ مارتھر اور سر جونز کی گفتگو
میں یہ بات شامل تھی کہ یہ دھات پاکیشیا کی سی ؤادی بلاس میں
ہے۔ وہ یہی جاننا چاہتے تھے''...... مارتھین نے کہا تو مارتھر نے بے
اختیار ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''جیگر۔ اسے بے ہوش کر کے باہر کسی ویران علاقے میں ڈلوا
دینا''...... مارتھر نے جیگر سے کہا اور پھر خود وہ بیرونی دروازے کی
طرف بڑھنے لگا۔ ڈینی اور مارٹی بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے باہر
آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار واپس ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی
جا رہی تھی۔

''آپ کو یہ بات سر جونز کے نوٹس میں لانی چاہئے باس۔ اس
عورت نے غداری کی ہے''...... ڈینی نے جو کار چلا رہا تھا، عقبی
سیٹ پر بیٹھے ہوئے مارتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ ان کے مطابق ہم نے ان کی پرسنل سیکرٹری کو اس

طرح اغوا کر کے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ وہ الٹا ہمیں سزا
دینے کا اعلان کر دیں گے۔ بہرحال اب کوئی اور منصوبہ بنانا پڑے
گا اور وہ بھی فوری''...... مارتھر نے کہا۔

''باس۔ یہ سپاٹ آپ نے چیک کیا تھا یا کسی اور نے''۔ مارٹی
نے جو سائیڈ پر بیٹھی تھی مڑ کر مارتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے چیک کیا تھا۔ فائل اور نقشے کو سامنے رکھ کر۔ کیوں۔
تم کیوں پوچھ رہی ہو''...... مارتھر کے لہجے میں حیرت تھی۔

''باس۔ ہو سکتا ہے کہ آپ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو''...... مارٹی
نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے اسے بار بار چیک کیا ہے۔ یہی سپاٹ ہے''۔
مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ہم سب مل کر اسے چیک کر
لیں''...... ڈینی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ویسے بھی اب اس دھات سے تو ہم ہاتھ دھو
بیٹھے ہیں۔ عمران وہاں پوری فوج لا کر کھڑی کر دے گا''...... مارتھر
نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر آفس پہنچ کر وہ کرسیوں پر بیٹھے ہی
تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارتھر بول رہا ہوں''...... مارتھر نے کہا۔

''روجر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

”کیوں فون کیا ہے“...... مارتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس۔ ڈاکٹر وکٹر کا ایکسپریس لاکر کمپنی میں ایک لاکر ہے جس میں صرف ایک فائل موجود ہے“...... دوسری طرف سے روجر نے کہا تو مارتھر بے اختیار اچھل پڑا۔

”تمہیں کیسے پتہ چلا اس لاکر کا اور اس میں صرف ایک فائل ہونے کا“...... مارتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کو معلوم تو ہے کہ ایکسپریس لاکر کمپنی کے لاکر کس قدر مہنگے ہوتے ہیں۔ عام لاکروں سے دس گنا سے بھی زیادہ فیس چارج کی جاتی ہے۔ اس لاکر کمپنی کا سپروائزر میرا دوست ہے۔ ہم دونوں اکثر ملتے رہتے ہیں۔ آج اس کی کمپنی کے لاکروں کی زیادہ فیس پر بات ہو رہی تھی تو اس نے کہا کہ تھوڑا عرصہ پہلے ڈاکٹر وکٹر نے ایک لاکر بک کرایا ہے اور اس نے اس میں صرف ایک فائل رکھی ہوئی ہے۔ میرے پوچھنے پر کہ اسے کیسے فائل کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے بتایا کہ ان کی کمپنی چونکہ ہر لاکر کی تین گنا انشورنس کراتی ہے اس لئے ہر لاکر ہولڈر کو لکھ کر دینا پڑتا ہے کہ اس کے لاکر میں کیا کیا موجود ہے اور اس کی ویلیو کیا ہے تا کہ کسی نقصان کی صورت میں انشورنس کمپنی اس ویلیو کا تین گنا معاوضہ ادا کر سکے۔ ڈاکٹر وکٹر نے لکھ کر دیا ہے کہ لاکر میں ایک فائل ہے جس کی ویلیو دس بلین ڈالرز ہے کیونکہ اس فائل میں انتہائی قیمتی راز بند ہے۔ میرے دوست نے یہ بات اس لئے کی کہ جو لوگ ان کی

کمپنی کے لاکر مہنگے داموں حاصل کرتے ہیں وہ اس میں اپنی قیمتی ترین چیزیں رکھتے ہیں چاہے وہ ایک فائل کی صورت میں کیوں نہ ہو“...... روجر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا تم اس لاکر سے وہ فائل نکال سکتے ہو“...... مارتھر نے کہا۔

”نہیں باس۔ ان کے اصول انتہائی سخت ہیں۔ ڈاکٹر وکٹر تو ہلاک ہو چکا ہے اور اس بارے میں اخبارات میں خبریں بھی شائع ہو چکی ہیں اس لئے اب عدالت ہی اس لاکر کو کھولنے کا حکم دے سکتی ہے ورنہ کمپنی خود بھی اسے نہ کھول سکے گی“...... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا نمبر ہے اس لاکر کا“...... مارتھر نے پوچھا تو روجر نے نمبر تفصیل سے بتا دیا۔

”تمہارا یہ سپروائزر دوست اس سلسلے میں معاوضہ لے کر کام نہیں کر سکتا۔ اصل فائل نکال کر کوئی دوسری عام سی فائل رکھ دی جائے وہاں“...... مارتھر نے کہا۔

”آپ حکم دیں تو میں اس سے بات کرتا ہوں“...... روجر نے کہا۔

”ہاں۔ بات کرو۔ ایک لاکھ ڈالر تک معاوضہ بھی دیا جا سکتا ہے لیکن فائل وہی ہو جو اندر موجود ہے ورنہ وہ سپروائزر ایک عام سی فائل تمہیں دے کر معاوضہ حاصل کر سکتا ہے“...... مارتھر نے

کہا۔

''یس باس۔ میں خیال رکھوں گا''...... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں تمہارے فون کا منتظر رہوں گا''...... مارتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ نئی فائل کہاں سے آ گئی''...... ڈینی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ ڈاکٹر وکٹر مجھے شیطان کا پیروکار لگتا ہے۔ نجانے کیا کیا کھیل اس نے دولت کی خاطر کھیل رکھے ہیں۔ لگتا ہے کہ اصل فائل کے دو حصے کیے گئے ہیں۔ کہیں کچھ اور کہیں کچھ''...... مارتھر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے باس کہ ڈاکٹر وکٹر نے اصل فائل لاکر میں رکھی اور نقل فائل تیار کر کے اپنے سیف میں رکھ لی اور فضول سپاٹ حکومت کو دے دیا۔ اسے خطرہ ہو گا کہ جس سے سودا ہو گا وہ اس سے زبردستی فائل نہ لے لے اس لئے اس نے نقلی فائل سیف میں رکھ لی اور اصل لاکر میں''...... ڈینی نے کہا۔

''بہرحال وہ سیف والی فائل واقعی سب سے زیادہ قیمتی ہو گی کیونکہ ایکسپریس لاکر کمپنی کے لاکر واقعی بے حد مہنگے ہوتے ہیں اور ڈاکٹر وکٹر جیسا لالچی آدمی فضول رقم ضائع نہیں کر سکتا''...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ہو سکتا ہے کہ میرا خیال درست ثابت ہو رہا ہو۔ اصل سپاٹ وادی بلاس کی بجائے کوئی اور ہو''...... ڈینی نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ عمران وادی بلاس میں ڈھونڈتا پھرے گا اور اس کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا''۔ مارتھر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈینی اور مارٹی نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلا دیئے۔

''باس۔ اب ہمیں اجازت دیں۔ البتہ یہ درخواست ہے کہ فائل ملنے کے بعد اگر واقعی سپاٹ تبدیل ہو جائے تو ہمیں ضرور بتائیں۔ ہمیں حقیقی خوشی ہو گی''...... ڈینی نے کہا۔

''ایسا ہوا تو میں ضرور بتاؤں گا''...... مارتھر نے کہا تو وہ دونوں اٹھے اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف مڑے اور پھر کمرے سے باہر چلے گئے تو مارتھر نے میز کی دراز کھولی اور اس میں رکھی ہوئی فائل نکال کر میز پر رکھی اور پھر اسے دوبارہ غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ وہی فائل تھی جو ڈاکٹر وکٹر کے کلینک کے سیف میں موجود تھی اور جس سے اس نے معلوم کیا تھا کہ قیمتی دھات وادی بلاس میں ہے۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... مارتھر نے کہا۔

''روجر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... مارتھر نے پوچھا۔

"باس۔ کام ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر وکٹر کے لاکر سے اصل فائل نکال لی گئی ہے اور ایک سادہ فائل وہاں رکھ دی گئی ہے۔ میں نے ایک لاکھ ڈالر کا چیک اس کام کے عوض دے دیا ہے۔ فائل میرے پاس موجود ہے۔ اب مزید کیا کرنا ہے"...... روجر نے کہا۔

"فائل کو انتہائی احتیاط اور حفاظت کے ساتھ ہیڈکوارٹر پہنچاؤ۔ تمہاری اس کوشش کے عوض تمہیں خصوصی انعام دیا جائے گا"۔ مارتھر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو باس۔ میں ابھی فائل ہیڈکوارٹر پہنچا دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارتھر نے رسیور رکھ کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"روجر ایک فائل لے کر آ رہا ہے۔ فائل روجر سے لے کر فوراً میرے آفس پہنچائی جائے"...... مارتھر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو مارتھر نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی نظریں بیرونی دروازے پر جم گئی تھیں۔

"کچھ دیر تو لگے گی"...... چند لمحوں تک دروازے کی طرف دیکھنے کے بعد اس نے خودکلامی کے انداز میں اپنے آپ کو سمجھایا

اور پھر اٹھ کر اس نے الماری سے شراب کی بوتل نکالی اور ایک گلاس اٹھا کر وہ دوبارہ اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ گلاس میں شراب ڈال کر اس نے چسکیاں لے لے کر شراب پینا شروع کر دی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر لمحے کئی بار اس کی نظریں دروازے پر جم جاتیں۔ اسے واقعی انتہائی شدت سے فائل کا انتظار تھا اور اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فائل پلک جھپکنے میں یہاں لے آئے۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا جس کے ہاتھ میں فائل موجود تھی۔

"یہ فائل روجر نے دی ہے"...... نوجوان نے سلام کرتے ہوئے کہا تو مارتھر نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو فائل جھپٹنے سے روکا۔

"اوکے"...... مارتھر نے اس کے ہاتھ سے فائل لے کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو نوجوان سلام کر کے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا تو مارتھر نے اتنی تیزی سے فائل کھولی جیسے اسے یقین ہو کہ فائل سے ہفت اقلیم کا خزانہ ملنے والا ہو۔ اس کی نظریں فائل پر جم گئیں۔ کافی دیر تک وہ فائل پڑھتا رہا، دیکھتا رہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے فائل بند کر دی۔

"یہ کیا مذاق ہے۔ یہ بالکل اسی پہلی فائل کی نقل ہے۔ ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہے۔ یہ کیا مذاق ہے۔ اس احمق ڈاکٹر وکٹر نے کیوں اس فائل کو اس قدر مہنگے لاکر میں رکھا تھا"...... مارتھر نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم اس فرم کے کسی بڑے سے مل کر اصل حالات معلوم کرو۔ یہ بات کنفرم ہے کہ دھات وہیں وادی بلاس میں ہی ہے اس لئے ضرور کوئی چکر چلایا جا رہا ہے''...... مارتھر نے کہا۔

''باس۔ یہ کام میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ میں ازخود نہ صرف اس سے مل کر بلکہ ان کے نتائج جو انہوں نے رپورٹ کی صورت میں کمپیوٹر پر تیار کئے ہیں اس کی ایک نقل بھی میں نے حاصل کر لی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں یہ نقل آپ کو بھجوا دوں۔ اس رپورٹ کے مطابق وادی بلاس میں کسی قیمتی دھات کا ایک ذرہ تک موجود نہیں ہے''...... نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ رپورٹ کی نقل فیکس کر دو''...... مارتھر نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا کیونکہ یہ گورکھ دھندہ مزید الجھتا جا رہا تھا۔ نیلسن کی آواز اس کے کانوں میں گونج رہی تھی جبکہ سامنے میز پر ایک نہیں بلکہ دو دو فائلیں پڑی اس کا منہ چڑا رہی تھیں۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اس کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آج آپ خاصے سنجیدہ دکھائی دے رہے ہیں اس لئے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے آپ عمران صاحب کے میک اپ میں کوئی اور صاحب ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''سنجیدگی تو اب میرے لئے طعنہ بن گئی ہے۔ سب سے پہلا اعتراض یہی ہوتا ہے کہ سنجیدہ کیوں ہو رہے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ پر سنجیدگی واقعی قطعاً اجنبی لگتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے

آپ اصل عمران نہ ہوں بلیک زیرو نے ایک بار پھر اپنی پہلی بات کو دوہراتے ہوئے کہا۔

''جب آدمی ہر طرف سے ناکام ہو جائے تو مجبوراً سنجیدہ ہونا پڑتا ہے یا دوسرے لفظوں میں سنجیدگی خود بخود سامنے آ جاتی ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی آدمی کو سنجیدہ ہونا پڑتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''آپ کو کیا ناکامی ہوئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کوئی ایسی ویسی ناکامی بھی نہیں ہوئی۔ مکمل اور عبرتناک ناکامی ہوئی ہے اور پہلی بار ناکامی کا تلخ ذائقہ چکھنا پڑا ہے ورنہ ہر بار ہم فتح کے جھنڈے لہراتے آ جاتے تھے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس بار ہنس پڑا۔

''تو آپ ڈائیلاگ بول رہے ہیں۔ ویسے اگر آپ فلم میں چلے جاتے تو آپ کی اداکاری کا جواب کسی کے پاس نہیں ہو سکتا تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''میں ڈائیلاگ نہیں بول رہا۔ واقعی بہت بری طرح ناکام ہو کر آیا بیٹھا ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ کیسی ناکامی''...... بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

''ڈاکٹر عبدالغفار والے کیس کا تو تمہیں علم ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ ماہر معدنیات جسے ہلاک کر دیا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ وہی ڈاکٹر عبدالغفار۔ گو پہلے انہیں دو بار اغوا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن کسی نہ کسی وجہ سے یہ کوششیں ناکام رہیں تو ایکریمیا سے ایک مائینڈ سائیکالوجی کا ماہر اپنے گروپ سمیت آیا اور ڈاکٹر عبدالغفار کو اس کی رہائش گاہ پر بے ہوش کر کے مشینری کی مدد سے اس کے لاشعور میں موجود انتہائی قیمتی اور نایاب دھات بیریلیم کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ڈاکٹر عبدالغفار کو ہلاک کر دیا گیا اور یہ گروپ معلومات حاصل کر کے واپس چلا گیا۔ جولیا اور صالحہ اپنی ایک فرینڈ سے ملنے کریم پورہ گئیں۔ اس طرح یہ سارے معاملات سامنے آئے۔ میں خود ونگٹن گیا تاکہ وہاں سے حتمی معلومات حاصل کی جا سکیں جو میں نے حاصل بھی کر لیں۔ راڈرک کی مدد سے ایکریمیا کے سیکرٹری سائنس سر جونز اور کراس ورلڈ کے چیف مارتھر کے درمیان ہونے والی گفتگو کی مائیکرو کیسٹ بھی مل گئی جسے سننے کے بعد معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر وکٹر نے اصل میں دوہرا کھیل کھیلنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کے ذہن سے دو سپاٹ معلوم کئے تھے۔ ایک سپاٹ میں دھات کی مقدار بے حد کم بھی تھی اور یہ دھات ناخالص بھی تھی جبکہ دوسرا سپاٹ ایسا تھا جس میں اس دھات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور وہ انتہائی خالص حالت میں بھی ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے

ہوئے کہا۔

''پھر کیا ہوا۔ جب سپاٹ کا پتہ چل گیا تو پھر کیا مسئلہ باقی رہا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہی تو رونا رو رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں سنجیدہ نظر آ رہا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''ناکامی۔ اس سپاٹ کی چیکنگ کی گئی ہے لیکن یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک گرام دھات بھی موجود نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کا تو مطلب یہی نکلتا ہے کہ ماہر معدنیات دراصل ماہر معدنیات تھے ہی نہیں۔ انہوں نے غلط اندازے لگائے لیکن عمران صاحب۔ یہ کون سا علاقہ ہے جہاں یہ سپاٹ ہیں''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہفت کوہ کا علاقہ ہے اور ایکریمیا سے جو معلومات ملی تھیں اس کے مطابق یہ سپاٹ وادی بلاس میں ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے کس طرح چیکنگ کرائی۔ کیا مشینری کے ذریعے یا بغیر مشینوں کے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے ماہر معدنیات ساتھ لئے تھے اور مٹی کو چیک کرنے کی مشینری بھی ساتھ لے گیا تھا۔ وہاں سطح زمین اور پھر اس سے نیچے ایک سو فٹ اور اس کے بعد پانچ سو فٹ اور آخر میں ایک

ہزار فٹ نیچے کی اراضی کی مٹی علیحدہ علیحدہ نکال کر اس مٹی کا مشینوں سے تجزیہ کیا گیا اور پھر جو کچھ وہاں موجود ہوتا ہے وہ سامنے آ جاتا ہے۔ وادی بلاس کی جب اس طرح چیکنگ کی گئی تو وہاں بیریلیم دھات کا ایک ذرہ تک موجود نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یہ سب کیوں ہوا۔ اس کا تو مطلب ہے کہ ماہر معدنیات سے غلطی ہوئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس دھات کے ساتھ ایک اور مسئلہ بھی ہے کہ کوئی ریز اسے چیک نہیں کر سکتی۔ اس کو چند مخصوص نشانیوں کی مدد سے کوئی انتہائی ماہر تجربہ کار معدنیات ہی چیک کر سکتا ہے ورنہ تو معدنیات کو ٹریس کرنے والا سیٹلائٹ کب کا اس کی نشاندہی کر سکتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ نشانیاں غلط ہو گئی ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے ذہن میں بھی یہ خیال آیا تھا۔ میں نے ڈاکٹر عبدالغفار کے ساتھ کام کرنے والے ان کے ہم عصر ساتھیوں کو ٹریس کیا اور ان سے بات چیت میں یہ بات سامنے آئی کہ وہ اپنے کام کے انتہائی ماہر تھے۔ وہ صرف نظروں سے چیک کر لیتے تھے کہ یہاں کون سی دھات ہے اور آج تک اس کا ریکارڈ مثبت رہا ہے اس لئے انہوں نے لامحالہ اس دھات کو یہاں ہفت کوہ میں کہیں نہ کہیں چیک کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر وکٹر سے غلطی ہوئی

ہو یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کراس ورلڈ ایجنسی کے چیف مارتھر سے غلطی ہوئی ہو''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر اصل سپاٹ کا کیسے علم ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی بات تو سمجھ نہیں آ رہی۔ میرا خیال ہے کہ مارتھر کے آفس کو چیک کیا جائے۔ اس کے پاس ڈاکٹر وکٹر کی فائل ہو گی جس میں یا تو وادی بلاس کے بارے میں درج ہو گا یا پھر وہ کوڈ میں ہو گا اور میرا اندازہ ہے کہ کوڈ ہی ہو گا جسے سمجھنے میں مارتھر کو غلطی لگی ہے اس لئے ہم ناکام رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ اب براہ راست مارتھر کے خلاف کام کریں گے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی تو اصل پرابلم ہے۔ مارتھر ایک سرکاری ایجنسی کا چیف ہے جس طرح تم پاکیشیا کی سرکاری ایجنسی کے چیف ہو اور پیشہ وارانہ اخلاقیات یہ ہے کہ سرکاری ایجنسی کے چیف کے خلاف کارروائی نہ کی جائے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر یہ مسئلہ کیسے حل ہو گا''...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''دنیا میں دولت کھل جا سم سم کا کردار ادا کرتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذات خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''آپ کی ڈگریاں سننے کے بعد ہر سننے والا سمجھ جاتا ہے کہ آپ واقعی بذات خود بول رہے ہیں اس لئے آپ کو یہ کلیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... دوسری طرف سے راڈرک نے ہنستے ہوئے کہا۔

''راڈرک۔ جو ٹیپ ہمیں سیکرٹری سائنس کی پرسنل سیکرٹری نے سنوائی تھی اس میں کراس ورلڈ کے چیف مارتھر نے کسی وادی کا نام لیا تھا۔ کیا تمہیں یاد ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ وادی بلاس۔ جہاں دھات کا ذخیرہ موجود ہے''۔ راڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جبکہ اس وادی بلاس میں کسی بھی دھات کا ایک ذرہ تک موجود نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کیا مارتھر اپنے سیکرٹری سائنس سے جھوٹ بول رہا تھا''...... راڈرک نے چونک کر اور خاصے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر وکٹر نے کوئی کوڈ نام استعمال کیا ہو گا جسے مارتھر نے غلط سمجھا۔ تم معلوم کراؤ کہ ڈاکٹر وکٹر سے مارتھر نے اس بارے میں کیا حاصل کیا ہے۔ صرف زبانی

معلومات یا کوئی فائل وغیرہ''...... عمران نے کہا۔

''اس کے لئے تو مجھے خاصا خرچ کرنا پڑے گا کیونکہ اس کے کسی خاص آدمی کو ساتھ ملانا پڑے گا''...... راڈرک نے کہا۔

''خرچ کی فکر مت کرو۔ کام ہونا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے آپ کو فون کر دوں گا۔ آپ کے فلیٹ کا نمبر میرے پاس ہے''...... راڈرک نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

''یہ تو کچھ عجیب سا گورکھ دھندہ بن گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لمحہ بہ لمحہ حالات موڑ کاٹ جاتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم مارتھر کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس پورے ہفت کوہ کا تجزیہ کرائیں اور یقیناً ایسے ماہر معدنیات بھی مل جائیں گے جو ڈاکٹر عبدالغفار کی طرف نشانیوں سے معدنیات کے بارے میں معلوم کر سکتے ہوں گے۔ یہ میرے خیال میں اس معاملے پر ٹھوس پیش رفت ہو گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''صرف بیریلیم دھات سرچ ریز سے سرچ نہیں ہو سکتی۔ باقی تمام دھاتیں ہو جاتی ہیں۔ فضا میں ایکریمین، روسیاہی، شوگرانی اور نجانے کن کن ممالک کے خلائی سیارے کام کر رہے ہیں مگر ہفت

کوہ میں کوئی معمولی سی بھی معدنیات ہوتی تو اب تک سامنے آ چکی ہوتی اور رہ گئی نشانیوں سے چیک کرنے کی بات تو ایسا صرف خداداد صلاحیتوں کی بناء پر ہوتا ہے اور ایسی خداداد صلاحیتیں لاکھوں میں سے کسی ایک کو ہی ملتی ہیں اس لئے ہمیں بہرحال انتظار کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈینی اور مارٹی اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھے بیریلیم دھات کے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے کہ درمیان میں پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈینی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ڈینی بول رہا ہوں''...... ڈینی نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''راسٹر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے اس کے سیکشن کے آدمی راسٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... ڈینی نے کہا۔

''باس۔ آپ نے ڈاکٹر وکٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا کہا تھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہاں۔ میں نے کہا تھا۔ مجھے یاد ہے لیکن ڈاکٹر وکٹر تو ہلاک ہو چکا ہے''...... ڈینی نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن ڈاکٹر وکٹر کا ایک بھائی جس کا نام مارٹن ہے اور جو مستقل طور پر جارسی میں رہتا ہے اپنے بھائی کی موت کا سن کر ونگٹن پہنچا ہے اور اس نے ڈاکٹر وکٹر کے کلینک کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے''...... راسٹر نے کہا تو ڈینی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اس میں تمہارے چونکنے کی کیا بات ہے۔ یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے''...... ڈینی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ خاص بات یہ ہے کہ ڈاکٹر وکٹر نے ایک فائل مارٹن کے پاس امانت کے طور پر رکھوائی تھی۔ اس فائل پر پاکیشیا لکھا ہوا ہے''...... راسٹر نے کہا تو ڈینی بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تمہیں کیسے پتہ چلا''...... ڈینی نے کہا۔

''میں لنچ کرنے گارسن ہوٹل گیا تو وہاں رش کی وجہ سے جگہ نہ مل رہی تھی۔ پھر ایک میز پر جگہ ملی تو وہاں مارٹن موجود تھا۔ مارٹن سے تعارف ہوا تو اس نے بتایا کہ وہ ڈاکٹر وکٹر کا بھائی ہے اور جارسی میں رہتا ہے۔ ڈاکٹر وکٹر کا سن کر میں نے اس سے تعلقات بڑھائے اور اسے ایک بار میں لے جا کر قیمتی شراب کا ایک جام پلایا تو بے حد خوش ہوا۔ پھر اس نے بتایا کہ ڈاکٹر وکٹر اس کا بڑا بھائی تھا اور وہ اس سے ملنے جارسی سے ونگٹن آتا رہتا تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک بار جب وہ آیا تو ڈاکٹر وکٹر نے اسے ایک فائل دی کہ وہ یہ فائل اپنے پاس حفاظت سے رکھے۔ جب اسے ضرورت ہو گی

تو وہ یہ فائل اس سے لے لے گا۔ میرے پوچھنے پر کہ فائل میں کیا تھا تو اس نے بتایا کہ فائل پر پاکیشیا کا نام لکھا ہوا ہے اور اندر ایک ٹائپ شدہ صفحہ ہے جس پر ایسے الفاظ ہیں جو اسے سمجھ نہیں آ رہے'' ...... راسٹر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کہاں ہے وہ فائل۔ اب مارٹن کہاں ملے گا'' ...... ڈینی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔ فائل تو جارسی میں ہو گی البتہ مارٹن ابھی یہیں ہے۔ وہ شاید دو تین روز بعد واپس جارسی جائے گا'' ...... راسٹر نے کہا۔

''وہ فائل بے حد اہم ہے اور ہم نے اسے حاصل کرنا ہے۔ تم مارٹن سے میری ملاقات تو کراؤ۔ میں اسے اس کا منہ مانگا معاوضہ دے کر وہ فائل حاصل کرنا چاہتا ہوں'' ...... ڈینی نے کہا۔

''باس۔ یہ فائل اس کے تو کسی کام کی نہیں اور ڈاکٹر وکٹر ہلاک ہو چکا ہے اس لئے وہ فائل تھوڑے سے معاوضے پر بھی دے دے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سے بات کر کے آپ کو اطلاع دوں'' ...... راسٹر نے کہا۔

''ہاں۔ کرو بات۔ اور یہ بات ذہن میں رکھنا کہ ہم نے وہ فائل ہر صورت میں حاصل کرنی ہے'' ...... ڈینی نے کہا۔

''یس باس۔ میں اس سے مل کر بات کرتا ہوں'' ...... راسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈینی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''کیا ہوا ہے۔ کس فائل کی بات ہو رہی تھی'' ...... سامنے بیٹھی مارٹی نے کہا کیونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس نہ کیا گیا تھا اس لئے وہ دوسری طرف سے آنے والی آواز نہ سن سکتی تھی۔

''ڈاکٹر وکٹر نے ایک فائل جس پر پاکیشیا لکھا ہوا ہے اپنے بھائی مارٹن کے پاس امانتاً رکھوائی ہوئی تھی۔ اس کی بات ہو رہی تھی'' ...... ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن جو فائل اس کے کلینک سے منگوائی گئی تھی اس کا کیا ہوا جو تم دوسری فائل حاصل کرنا چاہتے ہو'' ...... مارٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس فائل میں چیف نے اس دھات کی موجودگی کا علاقہ پاکیشیا کی کسی وادی بلاس نکالا تھا۔ پھر پاکیشیا میں موجود نیلسن نے فون کر کے بتایا کہ پاکیشیائی حکومت اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ عمران نے وادی بلاس پر جدید ترین مشینری کے ذریعے چیکنگ کرائی ہے۔ اس وادی میں اس دھات کا ذرہ بھی موجود نہیں ہے۔ چیف اس پر بے حد پریشان تھے کیونکہ ڈاکٹر وکٹر ہلاک ہو چکا ہے اور فائل کے مطابق یہی علاقہ بنتا تھا لیکن وہاں دھات کا ذرہ تک موجود نہیں ہے اس لئے آگے بڑھنے کا کوئی سکوپ ہی نظر نہیں آ رہا تھا'' ...... ڈینی نے کہا۔

''اوہ۔ اسی لئے چیف نے ہمیں پاکیشیا جانے سے روک دیا تھا'' ...... مارٹی نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اب اس دوسری فائل کے سامنے آنے سے پتہ چل رہا ہے کہ ڈاکٹر وکٹر ذہنی طور پر انتہائی شاطر آدمی تھا۔ اس نے پہلے حکومت کو جو رپورٹ دی وہاں معمولی مقدار میں دھات تھی اور وہ بھی انتہائی ناخالص۔ دوسرا مقام وادی بلاس سامنے آیا لیکن وہاں ایک ذرہ دھات کا بھی نہیں ہے۔ اب یہ فائل سامنے آئی ہے۔ یقیناً اس میں اصل مقام لکھا گیا ہو گا''...... ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس عمران کو کیسے اس وادی بلاس کا پتہ چلا جبکہ فائل تو چیف کے پاس تھی''...... مارٹی نے کہا۔

''وہ یہاں آیا تھا۔ ہمارے آدمی اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ پھر وہ یہاں ایک کلب کے مالک سے مل کر واپس چلا گیا اور وہاں جا کر اس نے وادی بلاس کی چیکنگ کرائی۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی نہ کوئی لیکیج چیف کے آفس سے ہوئی ہے''...... ڈینی نے کہا۔

''یہ تو خطرناک ہے۔ اس کی چیکنگ ہونی چاہئے''...... مارٹی نے کہا۔

''میں نے چیف سے کہا تھا لیکن چیف نے میری بات ٹال دی۔ شاید وہ اپنے آفس کے آدمیوں پر اندھا اعتماد کرتا ہے یا شاید اس نے یہ سوچ کر معاملے کو ٹال دیا کہ اس لیکیج سے یہ فائدہ ہوا کہ یہاں بیٹھے ایک ڈالر خرچ کئے بغیر وادی بلاس کی اصل صورت حال سامنے آ گئی ورنہ وہاں خاصے خطیر اخراجات کے بعد یہ

رپورٹ آتی تو زیادہ پریشانی ہوتی''...... ڈینی نے کہا تو مارٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈینی نے ہاتھ بڑھا کر نہ صرف رسیور اٹھایا بلکہ لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ ڈینی بول رہا ہوں''...... ڈینی نے کہا۔

''راسٹر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے راسٹر کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا ہوا فائل کا''...... ڈینی نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ مارٹن سے بات ہو گئی ہے۔ وہ دس ہزار ڈالر میں یہ فائل دینے پر آمادہ ہو گیا ہے''...... راسٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن فائل کے لئے تو جارس جانا پڑے گا''۔ ڈینی نے کہا۔

''نہیں باس۔ فائل یہاں موجود ہے۔ ڈاکٹر وکٹر کی موت کی خبر سن کر اس کا بھائی مارٹن وہ فائل ساتھ لے آیا تھا تاکہ اسے یہاں کلینک کے سیف میں رکھ دے۔ اس کے نقطہ نظر سے اس طرح وہ ڈاکٹر وکٹر کی امانت کو اسے واپس دے سکتا ہے''...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر وہ فائل لے کر تم فوراً ہمارے پاس پہنچو''...... ڈینی نے کہا۔

’’یس باس۔ آپ کی اجازت کی ضرورت تھی‘‘...... راسٹر نے کہا۔

’’احتیاط اور حفاظت سے یہ فائل یہاں لے آؤ۔ ہم شدت سے منتظر ہیں‘‘...... ڈینی نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈینی نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’یس‘‘...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف مارتھر کی آواز سنائی دی۔

’’ڈینی بول رہا ہوں چیف‘‘...... ڈینی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’یس۔ کوئی خاص بات‘‘...... مارتھر نے کہا۔

’’چیف۔ ڈاکٹر وکٹر کی ایک اور فائل سامنے آئی ہے اور اس فائل پر پاکیشیا کا لفظ لکھا ہوا ہے‘‘...... ڈینی نے کہا۔

’’کیا کہہ رہے ہو۔ کیسی فائل اور کہاں سے ملی ہے‘‘...... مارتھر کے لہجے میں بے حد حیرت کا تاثر موجود تھا اور ڈینی نے راسٹر کی کال آنے سے لے کر آخری گفتگو تک ساری تفصیل بتا دی۔

’’اوہ۔ یہ ڈاکٹر وکٹر کیسا آدمی تھا۔ کتنی فائلیں اس نے بنا رکھی ہوں گی‘‘...... مارتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’چیف۔ میرا خیال ہے کہ یہ اصل فائل ہو گی اس لئے ڈاکٹر وکٹر نے اسے اپنے بھائی کے پاس رکھوایا تھا جو جارسی میں رہتا

ہے۔ اسے شاید خطرہ تھا کہ اس سے فائل جبراً نہ حاصل کر لی جائے‘‘۔ ڈینی نے کہا۔

’’ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بہرحال جیسے ہی فائل تمہارے پاس پہنچے تم اسے لے کر ہیڈ کوارٹر آ جاؤ۔ میں خود اسے چیک کروں گا‘‘...... مارتھر نے کہا۔

’’یس چیف‘‘...... ڈینی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً مزید ایک گھنٹے بعد راسٹر ان کے پاس پہنچ گیا۔

’’فائل لے آئے ہو‘‘...... ڈینی نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... راسٹر نے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود تہہ شدہ فائل نکال کر ڈینی کے سامنے رکھ دی۔

’’بیٹھو‘‘...... ڈینی نے فائل اٹھاتے ہوئے کہا تو راسٹر خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ فائل پر واقعی پاکیشیا کا لفظ نمایاں طور پر لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ڈینی نے فائل کھولی۔ اس میں صرف ایک صفحہ تھا جس پر کمپیوٹر تحریر تھی۔ ڈینی نے اس تحریر کو پڑھنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

’’یہ کیا چکر ہے۔ نجانے کس کوڈ میں تحریر ہے‘‘...... ڈینی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’دکھاؤ مجھے‘‘...... مارٹی نے کہا تو ڈینی نے فائل اس کی طرف بڑھا دی۔ مارٹی کی نظریں فائل میں موجود صفحے پر جم گئی تھیں لیکن

تھوڑی دیر بعد اس نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر کے واپس میز پر رکھ دی۔

"یہ تو واقعی پڑھی نہیں جا رہی۔ نجانے کس زبان میں ہے"۔ مارٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی کوشش کی ہے باس۔ لیکن ناکام رہا ہوں"۔ راسٹر نے کہا۔

"کہیں ہمارے ساتھ گیم تو نہیں کھیلی گئی"...... ڈینی نے کہا۔

"گیم اس لئے نہیں کھیلی گئی باس کہ مارٹن کو تو خیال بھی نہ تھا کہ یہ فائل فروخت بھی ہو سکتی ہے۔ ویسے اس نے بتایا کہ اس نے خود بھی اسے پڑھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بھی اسے نہ سمجھ سکا تھا"...... راسٹر نے کہا۔

"لفظ پاکیشیا باہر نہ لکھا ہوا ہوتا تو اس فائل کی کوئی اہمیت ہی نہ نظر آتی۔ بہرحال اب چیف کے پاس چلنا چاہئے۔ وہ یقیناً اسے پڑھنے کا کوئی انتظام کر لیں گے"...... مارٹی نے کہا۔

"اوکے راسٹر۔ اب تم جا سکتے ہو"...... ڈینی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے گردن موڑ کر راسٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے باس"...... راسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ راسٹر کے جانے کے بعد ڈینی اور مارٹی دونوں ہیڈکوارٹر روانہ ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ چیف کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔

"لے آئے ہو فائل"...... چیف مارتھر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ لیکن یہ نجانے کس زبان میں لکھی گئی ہے کہ میں نے بھی اسے پڑھنے کی کوشش کی اور مارٹی نے بھی لیکن یہ ہم سے پڑھی ہی نہیں گئی"...... ڈینی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ فائل نکال کر چیف کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ پہلی فائل تو عام زبان میں تھی۔ کیا یہ کوئی کوڈ میں لکھی گئی ہے"...... مارتھر نے فائل اٹھا کر اسے کھولتے ہوئے کہا۔

"لگتا تو ایسے ہی ہے چیف"...... ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ مارتھر کی نظریں فائل میں موجود صفحہ پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ کوئی کوڈ ہے"...... آخرکار مارتھر نے ایک طویل سانس لے کر فائل کو میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ یہ کوڈ ڈاکٹر وکٹر کا اپنا ایجاد کردہ ہے ورنہ کمپیوٹر کوڈ تو آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے"...... ڈینی نے کہا۔

"اب اسے کس سے ڈی کوڈ کرایا جائے"...... مارتھر نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"چیف۔ تھارسن سے بڑھ کر کوڈ کو سمجھنے والا اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ وہ یقیناً اسے حل کر لے گا"...... خاموش بیٹھی ہوئی مارٹی نے

کہا تو مارتھر کے ساتھ ساتھ ڈینی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کوڈ ماسٹر تھارسن کو تلاش کرو اور جہاں بھی ہو میری اس سے بات کراؤ''...... مارتھر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارتھر نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر فائل کھول کر کاغذ پر اس طرح نظریں جما دیں جیسے کوڈ کو سمجھنے کے بعد ہی وہ نظریں ہٹائے گا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو مارتھر نے چونک کر پہلے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... مارتھر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تھارسن لائن پر ہے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... مارتھر نے کہا۔

''ہیلو۔ میں تھارسن بول رہا ہوں۔سر''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

''تھارسن۔ تم ہر طرح کے کوڈ کو ڈی کوڈ کرنے کے ماہر ہو۔ میرے سامنے ایک فائل موجود ہے جس پر تحریر کسی مخصوص کوڈ میں ہے اور تم نے اسے ڈی کوڈ کرنا ہے۔ فائل تمہارے پاس بھجوائی جائے یا تم خود یہاں میرے پاس آؤ گے''...... مارتھر نے کہا۔

''جناب اگر مہربانی ہو سکے تو فائل میرے پاس بھجوا دیں۔ کوڈ کو چیک کرنے کے لئے بعض اوقات مجھے کوئی کتاب یا حوالہ دیکھنا پڑتا ہے''...... تھارسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خود تمہارے پاس آ رہا ہوں''...... مارتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آؤ تم بھی آؤ۔ یہ فائل تمہاری وجہ سے ہی سامنے آئی ہے ورنہ میں تو ہمت ہار بیٹھا تھا''...... مارتھر نے اٹھتے ہوئے ڈینی اور مارٹی سے کہا۔

''تھینک یو سر''...... دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں تھارسن کے پاس موجود تھے۔ تھارسن ادھیڑ عمر آدمی تھا۔

''دکھایئے فائل''...... تھارسن نے کہا تو مارتھر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ فائل نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ تھارسن نے میز پر رکھی ہوئی اپنی نظر کی عینک اٹھا کر آنکھوں پر لگائی اور فائل کھول کر دیکھنے لگا۔ کچھ دیر تک وہ کاغذ کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے فائل کو واپس میز پر رکھ دیا۔

''یہ فائل کس نے تیار کی ہے سر''...... تھارسن نے مارتھر سے پوچھا۔

''مائینڈ سائیکالوجی کے ماہر ڈاکٹر وکٹر نے''...... مارتھر نے کہا تو تھارسن چونک پڑا۔

''مائینڈ سائیکالوجی کا ماہر ڈاکٹر۔ لیکن فائل پر پاکیشیا کا لفظ لکھا

ہوا ہے۔ یہ کیوں لکھا گیا ہے۔ اس کا کیا پس منظر ہے''...... تھارسن نے کہا تو مارتھر نے اسے دھات کے بارے میں بتا دیا۔

''اوہ۔ اب یہ کوڈ حل ہو جائے گا اور ڈاکٹر وکٹر نے اس کی چابی بھی فائل میں ہی رکھ دی ہے''...... تھارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... مارتھر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کوڈ کی کا لفظ پاکیشیا میں ہے۔ میں اسے ابھی ڈی کوڈ کر دیتا ہوں''...... تھارسن نے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے دو سفید کاغذ نکالے اور سامنے رکھ کر اس نے فائل دیکھ دیکھ کر کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ کئی بار وہ الفاظ کاٹتا اور دوبارہ لکھتا۔ تھوڑی دیر بعد صفحہ مکمل ہو گیا تو تھارسن نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔

''یہ ڈی کوڈ ہو گیا ہے سر''...... تھارسن نے اپنا لکھا ہوا کاغذ اٹھا کر مارتھر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے''...... مارتھر نے کاغذ لیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میرے علم کے مطابق فائل میں موجود کاغذ پر جو کچھ کوڈ میں لکھا گیا ہے وہی میں نے اس کاغذ پر ڈی کوڈ کر دیا گیا ہے''۔ تھارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مارتھر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا

کاغذ پڑھنا شروع کر دیا اور جب اس نے کاغذ پر موجود تحریر پڑھ لی تو اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''او کے۔ تھینک یو تھارسن۔ تمہاری خدمات کی قدر کی جائے گی''...... مارتھر نے اٹھتے ہوئے کہا تو تھارسن کے ساتھ ساتھ ڈینی اور مارٹی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''تھینک یو سر''...... تھارسن نے کہا تو مارتھر نے ڈی کوڈ شدہ کاغذ فائل میں رکھ کر فائل کو تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا اور پھر وہ تینوں تھارسن کو وہیں چھوڑ کر باہر آئے اور کار میں بیٹھ کر ایک بار پھر ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گئے۔

''سر۔ کوئی مسئلہ حل ہوا''...... ڈینی نے جو کار ڈرائیو کر رہا تھا، سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے مارتھر سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ مارٹی عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

''میرے خیال میں اس فائل میں ڈاکٹر وکٹر نے درست سپاٹ درج کیا ہے اور اسی لئے اسے کوڈ میں لکھا گیا ہے۔ بہرحال آفس جا کر پاکیشیا کا تفصیلی نقشہ سامنے رکھ کر چیک ہو گا کہ کون سا سپاٹ ہے''...... مارتھر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈینی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں مارتھر کے آفس میں پہنچ گئے۔ مارتھر نے فائل نکال کر میز پر رکھی اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں موجود نقشہ نکال کر اس نے اس نقشے کو میز پر رکھا اور پھر میز پر موجود ایک خالی کاغذ اٹھا کر اس نے نقشہ اور فائل میں

موجود ڈی کوڈ کاغذ کو دیکھ دیکھ کر کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے اس کاغذ کو دیکھ کر نقشے پر نشان لگائے اور آخر میں اس نے ایک دوسرے کے ساتھ کراس کرنا شروع کر دیا۔

''اوہ۔ تو یہ دھات کارسا وادی میں ہے''...... مارتھر نے غور سے نقشے کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر نقشے پر ایک جگہ گول دائرہ ڈال دیا۔

''کارسا وادی۔ یہ کہاں ہے''...... ڈینی نے چونک کر کہا۔

''اسی ہفت کوہ پہاڑی سلسلے میں''...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن چیف۔ ڈاکٹر وکٹر نے تو اس ماہر معدنیات کے لاشعور سے وادی کا نام اور اس کا محل وقوع معلوم کیا ہو گا۔ یہ جو آپ نے نقشے پر نشانات لگائے ہیں اور پھر وادی تک پہنچ سکے ہیں اس کا تو پاکیشیائی ماہر معدنیات سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا اور ڈاکٹر وکٹر تو مائینڈ سائیکالوجی کا ماہر تھا۔ یہ جو کچھ کاغذ پر لکھا ہوا ہے اور نقشے پر نشانات ہیں یہ ڈاکٹر وکٹر از خود کیسے تیار کر سکتا ہے''...... مارٹی نے کہا تو ڈینی بھی چونک پڑا لیکن مارتھر کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

''تمہارے ذہن میں اچھا سوال پیدا ہوا ہے مارٹی لیکن ڈاکٹر وکٹر نے اپنی عملی زندگی کا آغاز جیالوجیکل سرویئر کے طور پر کیا تھا اور کافی عرصہ تک وہ اس فیلڈ میں رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے مائینڈ سائیکالوجی کا علم باقاعدہ حاصل کیا اور اپنی ذہانت کی وجہ سے

وہ اس فیلڈ میں ماہر بن گیا تو اس نے سروس چھوڑ دی اور اپنا آفس بنا لیا اور اب طویل عرصے سے وہ اس فیلڈ میں کام کر رہا تھا۔ ڈاکٹر وکٹر نے وادی کارسا کا نام بھی اسی پاکیشیائی ماہر معدنیات کے ذہن سے حاصل کیا لیکن چونکہ اس کی نیت شروع سے ہی خراب تھی اور وہ اس سے بھاری رقم کمانا چاہتا تھا اس لئے اس نے اس وادی کو اس انداز میں درج کر کے اپنے بھائی کے پاس فائل رکھ دی اور وادی بلاس کا نام لکھ کر اس نے وہ فائل اپنے آفس کے سیف میں رکھ دی۔ اس نے یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ اس کی مرضی کے بغیر کوئی اصل سپاٹ تک نہ پہنچ سکے اور ہم واقعی ڈاج کھا گئے تھے۔ اگر تمہارا آدمی راسٹر اس مارٹن سے نہ ملتا اور یہ فائل سامنے نہ آتی تو معاملات ہمارے نزدیک تو بالکل ختم ہو چکے تھے''...... مارتھر نے تفصیل سے مارٹی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ اب کیا پلاننگ ہو گی آپ کی''...... ڈینی نے پوچھا۔

''پہلے تو پاکیشیا میں اس وادی کارسا کی سچویشن چیک کرنا پڑے گی۔ پھر ہی مزید پلاننگ کی جا سکتی ہے''...... مارتھر نے کہا۔

''چیف۔ یہ تمام دھات ایک ہی بار تو نہیں نکالی جا سکتی۔ اس کے لئے مشینری چاہئے۔ افرادی قوت چاہئے۔ وہاں آفسز اور رہائش گاہیں چاہئیں۔ پھر اس دھات کو محفوظ کر کے پاکیشیا سے ایکریمیا لے آنے کے لئے ٹرانسپورٹ چاہئے جبکہ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایجنٹ عمران بھی اس میں

دلچسپی لے رہا ہے تو پھر یہ سب کیسے ہوگا''...... مارٹی نے کہا۔

''میرے ذہن میں ایک پلاننگ ہے چیف''...... ڈینی نے کہا۔

''کیا''...... چیف نے پوچھا۔

''چیف۔ اس موجودہ وادی کارسا کے بارے میں تو اس عمران کو علم نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ اسے وادی بلاس کا علم ہے اور وادی بلاس میں وہ چیکنگ کر چکا ہے کہ وہاں کوئی دھات موجود نہیں ہے تو ہم ایکریمین حکومت کی طرف سے پاکیشیائی حکومت سے باقاعدہ سودے بازی کر کے بھاری قیمت پر یہ وادی بلاس لیز پر لے لیں تو وہ یقیناً فوری معاہدہ کر لیں گے کیونکہ ان کے مطابق تو اس وادی میں کچھ موجود نہیں ہے۔ چونکہ یہ وادی کارسا اس ہفت کوہ پہاڑی سلسلے میں ہے اس لئے ہم اپنا تمام سیٹ اپ وادی بلاس میں قائم کر کے وادی کارسا سے دھات نکال لیں گے چاہے اس کے لئے پہلے کی طرح ہمیں کوئی سرنگ کیوں نہ بنانی پڑے۔ بہرحال ہمیں پیر جمانے کے لئے جگہ اور جواز مل جائے گا''۔ ڈینی نے کہا۔

''لیکن جب ہم دھات نکال لیں گے تو وہ چونک پڑیں گے کیونکہ انہوں نے وادی بلاس کو چیک کر لیا ہے اس لئے وہ چیکنگ کریں گے اور اصل سپاٹ تک پہنچ جائیں گے''...... مارٹی نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ہم کیوں نہ وادی کارسا براہ راست لیز پر لے لیں''۔

مارتھر نے کہا۔

''وادی کارسا کا نام لیا گیا تو وہ پہلے اسے چیک کریں گے پھر لیز پر دیں گے اور وہاں سے دھات مل گئی تو وہ اسے کسی صورت بھی لیز نہیں دیں گے''...... مارٹی نے کہا تو مارتھر اور ڈینی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''میرا خیال ہے چیف کہ ہم کچھ عرصہ خاموش رہیں۔ وادی بلاس میں کچھ موجود نہیں ہے اور اس سپاٹ کا انہیں علم نہیں ہے اس لئے وہ اس معاملے کو بہرحال ختم کر دیں گے۔ پھر ہم خاموشی سے وہاں کسی بھی سرکاری فیکٹری میں اپنے آدمی بھیج کر وہاں سے دھات نکال کر ایکریمیا بھجواتے رہیں گے۔ اس طرح کسی کے علم میں لائے بغیر یہ قیمتی اور نایاب دھات ایکریمیا منتقل ہو جائے گی''...... ڈینی نے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ اچھی تجویز ہے لیکن ہم کب تک خاموش رہیں گے''...... مارتھر نے کہا۔

''میرا خیال ہے چیف کہ آپ نیلسن کو کہیں کہ وہ اس وادی کارسا کا چکر لگائے اور زمینی حقائق کے بارے میں بتائے۔ اگر وہاں سے قریب کوئی فیکٹری ہے تو یہ کام فوراً اور آسانی سے ہو سکتا ہے''...... مارٹی نے کہا تو مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پاکیشیا میں نیلسن سے بات کراؤ"...... مارتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھر نے رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس"...... مارتھر نے کہا۔

"نیلسن لائن پر ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس"...... مارتھر نے کہا۔

"ہیلو۔ میں نیلسن بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے نیلسن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"نیلسن۔ کیا تم نے پاکیشیا کے ہفت کوہ کا ذاتی دورہ کیا ہے"۔ مارتھر نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں دو بار وہاں کا دورہ کر چکا ہوں"...... نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں ایک وادی کارسا ہے۔ کیا تم نے اسے دیکھا ہے"۔ مارتھر نے کہا۔

"جی ہاں۔ ایک چھوٹی سی وادی ہے"...... نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ وادی اس سپاٹ سے دور ہے یا نزدیک ہے جہاں دھات نکالنے اور صاف کرنے والی فیکٹریاں موجود ہیں"...... مارتھر نے پوچھا۔

"سر۔ فیکٹریوں کے دائیں ہاتھ پر تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر

وادی راشور ہے جبکہ فیکٹریوں کے بائیں ہاتھ پر تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر وادی کارسا ہے"...... نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ فیکٹری جہاں سے ہم نے راشور تک سرنگ لگائی تھی کیا ابھی تک ہمارے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے یا نہیں"...... مارتھر نے پوچھا۔

"انجینئر سمتھ تو وہاں موجود ہے۔ باقی لوگ تو آتے جاتے رہتے ہیں"...... نیلسن نے جواب دیا۔

"اوکے"...... مارتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ایسا ہے کہ تم دونوں وہاں جاؤ اور نیلسن سے مل کر اس انجینئر سمتھ سے ملو اور اس بار وہاں سے سرنگ وادی کارسا تک لے جاؤ اور وہاں سے دھات کو نکال کر ایکریمیا بھجوانے کا بندوبست کرو۔ میں اتنی بڑی ذمہ داری صرف نیلسن پر نہیں ڈالنا چاہتا۔ البتہ سیٹ اپ وہی پرانا رہے گا کیونکہ کسی کو اس سرنگ کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ اس بار بھی نہیں ہونا چاہئے"...... مارتھر نے کہا۔

"یس چیف"...... ڈینی اور مارٹی دونوں نے کہا تو مارتھر نے فائلیں بند کرنا شروع کر دیں تو ڈینی اور مارٹی دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے سلام کیا اور مڑ کر باہر آ گئے۔

"ہمیں وہاں اس عمران کی نگرانی بھی کرانا پڑے گی"...... کار میں واپس اپنے سیکشن ہیڈکوارٹر جاتے ہوئے ڈینی نے کہا۔

''یہ تو آ بیل مجھے مار والی بات ہو جائے گی۔ وہ انتہائی منجھا ہوا ایجنٹ ہے اور اسے نگرانی کا علم ہو جائے گا اور وہ اس نگرانی کے ذریعے ہم تک اور پھر ساری بات تک پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد حکومت نے وادی کارسا پر قبضہ کر لینا ہے اور ایکریمیا ہاتھ ملتا رہ جائے گا''...... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہمیں خاموشی سے سارا کام کرنا ہے''۔ ڈینی نے کہا۔

''ہاں۔ خاموشی سے۔ بالکل خاموشی سے اور یہ بھی سن لو کہ پہلی بار جب ہم پاکیشیا گئے تھے تو ہم اصل چہروں میں تھے لیکن اب ہمیں میک اپ میں جانا ہو گا اور کاغذات بھی محکمہ معدنیات کی طرف سے ہوں گے کیونکہ ہم نے انجینئر سمتھ والی فیکٹری میں آنا جانا ہے''...... مارٹی نے کہا۔

''ہم سیاح بن کر جائیں تو زیادہ محفوظ رہیں گے کیونکہ معدنیات کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں ہے اس لئے ہم ٹریس کئے جا سکتے ہیں''...... ڈینی نے کہا۔

''لیکن سیاحوں کو ان دھات نکالنے والی فیکٹریوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ ہاں۔ البتہ وہاں آثار قدیمہ کا کوئی سپاٹ ہوتا تو یہ دوسری بات ہے۔ جہاں تک معدنیات کا تعلق ہے تو ہم انجینئر سمتھ سے بنیادی معلومات حاصل کر سکتے ہیں''...... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا''...... ڈینی نے اس کی رائے کی توثیق کرتے ہوئے کہا۔

''ایک بات اور بھی ہمیں سامنے رکھنی ہے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ڈینی نے کہا۔

''کون سی بات''...... مارٹی نے چونک کر پوچھا۔

''پہلے ہمیں اس وادی کارسا کو چیک کرنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سپاٹ بھی وادی بلاس کی طرح غلط ہو''...... ڈینی نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اس ڈاکٹر وکٹر نے اتنے چکر دیئے ہیں کہ اب اس پر اعتماد نہیں رہا''...... مارٹی نے جواب دیا تو ڈینی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر نے کار ریگن کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں موجود کاروں کی تعداد خاصی تھی۔ اس کے باوجود ابھی پارکنگ میں بہت سی جگہ خالی موجود تھی۔ ریگن کلب گزشتہ دو سالوں سے کھولا گیا تھا۔ خاصا بڑا کلب تھا اور اس کلب میں انڈر ورلڈ کے آدمیوں کے ساتھ ساتھ کاروباری اور فیشن پرست طبقہ بھی خاصی تعداد میں یہاں آتا رہتا تھا۔ مجموعی طور پر اس کلب کو شرفاء کا کلب سمجھا جاتا تھا۔ کلب کا مالک اور جنرل مینجر ریگن دو سال قبل کارمن سے پاکیشیا آیا تھا اور پھر اس نے یہاں کلب کھول لیا۔

ٹائیگر سے اس ریگن کے خاصے گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ ٹائیگر کو بھی اس کلب کا ماحول خاصا پسند تھا اس لئے وہ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اترا اور پارکنگ

بوائے سے اس نے کارڈ لے کر جیب میں ڈالا اور پھر مین گیٹ طرف جانے کے لئے وہ مڑا ہی تھا کہ ایک نوجوان جس کی شیو بڑھی ہوئی تھی اس نے پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی، ہاتھ میں ایک لفافہ اٹھائے ہوئے تھا اس کی طرف بڑھا۔

''سر۔ کیا میں آپ کے دو منٹ لے سکتا ہوں''...... اس نوجوان نے ٹائیگر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر رک کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

''جی ضرور۔ فرمائیں''...... ٹائیگر نے خوش دلی سے کہا۔

''سر۔ میرا نام آصف ہے۔ میں نے میٹرک کے بعد معدنیات کا ڈپلومہ لیا ہوا ہے اور ہفت کوہ میں معدنیات نکالنے اور اسے صاف کرنے کی ایک ایکریمین فیکٹری میں اسسٹنٹ کے طور پر ملازم تھا لیکن یہ فیکٹری اچانک بند کر دی گئی اور تمام ملازمین کو ایک ماہ کی ایڈوانس تنخواہ دے کر فارغ کر دیا گیا۔ مجھے بھی فارغ کر دیا گیا۔ وہاں چار اور فیکٹریاں ہیں اس قسم کی۔ میں نے وہاں اپلائی کیا لیکن وہاں بھی مجھے ملازمت نہ مل سکی''...... نوجوان آصف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... ٹائیگر نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں نے ہوٹلنگ میں بھی ڈپلومہ کیا ہوا ہے۔ یہاں کلب میں کاؤنٹر بوائے کی سیٹ خالی ہے۔ میں نے مینجر صاحب سے

بات کی تو انہوں نے کہا کہ یہ استحقاق جنرل مینجر کو ہے کہ وہ کسے سیٹ دیتے ہیں اور کسے نہیں۔ میں نے جنرل مینجر صاحب سے ملاقات کی لیکن انہوں نے اس بناء پر میری درخواست مسترد کر دی کہ مجھے ہوٹلنگ کا تجربہ نہیں ہے۔ آپ کی کار جب کمپاؤنڈ سے مڑ کر پارکنگ میں آ رہی تھی تو مینجر یہاں موجود تھا۔ میں نے اس سے ایک بار پھر درخواست کی تو اس نے اپنی معذوری کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کے جنرل مینجر صاحب سے گہرے تعلقات ہیں۔ آپ چاہیں تو مجھے روزگار مل سکتا ہے اس طرح میں اپنے دو چھوٹے بھائیوں کو بھی پڑھا سکوں گا اور اپنی والدہ اور دو بہنوں کی کفالت بھی کر سکوں گا کیونکہ میرے والد طویل عرصہ پہلے وفات پا چکے ہیں اور میری جاب ہی اس گھر کو چلا رہی تھی۔ اب میں بے روزگار ہوں اور میرے گھر میں فاقوں کی نوبت آ گئی ہے۔ اگر آپ میری مدد کریں تو مہربانی ہو گی''۔ نوجوان آصف نے بڑے دردمندانہ لہجے میں کہا۔

''اپنے سرٹیفکیٹ مجھے دکھاؤ۔ ویسے مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ تم نے معدنیات کا ڈپلومہ لیا اور پھر ہوٹلنگ کا جبکہ یہ دونوں متضاد فیلڈ ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سر۔ ہوٹلنگ میرا شوق تھا۔ معدنیات کا ڈپلومہ جب میں نے یا تھا تو تب ہفت کوہ میں کئی فیکٹریاں لگ رہی تھیں اس لئے مجھے س ڈپلومے سے وہاں یقینی طور پر جاب مل سکتی تھی اور ہوا بھی ایسے

ہی لیکن پھر اچانک ایک بار پہلے بھی فیکٹری بند کر دی گئی تھی لیکن پھر اسے دوبارہ چالو کر دیا گیا لیکن اب پھر فیکٹری بند کر دی گئی اور تمام ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہیں دے کر فارغ کر دیا گیا۔ یہاں ایک سپروائزر میرا ہمسایہ ہے۔ اس نے مجھے یہاں سیٹ کے بارے میں بتایا تھا''...... آصف نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے لفافے میں سے کاغذات نکال کر ٹائیگر کو دیتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے کاغذات چیک لئے اور پھر اسے واپس آصف کو دیتے ہوئے اسے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا تو آصف کا ستا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔ ٹائیگر اسے ساتھ لئے کلب میں داخل ہوا اور سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

''یس سر''...... کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے ٹائیگر کو دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ ٹائیگر یہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے سب اسے اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے۔

''ریگن اپنے آفس میں ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''یس سر۔ چیف اپنے آفس میں ہیں''...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''اسے اطلاع دے دو کہ میں ایک نوجوان کے ساتھ اس سے ملنے آ رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر آصف کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ کونے میں موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں ریگن کے شاندار انداز میں سجائے گئے

آفس میں داخل ہو رہے تھے۔

''آؤ ٹائیگر۔ ویل کم''...... بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھے ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

''تھینک یو۔ یہ آصف ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر آصف کو سامنے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے ٹائیگر بھی سائیڈ صوفے پر بیٹھ گیا۔ ریگن بھی دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

''تم نے تو ایپل جوس ہی پینا ہو گا۔ یہ نوجوان کیا پیئے گا''۔ ریگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پینا پلانا بعد میں ہو گا یہ بتاؤ کہ تمہارے کلب میں کاؤنٹر بوائے کی کوئی سیٹ خالی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو ریگن کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔

''اوہ۔ میں کافی دیر سے الجھن میں تھا کہ میں نے اس نوجوان کو پہلے کہاں دیکھا ہے۔ لیکن اب مجھے یاد آ رہا ہے۔ اب تمہاری بات سے مجھے یاد آ گیا ہے کہ یہ نوجوان اس سیٹ کے لئے میرے پاس آیا تھا لیکن اس کے پاس سرے سے کوئی تجربہ نہیں ہے اس لئے میں نے انکار کر دیا تھا''...... ریگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مطلب ہے کہ سیٹ خالی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں خالی ہے۔ میری مصروفیات خاصی رہی ہیں اس لئے اس

معاملے پر کام نہیں ہو سکا''...... ریگن نے کہا۔

''جہاں تک تجربے کا سوال ہے تو سڑک پر کھڑے ہو کر تو ان معاملات کا تجربہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی اسے نوکری دے گا تو تجربہ بھی حاصل ہو گا۔ یہ لڑکا ضرورت مند بھی ہے اور اچھے مزاج کا بھی ہے۔ تم اسے عارضی طور پر سیٹ دے دو۔ اگر یہ چھ ماہ میں کام سیکھ گیا اور تمہاری تسلی ہو جائے تو اسے کنفرم کر دینا ورنہ نہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ تمہیں شکایت کا موقع نہیں دے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مناسب بات ہے''...... ریگن نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

''میرے آفس آ جاؤ''...... ریگن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... ریگن نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سر۔ میرا نام آصف ہے''...... نوجوان نے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ بیٹھ جاؤ''...... ریگن نے کہا تو آصف بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور مینجر اندر داخل ہوا۔

''یہ لڑکا آصف ہے۔ اسے میں نے عارضی طور پر چھ ماہ کے لئے کاؤنٹر بوائے کی سیٹ دی ہے۔ چھ ماہ بعد اس کی کارکردگی دیکھ کر اس کا حتمی فیصلہ کر لیا جائے گا۔ اسے ساتھ لے جاؤ اور اس

کا تقرر نامہ بھی تیار کر کے اسے دو اور ساتھ ہی اس کا کام بھی اسے سمجھا دو۔ یہ کل سے ڈیوٹی پر آ جائے گا“...... ریگن نے منیجر سے کہا۔

”یس سر۔ آؤ آصف“...... منیجر نے کہا تو آصف اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ریگن اور ٹائیگر کا شکریہ ادا کیا اور منیجر کے پیچھے جانے کے لئے مڑنے لگا۔

”تقرر نامہ لے کر تم ہال میں میرا انتظار کرنا۔ مجھے تم سے چند باتیں کرنی ہیں“...... ٹائیگر نے آصف سے کہا۔

”یس سر“...... آصف نے جواب دیا اور پھر آفس سے باہر چلا گیا۔

”کیا یہ تمہارے کسی دوست کا بیٹا ہے“...... ریگن نے پوچھا۔

”نہیں۔ میری تو اس سے ملاقات بھی ابھی ہوئی ہے لیکن یہ لڑکا مجھے درست لگا اس لئے میں اسے تمہارے پاس لے آیا تھا“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”تم کہہ رہے ہو کہ اس سے باتیں کرنی ہیں۔ اس لئے پوچھ رہا تھا“...... ریگن نے کہا۔

”یہ ہفت کوہ میں کسی معدنیات نکالنے اور صاف کرنے والی فیکٹری میں کام کرتا رہا ہے۔ مجھے اس فیکٹری کے بارے میں چند معلومات حاصل کرنی ہیں اس لئے میں نے اسے روکا ہے“۔ ٹائیگر نے کہا تو ریگن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد منیجر ایک

فائل اٹھائے واپس آیا اور اس نے فائل کھول کر ریگن کے سامنے رکھی تو ریگن نے سرسری طور پر کاغذ کو پڑھا اور پھر قلمدان سے قلم اٹھایا اور اس نے دستخط کرنے کے بعد فائل واپس کر دی۔ منیجر فائل اٹھا کر آفس سے باہر چلا گیا۔ ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ آصف کے تقرر نامے پر دستخط کرائے گئے ہیں۔

”اچھا۔ اب مجھے اجازت دو۔ میری سفارش ماننے کا شکریہ“۔ ٹائیگر نے تھوڑی دیر بعد اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ابھی تو تم نے کچھ پیا بھی نہیں“...... ریگن نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں ابھی ہال میں آصف کے ساتھ بیٹھ کر کافی پیوں گا۔ چلو اس کا بل نہیں دوں گا“...... ٹائیگر نے کہا تو ریگن بے اختیار ہنس پڑا۔ ٹائیگر اس کے آفس سے نکلا اور ہال میں آیا تو وہاں ایک کونے میں کھڑا آصف اسے نظر آ گیا۔

”آؤ۔ ادھر خالی میز پر بیٹھتے ہیں“...... ٹائیگر نے اسے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو آصف سر ہلاتا ہوا اس میز کی طرف بڑھنے لگا جس کی طرف ٹائیگر جا رہا تھا۔

”پہلے تو نوکری کی مبارک باد قبول کرو“...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اللہ تعالیٰ کا شکر اور آپ کی مہربانی ہے جناب“...... آصف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ ٹائیگر نے ویٹر کو چائے لانے کا

کہہ دیا۔

"تم نے خوب دل لگا کر محنت کرنی ہے اور دوسری اہم بات جو میں تمہیں بتانا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہوٹل کی نوکری بے حد ٹف ہوتی ہے۔ یہاں نجانے کیا کیا ہوتا رہتا ہے اس لئے تم نے صرف اپنے کام سے کام رکھنا ہے۔ کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرنی اور نہ ہی یہاں کی بات کسی دوسرے کو بتانی ہے۔ بس اپنا کام فرض شناسی سے کئے جاؤ۔ اس کے علاوہ تمہیں کوئی مسئلہ ہو تو میں یہاں اکثر آتا جاتا رہتا ہوں تم مجھے بتاؤ گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ ہوٹلنگ میں ڈپلومہ لینے کے لئے پڑھنے کے دوران ہمیں اس بارے میں بھی بریف کیا جاتا رہا ہے"...... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ویٹر نے چائے کے برتن لگا دیئے تو آصف نے چائے بنانا شروع کر دی۔

"تم معدنیات کی کس فیکٹری میں کام کرتے رہے ہو"۔ ٹائیگر نے چائے کی پیالی اٹھا کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"سی ٹی فیکٹری میں"...... آصف نے جواب دیا۔

"وہاں کیا ہوتا تھا"...... ٹائیگر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"ملحقہ اراضی سے معدنیات نکالی جاتی تھیں اور انہیں فیکٹری میں صاف کیا جاتا تھا۔ مختلف دھاتیں نکلتی رہی ہیں لیکن زیادہ ز

کا پر نکلتی رہی ہے"...... آصف نے بھی چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"تم نے ایکریمین کہا تھا۔ اس کا کیا مطلب ہوا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہاں چار پانچ فیکٹریاں ہیں جن میں سے دو فیکٹریاں ایکریمین ٹھیکیداروں کی ہیں۔ وہاں لیبر اور چھوٹی پوسٹوں پر تو مقامی افراد ہی کام کرتے ہیں جبکہ تمام بڑی پوسٹوں پر ایکریمین کام کرتے ہیں۔ سنا ہے کہ ایکریمیا نے یہاں سے دھاتیں نکالنے اور انہیں صاف کرنے کا حکومت پاکیشیا سے باقاعدہ ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ بس اتنا معلوم ہوا ہے تفصیل کا علم نہیں ہے"...... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب اچانک فیکٹری کیوں بند کر دی گئی ہے۔ کیا ٹھیکہ ختم ہو گیا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ البتہ انہوں نے مقامی لیبر کو فارغ کر دیا ہے۔ ایک انجینئر سے بات ہوئی تھی۔ وہ میرا دوست بن گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ ایکریمیا سے فیکٹری کے بڑے ٹھیکیدار نے کسی وجہ سے چھ ماہ کے لئے فیکٹری بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ چھ ماہ بعد اسے دوبارہ چالو کر دیا جائے گا اس لئے چیف انجینئر نے چھ ماہ تنخواہ دینے کی بجائے ایک ماہ کی ایڈوانس تنخواہ دے کر ہمیں فارغ کر دیا۔ اس طرح انہیں پانچ ماہ کی تنخواہیں بچ گئیں۔ چھ ماہ بعد نئی لیبر بھرتی کی

جائے گی''...... آصف نے جواب دیا۔

''جو ایکریمین عملہ ہے کیا وہ واپس چلا گیا ہے یا وہ یہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں وہ یہاں رہے گا۔ انہیں تنخواہیں ملتی رہیں گی۔ وہ تو ان کے اپنے ہوئے''...... آصف نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ویٹر کو بلا کر اس نے بل ادا کیا اور پھر وہ دونوں باہر آ گئے۔ آصف نے ٹائیگر کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور اجازت لے کر چلا گیا تو ٹائیگر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی ہو رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ عمران نے وادی بلاس کی ماہرین کے ذریعے اچھی طرح چیکنگ کرا لی ہے۔ وہاں کوئی دھات نہیں ہے۔ راشور میں بھی معمولی مقدار میں دھات ملی ہے جو انتہائی ناقص تھی لیکن ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کا کہنا تھا کہ یہاں بہت بڑی مقدار میں اور خالص حالت میں دھات موجود ہے۔ اسے یاد تھا کہ اس نے جب ان فیکٹریوں کا دورہ کیا تھا تو وہاں سی ٹی فیکٹری بند تھی اور اب پھر بند کر دی گئی ہے۔ کیوں۔ یہ بات اس کے ذہن میں کھٹک رہی تھی لیکن کوئی واضح بات سامنے نہ آ رہی تھی۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً نصف گھنٹے کی تیز اور مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک سائیڈ

روڈ پر مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد آٹھ منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑا اور پھر ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف چلا گیا۔ یہ ہالی ڈے ہوٹل تھا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ ہالی ڈے ہوٹل کے جنرل مینجر ریمزے نے ایک بار اسے بتایا تھا کہ ہفت کوہ میں جتنی بھی ایکریمین اور دوسری فیکٹریاں ہیں ان سب کو شراب، ڈبوں میں بند کھانے اور دوسرا سامان سپلائی کیا جاتا تھا وہ ریمزے ہی سپلائی کرتا ہے۔ اس نے سوچا کہ ریمزے سے وہاں کے بارے میں تفصیلی اور تازہ ترین معلومات مل سکتی ہیں اس لئے وہ یہاں آ گیا تھا۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اترا اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ریمزے آفس میں موجود ہے۔ چنانچہ وہ اس کے آفس میں پہنچ گیا۔

''آؤ ٹائیگر۔ بڑے عرصے بعد چکر لگایا ہے''...... ریمزے نے اٹھ کر ٹائیگر کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارا ہوٹل سائیڈ پر ہے اس لئے یہاں خصوصی طور پر آنا پڑتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مطلب ہے کہ آج بھی تم خصوصی طور پر آئے ہو۔ کسی خصوصی کام کے لئے''...... ریمزے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر

دیئے۔

"تین جوس لے آؤ"...... ریمزے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم اب بھی ہفت کوہ میں موجود دھات صاف کرنے والی فیکٹریوں کو سپلائی کرتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میرا پانچ سال کا کنٹریکٹ ہے اور ابھی تو صرف تین سال ہوئے ہیں اور دو سال ابھی باقی رہتے ہیں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... ریمزے نے کہا۔

"مجھے کسی نے بتایا ہے کہ وہاں ایک فیکٹری ہے جسے سی ٹی فیکٹری کہا جاتا ہے، کے تمام مقامی ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ ایڈوانس دے کر ان کی سروس ختم کر دی گئی ہے جبکہ ایکریمین عملہ واپس نہیں گیا۔ یہ عجیب بات ہے کیونکہ اگر فیکٹری نقصان میں ہے اور اسے بند کرنا ہے تو تمام ملازمین کو فارغ کر دیا جاتا۔ صرف مقامی لیبر اور مقامی ملازموں کو کیوں نوکری سے فارغ کیا گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس صاف کرنے والی دھات کا سٹاک ختم ہو گیا ہو اور مزید آنے میں کچھ وقت لگنا ہو تو انہوں نے بوجھ ہٹانے کے لئے مقامی ملازمین کو فارغ کر دیا ہو اور ایکریمین ملازمین کو اس لئے فارغ نہ کیا گیا ہو کہ وہ واپس ایکریمیا چلے گئے تو ان کی واپسی مشکل ہو گی۔ البتہ مقامی لیبر اور مقامی ملازمین تو ہر وقت مل سکتے ہیں"...... ریمزے نے دلیل کے ساتھ جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"تمہاری بات میں وزن ہے لیکن جو لوگ فیکٹریاں چلاتے ہیں وہ سٹاک کے بارے میں بھی پہلے سے ہوشیار رہتے ہیں۔ نجانے اصل بات کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم اتنے ٹچی کیوں ہو رہے ہو۔ کیا تمہارا کوئی دوست وہاں سے فارغ ہو گیا ہے"...... ریمزے نے کہا۔

"میرا ذہن ایسا ہے کہ کوئی بات اس میں فیڈ ہو جائے تو تب تک ختم نہیں ہوتی جب تک اس کی اصل وجہ سامنے نہ آ جائے۔ میں ریگن کلب گیا تھا۔ وہاں ایک نوجوان مل گیا جو فیکٹری سے نکالے جانے پر بے روزگار ہو گیا تھا۔ گو میری سفارش پر ریگن نے اسے کلب میں ملازمت دے دی لیکن فیکٹری میں تو سینکڑوں لوگ ہوں گے۔ ایک کا مسئلہ تو حل ہو گیا لیکن باقی بے چارے تو اس مہنگائی کے دور میں بے روزگاری کا سامنا نجانے کیسے کریں گے"...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں غلط خبر ملی ہے۔ کوئی بھی فیکٹری اس طرح پوری لیبر اور ملازمین کو ایک ہی وقت میں نہیں نکالتی۔ البتہ ایسا اس وقت ہو سکتا ہے جب فیکٹری مکمل طور پر بند کرنی ہو اس لئے مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں آ رہا۔ بہرحال میں مورگن کو بلاتا ہوں۔ سالوں سے مورگن ہی وہاں سپلائی کر رہا ہے اور تمام معاملات بھی وہ خود ہی نمٹاتا رہتا ہے۔ اسے سب کچھ معلوم ہو

گا''...... ریمزے نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ریمزے نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''مورگن جہاں بھی ہو اسے میرے آفس بھیجو۔ فوراً''۔ ریمزے نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ دونوں ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے ریمزے اور ٹائیگر دونوں کو سلام کیا۔

''بیٹھو مورگن''...... ریمزے نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو مورگن کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

''مورگن تم ہفت کوہ میں کام کرنے والی فیکٹریوں کو سپلائی کر رہے ہو۔ یہ بتاؤ کہ سی ٹی فیکٹری کے بارے میں کچھ جانتے ہو''۔ ریمزے نے مورگن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ سی ٹی فیکٹری ایکریمیا کی فیکٹری ہے اور باقی فیکٹریوں سے کافی بڑی ہے''...... مورگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اس فیکٹری نے مقامی لیبر اور مقامی ملازمین کو فارغ کر دیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر۔ یہ بات درست ہے۔ تقریباً دو سو سے زائد افراد کو فارغ کر دیا گیا ہے''...... مورگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ایکریمین سٹاف ویسے ہی موجود ہے۔ اسے فارغ نہیں کیا گیا۔ کیوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سر۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ان کی اپنی پالیسی ہو گی''۔ مورگن نے ایسے لہجے میں کہا کہ ٹائیگر چونک پڑا۔ اسے محسوس ہوا کہ مورگن اس بارے میں کوئی ایسی بات جانتا ہے جو وہ بتانا نہیں چاہتا۔

''سنو مورگن۔ میرے ریمزے سے ایسے تعلقات ہیں کہ تمہاری ایک منٹ میں چھٹی ہو سکتی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری بتائی ہوئی بات یہاں سے باہر تمہارے نام سے نہیں جائے گی''۔ ٹائیگر نے کہا تو ریمزے، ٹائیگر کی بات سن کر چونک پڑا۔

''مورگن۔ کھل کر بات کرو۔ ٹائیگر جو کہتا ہے کرتا بھی ہے''۔ ریمزے نے کہا۔

''جناب۔ ایک ایکریمین فیکٹری والوں نے پہلے بھی مقامی لیبر اور ملازمین کو ایک ماہ کی زبردستی چھٹی دے دی تھی۔ پھر ایک ماہ بعد دوبارہ فیکٹری چالو کر دی گئی۔ مجھے بھی اس پر حیرت ہوئی تو میں نے وہاں کے ایکریمین انجینئر سے بات کی۔ وہ میرا دوست بن گیا تھا۔ اس نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں یہ بات اپنے تک رکھوں گا۔ وعدہ لینے کے بعد اس نے بتایا کہ فیکٹری کے عقبی حصے میں ایک زیر زمین سرنگ لگائی گئی ہے جو دو کلو میٹر بعد وادی راشور تک گئی ہے۔ بتایا گیا تھا کہ اس وادی میں انتہائی نایاب اور قیمتی دھات کی

بڑی مقدار موجود ہے اس لئے مقامی لیبر کو ایک ماہ کی چھٹی کرا دی
گئی ہے تاکہ انہیں معلوم نہ ہو سکے کیونکہ یہ سارا کام غیر سرکاری
طور پر ہوتا تھا۔ لیکن جب میں نے کہا کہ پہاڑی علاقے میں
سرنگ لگائی ہی نہیں جاسکتی تو میرا دوست مجھے وہاں لے گیا۔ وہاں
واقعی سرنگ موجود تھی جسے بند کیا جا رہا تھا۔ میرے دوست نے بتایا
کہ اس سرنگ کے لئے انتہائی جدید ترین مشینری اور ماہرین بلوائے
گئے تھے''...... مورگن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اب پھر مقامی لیبر اور مقامی ملازمین کو
اس لئے فارغ کر دیا گیا ہے کہ ایک بار پھر سرنگ لگائی جا رہی ہے''۔
ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی جواز نہیں کیونکہ حکومت
کے ساتھ ان فیکٹریوں کا معاہدہ بیس سال کا ہے اور ابھی بیس سال
مکمل ہونے میں تقریباً پندرہ سال پڑے ہیں اور وہاں سے جو
دھاتیں یہ لوگ نکالتے اور صاف کرتے ہیں ان کا بہت بڑا حصہ
ابھی موجود ہے''...... مورگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سرنگ والی بات تم نے حیران کن بتائی ہے۔ پہاڑی علاقے
میں سرنگ لگانا تقریباً ناممکن سمجھا جاتا ہے لیکن چونکہ اسے تم نے خود
دیکھا ہے اس لئے مجھے یقین ہے لیکن کیا تم میرا ایک کام کر سکتے
ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کون سا کام جناب''...... مورگن نے کہا۔

ریمزے۔ مورگن سے میری سفارش کرو۔ اس کام کے
بدلے میں اسے ایک لاکھ روپے دینے کے لئے تیار ہوں''۔ ٹائیگر
نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ مورگن کام کرے گا۔ اور سنو ٹائیگر۔ تم میرے
دوست ہو اس لئے مورگن تمہارا کام کرے گا۔ البتہ اس کو ایک لاکھ
روپے کا انعام میں خود دوں گا۔ تم نہیں''...... ریمزے نے کہا۔

''آپ بتائیں جناب۔ میں خوشی سے آپ کا کام کروں گا''۔
مورگن نے کہا۔

''تمہاری سرنگ والی بات نے میرے سامنے ایک منظر واضح کر
دیا ہے۔ ایک پاکیشیائی ماہر معدنیات نے ہفت کوہ میں ایک ایسی
نایاب اور قیمتی دھات کا خاصے بڑے ذخیرے کا سراغ لگایا جس
سے ملک کو بے حد فائدہ ہو سکتا تھا لیکن کسی نے اس کی بات نہ
مانی۔ البتہ ایکریمیا کو اس پر یقین آ گیا۔ ایکریمیا خفیہ طور پر یہ
دھات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے آدمی یہاں
بھجوائے تاکہ دولت کا لالچ دے کر اس ماہر معدنیات سے وہ
سپاٹ معلوم کیا جا سکے لیکن اس ماہر معدنیات نے اپنے ملک پاکیشیا
سے ہٹ کر کسی اور کو بتانے سے انکار کر دیا۔ پھر اسے اغوا کرنے
کی کوشش کی گئی لیکن کسی نہ کسی وجہ سے وہ ہر بار اغوا ہونے سے
بچ گیا تھا۔ چنانچہ ایکریمیا نے ایسے ماہرین کی ایک ٹیم یہاں بھیجی
جو جدید مشینری کے ذریعے اس کے لاشعور سے وہ سپاٹ نکال سکتی

تھی۔ چنانچہ اس ٹیم نے ایسا ہی کیا اور پھر اس ماہر معدنیات کو ہلاک کر کے وہ لوگ واپس ایکریمیا چلے گئے۔ اس ٹیم کا انچارج ڈاکٹر وکٹر تھا۔ اس نے حکومت ایکریمیا کو جو سپاٹ بتایا وہ راشور تھا جہاں تک بقول مورگن سرنگ لگائی گئی لیکن وہاں سے بہت معمولی مقدار میں اور انتہائی ناخالص دھات ملی۔ اس کے بعد ڈاکٹر وکٹر سے جبراً اصل سپاٹ معلوم کیا گیا اور ڈاکٹر وکٹر کو ہلاک کر دیا گیا۔ ڈاکٹر وکٹر نے اصل سپاٹ وادی بلاس بتایا۔ یہ سپاٹ پاکیشیا کو بھی معلوم ہو گیا اور پھر ایکریمیا کے ماہرین کے آنے سے پہلے پاکیشیائی حکومت نے ماہرین اور جدید مشینری کے ذریعے وادی بلاس کو چیک کرایا لیکن یہ سپاٹ بالکل خالی تھا۔ وہاں دھات کا ایک ذرہ تک موجود نہ تھا اور اس کی اطلاع شاید ایکریمیا والوں کو بھی مل گئی۔ ماہر معدنیات بھی ہلاک ہو چکا تھا اور اس سے سپاٹ معلوم کرنے والا ماہر ڈاکٹر وکٹر بھی۔ اب پھر اس فیکٹری نے اپنے مقامی ملازمین اور لیبر کو فارغ کر دیا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت ایکریمین کو کسی اور سپاٹ کا پتہ چل گیا ہے اور اس سپاٹ تک سرنگ لگانے کے لئے انہوں نے مقامی ملازمین کو فارغ کیا ہے۔ مورگن کی وہاں دوستی ہے اگر مورگن اس نئے سپاٹ کا معلوم کر کے بتائے تو نہ صرف پاکیشیا کی خدمت ہو گی بلکہ ایک لاکھ روپے مورگن کو انعام بھی ملے گا''...... ٹائیگر نے تمام پس منظر بتانے کے بعد اصل بات بتائی۔

''یہ کام تو ہو جائے گا اور میں ضرور کروں گا کیونکہ یہ ہمارے ملک کی دولت ہے۔ اسے وہ کیسے چرا سکتے ہیں۔ مجھے ایک دو روز دیں''...... مورگن نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ خیال رکھنا کہ اس کی چیکنگ پر بھی حکومت کے لاکھوں روپے خرچ ہوں گے اس لئے سپاٹ درست ہونا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ جو معلومات میں حاصل کروں گا وہ سو فیصد درست ہوں گی''...... مورگن نے کہا۔

''مورگن ایسے معاملات میں بے حد ماہر ہے ٹائیگر''۔ ریمزے نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

''اب مجھے اجازت۔ میں تمہارے فون کا انتظار کروں گا''۔ ٹائیگر نے مصافحہ کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوئے ریمزے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر کھڑے ہوئے مورگن سے بھی ہاتھ ملایا اور آفس سے باہر آ گیا۔ اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ آصف کے ساتھ ملاقات کا اسے واقعی فائدہ ہوا تھا اور اب وہ یہ تمام معلومات عمران تک پہنچانا چاہتا تھا اس لئے اس نے کار کا رخ عمران کے فلیٹ کی طرف موڑ دیا تھا۔

ڈینی اور مارٹی اس وقت سی ٹی فیکٹری کے انچارج انجینئر سمتھ کے آفس میں موجود تھے۔ پہلے جب وہ آئے تھے تو اصل چہروں میں تھے لیکن اب انہوں نے میک اپ کیا ہوا تھا اور اس میک اپ کے لحاظ سے ان کے پاس کاغذات بھی تھے جس کے تحت وہ بطور ماہر معدنیات یہاں آئے تھے۔ انجینئر سمتھ سے یہ دوسری ملاقات تھی۔ پہلی ملاقات میں انجینئر سمتھ نے انہیں بتایا تھا کہ چیف آف کراس ورلڈ مارتھر نے اسے خصوصی طور پر ان کے بارے میں اور دھات کے بارے میں بریف کیا تھا اس لئے اس نے ڈینی اور مارٹی کو معدنیات اور ان کی صفائی کے بنیادی اصول بتا دیئے تھے تاکہ اگر کوئی انہیں اس پیمانے پر چیک کرنا چاہے تو وہ اس خاص موضوع پر بول سکیں جبکہ ڈینی اور مارٹی نے انجینئر سمتھ سے وادی کارسا میں موجود دھات نکالنے کے بارے میں بات چیت کی تھی۔

انجینئر سمتھ نے انہیں بتایا کہ اس کے پاس ایسی جدید مشینری موجود ہے جس سے وادی کارسا تک سرنگ لگانے سے پہلے باہر سے معلوم کر لیا جائے گا کہ وادی کارسا میں بیریلیم دھات موجود بھی ہے یا نہیں اور آج کی ملاقات اسی سلسلے میں تھی۔ وہ تینوں بیٹھے شراب کی چسکیاں لے رہے تھے جبکہ انجینئر سمتھ کے آدمی جدید مشینری سے وادی کارسا کی مٹی کی چیکنگ میں مصروف تھے۔

”کب تک فائنل چیکنگ ہو جائے گی“...... ڈینی نے پوچھا۔

”ابتدائی چیکنگ سے یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ وادی کارسا میں بیریلیم دھات موجود ہے اس لئے ہم نے فائنل چیکنگ سے پہلے ہی مقامی لیبر اور مقامی ملازمین کو نوکری سے فارغ کر دیا ہے تاکہ بات باہر نہ نکل جائے۔ فائنل چیکنگ میں یہ بات سامنے آ جائے گی کہ اس وادی میں کتنی مقدار میں یہ دھات موجود ہے اور اس کی پوزیشن کیا ہے۔ یہ خالص حالت میں ہے یا ناقص حالت میں ہے اور میرا خیال ہے کہ ابھی تھوڑی دیر بعد رزلٹ آ جائے گا“۔ انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کھلے عام یہ دھات نہیں نکال سکتے جو سرنگ کی بات کر رہے ہیں“...... مارٹی نے کہا۔

”نہیں۔ ورنہ فوراً حکومت کو اطلاع مل جائے گی اور وہ اس پوری وادی پر قبضہ کر لے گی اور ہم منہ دیکھتے رہ جائیں گے“۔ انجینئر سمتھ نے کہا۔

"کتنے دنوں میں سرنگ مکمل ہو جائے گی"...... ڈینی نے پوچھا۔

"میرے خیال میں ایک ہفتہ تو لگ ہی جائے گا"...... انجینئر سمتھ نے کہا تو ڈینی اور مارٹی نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

"آیئے انجینئر ڈیوڈ۔ کیا رزلٹ رہا"...... انجینئر سمتھ نے پوچھا۔

"مکمل رزلٹ اس فائل میں موجود ہے جناب۔ وادی کارسا میں وہ دھات میرے خیال کے مطابق بارہ سے پندرہ کلوگرام کے قریب ہے اور انتہائی خالص حالت میں ہے"...... آنے والے نے ایک فائل انجینئر سمتھ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"اتنی دھات۔ یہ تو بہت زیادہ ہے۔ اتنی دھات ہو گی یا صرف آپ کا خیال ہے"...... انجینئر سمتھ نے چونک کر کہا۔

"جناب۔ اس چیکنگ سے صرف اندازہ لگایا جا سکتا ہے کیونکہ وادی کی اراضی کی کئی سطحیں ہیں اور ہر سطح پر دھات کی مقدار مختلف ہو سکتی ہے"...... انجینئر ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کام ختم ہو گیا ہے یا ابھی ہو رہا ہے"...... انجینئر سمتھ نے پوچھا۔

"ختم ہو گیا ہے اس لئے تو فائنل رزلٹ لے آیا ہوں سر"۔

انجینئر ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ تھینک یو"...... انجینئر سمتھ نے کہا تو انجینئر ڈیوڈ سلام کر کے واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہ بہت بڑی مقدار ہے۔ اس کی قیمت تو ناقابل تصور ہے"...... ڈینی نے انجینئر ڈیوڈ کے باہر جانے کے بعد کہا۔

"ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اتنی زیادہ مقدار نہیں ہو گی۔ یہ صرف اندازہ ہے۔ بہرحال یہ بات تو طے ہو گئی کہ وادی کارسا میں یہ دھات موجود ہے جبکہ اس سے پہلے دوسری وادی میں یہ موجود نہیں تھی"...... انجینئر سمتھ نے فائل کھول کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب یہ سرنگ کا کام کب تک ہو گا اور یہ دھات کب نکالی جائے گی"...... مارٹی نے کہا۔

"میں نے پہلے بتایا ہے کہ کل سے سرنگ کا کام شروع کیا جائے گا اور ایک ہفتہ اس میں لگ جائے گا اس کے بعد وادی سے مٹی نکال کر اس کی یہاں فیکٹری میں صفائی ہو گی اور پھر دھات کو علیحدہ پیک کیا جائے گا"...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو خاصا طویل پراسیس ہے۔ اتنی دھات کو اس انداز میں باہر نکالنے اور صاف کرنے میں تو مہینوں لگ جائیں گے"۔ مارٹی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن آپ کیوں پریشان ہیں۔ کام ہوتا رہے گا اور کسی

کوعلم تک نہ ہو سکے گا''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''آپ نے ملازمین کو فارغ کر دیا ہے۔ اس سے کوئی مسئلہ تو پیدانہیں ہوگا''...... ڈینی نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسا ہر فیکٹری میں ہوتا ہے۔ جب سٹاک ختم ہو جاتا ہے تو مقامی لیبر کو یا تو ایک دو ماہ کی چھٹی دے دی جاتی ہے یا فارغ کر دیا جاتا ہے۔ یہ روٹین کی بات ہے''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس دھات کی صفائی کے لئے تو آپ فیکٹری کو چلائیں گے اور لیبر کے بغیر یہ کام کیسے ہوگا''...... ڈینی نے کہا۔

''اس کے لئے علیحدہ مشینری ایکریمیا سے منگوائی جائے گی جو مکمل طور پر آٹومیٹک ہو گی۔ لیبر کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ جو انجینئر موجود ہیں وہی یہ کام کریں گے اور جنرل فیکٹری ویسے ہی بند رہے گی''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ مشینری کب آئے گی''...... مارٹی نے پوچھا۔

''اس رزلٹ کے بعد انہیں گرین سگنل دے دیا جائے گا اور ایک ہفتے کے اندر مشینری یہاں پہنچ جائے گی اس لئے جیسے ہی سرنگ مکمل ہو گی۔ مشینری بھی یہاں پہنچ کر نصب ہو جائے گی اور پھر مٹی کا حصول اور اس کی صفائی کر کے دھات کو پیک کرنے کا کام شروع ہو جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی''۔ انجینئر سمتھ نے کہا۔

''یہاں حکومت کے نمائندے چیکنگ کرنے تو آتے رہتے ہوں گے۔ اگر انہیں علم ہو گیا تو پھر کیسے یہ کام کیا جائے گا''۔ مارٹی نے کہا۔

''یہاں کا سسٹم کرپشن زدہ ہے۔ کارندے رقم لے کر خود ہی کاغذات پر اوکے لکھ کر حکومت کو دے دیتے ہیں اور اگر کوئی آئے گا تو فیکٹری بند ہے۔ وہ مجھ سے مل کر واپس چلا جائے گا اس کی آپ فکر مت کریں۔ مجھے یہاں طویل عرصہ ہو چکا ہے اور میں یہاں کے سسٹم کو اچھی طرح سمجھ چکا ہوں۔ میں اسے ڈیل کرلوں گا''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جو دھات صاف ہو کر پیک ہو گی اس کو ایکریمیا پہنچانے کے لئے کیا بندوبست کیا گیا ہے''...... مارٹی نے کہا۔

''ابھی تو اس بارے میں سوچا نہیں گیا اور ہمارا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ ہم صاف شدہ دھات کو جمع کرتے رہتے ہیں اور جب خاصا بڑا ذخیرہ ہو جاتا ہے تو اسے اکٹھا ہی کارگو کے ذریعے ایکریمیا بھجوا دیا جاتا ہے۔ اب بھی ایسا ہی کرنا پڑے گا''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''نہیں۔ ہمیں اس دھات کے معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہئے۔ روزانہ کا مال روزانہ ایکریمیا بھجوایا جائے کیونکہ کسی بھی لمحے لیکیج ہو سکتی ہے''...... ڈینی نے کہا۔

''روزانہ میں تو معاملہ لیکیج ہونے کا زیادہ خطرہ ہے ڈینی۔ ہمیں

کچھ اور سوچنا ہو گا''...... مارٹی نے کہا۔

''کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ اسے پہلے یہاں اکٹھا کر کے رکھیں اور پھر ایکریمیا بھجوایا جائے۔ یہ زیادہ خطرناک نہیں ہو گا''...... ڈینی نے کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں۔ یہ میرا کام ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس انتہائی قیمتی دھات کو کیسے اور کب ایکریمیا بھجوایا جائے لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ روزانہ خاموشی سے یہاں سے نکل جائے اور دو پیکٹ بغیر چیکنگ کے یہاں سے نکل سکتے ہیں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اسے روزانہ بھجوانے میں لیکیج کا خطرہ ہو تو انہیں ایکریمین سفارت خانے میں بھی رکھوایا جا سکتا ہے''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ابھی سے اس بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ انجینئر سمتھ صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ روزانہ یہاں سے ایک دو پیکٹ نکالنا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی کسی قسم کی لیکیج ہو سکتی ہے۔ ہم اپنی رہائش گاہ پر بھی اسے اکٹھا کر سکتے ہیں اور سفارت خانے میں بھی۔ پہلے کام تو شروع ہو۔ مجھے صرف خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے جس نے وادی بلاس میں خود چیکنگ کی ہے۔ وہ ایسا وادی کارسا میں بھی کر سکتے ہیں''...... ڈینی نے کہا۔

''ہمیں ہر معاملے پر پہلے غور کر لینا چاہئے۔ عین وقت پر کچھ نہ ہو سکے گا اور اگر لیکیج ہو گئی تو ہم سب مارے جا سکتے ہیں''۔ مارٹی

نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ کچھ نہیں ہو گا۔ ہم نے پہلے بھی سرنگ بنائی اور پھر بند کر دی۔ اس طرح اب بھی کسی کے علم میں آئے بغیر ہم سب اوکے کر لیں گے''...... انجینئر سمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ ہم سے زیادہ یہاں کے بارے میں جانتے ہیں۔ بہرحال ہر معاملے کو لیکیج پروف ہونا چاہئے''...... ڈینی نے کہا۔

''ایسے ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں''...... انجینئر سمتھ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''اس سارے کھیل میں ہمارا کیا کردار ہو گا ڈینی''...... مارٹی نے ڈینی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہمارا کام سیکورٹی کا ہو گا لیکن اس وقت جب سرنگ لگانے کے بعد دھات نکلنا شروع ہو جائے گی۔ پہلے نہیں''...... ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سیکورٹی کس سے''...... انجینئر سمتھ نے چونک کر کہا۔

''مقامی سیکرٹ ایجنٹوں کے خلاف''...... ڈینی نے کہا۔

''لیکن جب لیکیج ہو گی تو انہیں پتہ چلے گا۔ جب لیکیج ہی نہیں ہو گی تو انہیں کیسے پتہ چلے گا اور یہاں سیکورٹی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم طویل عرصے سے یہاں کام کر رہے ہیں۔ یہاں کسی

سیکورٹی کی ضرورت نہیں ہے"...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ویسے ہی دو چار روز بعد چکر لگاتے رہیں گے۔ ہاں۔ کسی قسم کے خطرے کی صورت میں آپ ہمیں فون پر کال کر سکتے ہیں"...... ڈینی نے کہا تو مارٹی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب ہمیں اجازت دیں۔ ہم دو روز بعد پھر چکر لگائیں گے"۔ ڈینی نے اٹھتے ہوئے کہا تو انجینئر سمتھ اور مارٹی دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر انجینئر سمتھ انہیں ان کی کار تک چھوڑنے آیا جہاں ایک ایکریمی موجود تھا جو بطور ڈرائیور اس فیکٹری میں ہی رہتا تھا۔ ڈینی اور مارٹی دونوں کے چہروں پر اطمینان بھری مسکراہٹ موجود تھی کیونکہ دھات ملنے کی خوشخبری ان کے لئے بہت بڑی خوشخبری تھی۔

مورگن سے بات ہوئے تقریباً ایک ہفتہ گزر چکا تھا لیکن مورگن نے ٹائیگر کو کوئی معلومات مہیا نہ کی تھیں۔ ریمزے کے آفس میں مورگن نے ٹائیگر سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک دو روز میں معلوم کر لے گا کہ ہفت کوہ میں واقع ایکریمین سی ٹی فیکٹری کے مقامی ملازمین اور مقامی لیبر کو کیوں فارغ کر دیا گیا ہے۔ ٹائیگر کئی بار ریمزے کو فون کر چکا تھا لیکن ریمزے نے ہر بار یہی جواب دیا تھا کہ ابھی مورگن نے کوئی اطلاع نہیں دی تو آج ٹائیگر نے مورگن سے براہ راست بات کرنے کا سوچا تھا۔ وہ عمران کو اس کے فلیٹ پر جا کر ساری صورت حال بتا چکا تھا اور عمران نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ اس معاملے میں مزید معلومات حاصل کر کے اسے ضرور رپورٹ دے۔ ٹائیگر اس وقت اپنے ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور ریمزے کے نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آج وہ کمرے سے باہر ہی نہیں گیا تھا کیونکہ آج اسے کوئی خاص کام نہیں تھا اور اس کا موڈ کتابیں پڑھنے کا ہو رہا تھا اس لئے صبح سے اب شام ہونے والی تھی اور وہ کمرے میں ہی موجود رہا تھا۔

''ریمزے بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ریمزے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ یہ تمہارا مورگن کیوں خاموش ہو گیا ہے۔ کچھ بتاتا ہی نہیں''...... ٹائیگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو دوسری طرف ریمزے بے اختیار ہنس پڑا۔

''اسے کچھ معلوم ہو گا تو بتائے گا۔ ویسے کیسے بتا دے''۔ ریمزے نے کہا۔

''اس کا فون نمبر کیا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ میں اس سے براہ راست بات کرنا چاہتا ہوں''...... ٹائیگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ریمزے نے اسے فون نمبر بتا دیا۔ ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ریمزے کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''مورگن بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی مورگن کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں مورگن۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ ایک دو روز میں معلومات حاصل کر لو گے لیکن اب تو ایک ہفتہ گزر گیا ہے

اور تم نے ریمزے کو کوئی اطلاع ہی نہیں دی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں مسلسل کوشش کر رہا ہوں ٹائیگر صاحب۔ لیکن مسئلہ یہ آن پڑا ہے کہ میرا دوست جس سے میں نے معلومات حاصل کرنا تھیں وہ آج کل یہاں کلب نہیں آ رہا اور وہاں جا کر اس سے ملنے کا اس لئے کوئی فائدہ نہیں کہ جب تک اسے خاصی بڑی مقدار میں شراب نہ پلائی جائے وہ منہ نہیں کھولے گا اس لئے مجھے اس کی آمد کا انتظار ہے۔ جیسے ہی وہ آیا میں اس سے معلومات حاصل کر کے آپ تک پہنچا دوں گا''...... مورگن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اگر وہ کئی ماہ تک نہ آیا تو پھر۔ کیا ہمیں کئی ماہ تک انتظار کرنا پڑے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجبوری ہے ٹائیگر صاحب۔ لیکن آپ بے فکر رہیں۔ وہ جلد ہی چکر لگائے گا''...... مورگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اسے فون کر کے بلا لو۔ تمہاری دعوت کا سارا خرچہ میرا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے اسے فون کیا ہے لیکن اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ایکریمیا سے دو ماہرین آئے ہوئے ہیں اور وہ ان کے ساتھ بطور ڈرائیور کام کر رہا ہے اس لئے وہ فرصت ملنے پر ہی آئے گا''۔ مورگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ ماہرین کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ کیا فیکٹری میں یا فیکٹری

سے باہر ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''یہ تو میں نے اس سے نہیں پوچھا''...... مورگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس سے پوچھ لو۔ میں پھر فون کروں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن جناب۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے کہ میں کیوں پوچھ رہا ہوں تو پھر میں کیا جواب دوں گا''...... مورگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اسے کہنا کہ تم ان ماہرین کی بھی کلب میں دعوت کرنا چاہتے ہو۔ اس طرح وہ خوش ہو گا اور تمہارے لئے اس سے ملاقات میں بھی آسانی رہے گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے جناب۔ میں پوچھ لیتا ہوں''...... مورگن نے کہا۔

''میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ تمہیں فون کروں گا''...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور مورگن کے نمبر پریس کر دیئے۔

''مورگن بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مورگن کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ بات ہوئی تمہاری''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں جناب۔ وہ فیکٹری میں نہیں ہے۔ فیکٹری سے باہر ماہرین کے ساتھ کہیں گیا ہوا ہے۔ اس کے ساتھی سے جس نے

فون اٹنڈ کیا ہے میں نے کہہ دیا ہے کہ جب بھی وہ آئے مجھے فون کرے۔ ویسے اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ فیکٹری سے باہر ان ماہرین کے ساتھ رہ رہا ہے''...... مورگن نے کہا۔

''اوکے۔ بہرحال کوشش کرو کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس سے معلومات حاصل ہو جائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے خود آپ سے زیادہ جلدی ہے جناب۔ مجھے معقول رقم اس وقت ہی مل سکتی ہے جب میں معلومات حاصل کر لوں گا''۔ مورگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم سے ایک لاکھ روپے کا وعدہ ریمزے نے کیا ہے۔ تم ایک دو روز میں میرا یہ کام کر دو تو میں تمہیں علیحدہ ایک لاکھ روپے دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب تو میں بھوت کی طرح اس کے پیچھے لگ جاتا ہوں جناب۔ آپ بے فکر رہیں''...... مورگن نے کہا تو ٹائیگر نے ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس تبدیل کر کے باہر جا سکے کیونکہ اب اس کا کلبوں میں گھومنے پھرنے کا موڈ بن گیا تھا۔ پھر دو روز مزید گزر گئے لیکن مورگن نے کوئی اطلاع نہ دی۔ ٹائیگر نے ایک بار پھر مورگن سے براہ راست بات کرنے کے لئے اس کے نمبر پریس کر دیئے۔

''مورگن بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی مورگن کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جناب۔ میری اپنے دوست سے فون پر بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ایکریمیا سے دو خصوصی ماہرین جو میاں بیوی ہیں، پاکیشیا آئے ہوئے ہیں اور وہ ان کے ساتھ بطور ڈرائیور کام کر رہا ہے اور ان کے پاس ہی یہاں دارالحکومت میں رہائش پذیر ہے۔ البتہ وہ انہیں فیکٹری لے جاتا ہے اور لے آتا ہے۔ میرے پوچھنے پر کہ فیکٹری میں مقامی لیبر اور مقامی ملازمین کو کیوں فارغ کر دیا گیا ہے تو اس نے بتایا کہ فیکٹری کو مکمل طور پر بند کرنے کے بارے میں سوچا جا رہا ہے اور یہ دونوں ماہرین ایکریمیا سے یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ان کی رپورٹ پر فیکٹری کو مکمل طور پر بند کر دیا جائے یا اسے مختصر عرصہ کے لئے بند کیا جائے"...... مورگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے دوست کا کیا نام ہے اور یہ خصوصی ماہرین کہاں رہتے ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا آپ کو میری بات پر یقین نہیں ہے"...... مورگن نے جواب دیتے ہوئے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"مجھے تم پر اعتماد نہ ہوتا تو میں کیوں تمہیں درمیان میں ڈالتا۔ میں چاہتا ہوں کہ خود تمہارے حوالے سے اس سے بات کر لوں تاکہ تمہیں لاکھوں روپے مل سکیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا۔ پھر تو میں ضرور بتاؤں گا لیکن یہ خیال رکھیں کہ یہ ماہرین ناراض نہ ہو جائیں ورنہ ہماری سپلائی لائن بھی ختم ہو سکتی ہے اور ہمیں بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا"...... مورگن نے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ ریمزے سے میرے کیسے تعلقات ہیں اس لئے میں اپنے دوست کا نقصان کیسے کر سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میرے دوست کا نام فریڈ اور ان خصوصی ماہرین کے ناموں کا تو مجھے پتہ نہیں البتہ وہ سن رائز کالونی کی کوٹھی نمبر چوبیس اے میں رہ رہے ہیں"...... مورگن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہارے حوالے سے فریڈ سے مل لوں گا۔ اوکے۔ شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس معاملے میں اتنی دلچسپی لینا سودمند بھی رہے گا یا نہیں کہ اس کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جیب سے سیل فون نکالا تو اس کی سکرین پر عمران کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ عمران کی کال ہے۔ اس نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... ٹائیگر نے سیل فون کو کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"تم نے پھر سی ٹی فیکٹری کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں دی"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ وہ آدمی جس سے اصل بات سامنے آئی تھی اسے ایک ایکریمین جوڑے کا ڈرائیور بنا دیا گیا ہے اس لئے میرے آدمی کا اس سے رابطہ نہ ہو رہا تھا۔ اب رابطہ ہوا ہے تو اس نے بتایا ہے کہ معدنیات کے ماہرین کا ایک جوڑا جو میاں بیوی ہیں، ایکریمیا سے یہاں آیا ہوا ہے۔ وہ اس سی ٹی فیکٹری کے بارے میں رپورٹ تیار کر کے ایکریمیا کے حکام کو دے گا۔ اس رپورٹ کے بعد ہی فیصلہ کیا جائے گا کہ فیکٹری کو دوبارہ چلا جائے یا ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے۔ چونکہ اس سارے کام میں ان کے مطابق چار پانچ ماہ لگ جائیں گے اس لئے انہوں نے مقامی ملازمین کو نوکری سے فارغ کر دیا ہے"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم جو کچھ سمجھتے تھے وہ غلط تھا۔ یہ بیریلیم دھات کا سلسلہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ بظاہر تو یہی لگتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اصل سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر وکٹر نے پاکیشیائی ماہر ڈاکٹر عبدالغفار کے لاشعور سے کیا معلوم کیا تھا۔ یہ بات تو طے ہے کہ ڈاکٹر عبدالغفار احمق نہیں تھا کہ خواہ مخواہ یہ کہتا پھرے کہ یہاں نایاب دھات کا ذخیرہ ہے۔ میں نے اب تک جتنے لوگوں سے ڈاکٹر عبدالغفار کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں سب اسے باہوش اور انتہائی ماہر قرار دیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن باس۔ اس کی بات پر اعتماد کسی نے بھی نہیں کیا ورنہ بڑی آسانی سے یہ دھات مل سکتی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"دراصل پاکیشیا کی بیورو کریسی نکمی ہے۔ وہ بہت آرام پرست ہیں۔ کسی نئے مسئلے کو چھیڑنا ہی نہیں چاہتے۔ البتہ اب یہ ہمارے لئے مسئلہ بن گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ اگر آپ کہیں تو اس ماہر جوڑے سے ملا جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کس ٹاپک پر بات کرو گے اور کیا حاصل ہو گا۔ البتہ تم خود پہلے کی طرح وہاں کا راؤنڈ لگاؤ اور اپنے طور پر وہاں کے حالات کا جائزہ لو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں کل ہی چلا جاؤں گا۔ پھر آپ کو تفصیلی رپورٹ دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"او کے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے سیل فون آف کر کے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

انجینئر سمتھ کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ فیکٹری میں اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا اور وہ اس کاغذ کو اس طرح بار بار پڑھ رہا تھا جیسے اسے زبانی یاد کرنا چاہتا ہو۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ انجینئر سمتھ بول رہا ہوں''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''دارالحکومت سے ماسٹر راشل کا فون ہے جناب''...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''اوہ اچھا۔ کراؤ بات''...... انجینئر سمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون سیٹ کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہونے کے بعد فون ڈائریکٹ ہو جاتا تھا اور سیکرٹری کا فون سے تعلق ختم ہو جاتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کراس

ورلڈ کے ڈینی کا کوڈ نام ماسٹر راشل ہے جبکہ اس کی بیوی مارٹی کا نام جولین ہے اس لئے اس نے سیکرٹری کا رابطہ ختم کیا تھا۔

''ہیلو۔ ماسٹر راشل بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈینی کی آواز سنائی دی۔

''انجینئر سمتھ بول رہا ہوں''...... انجینئر سمتھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''کام کا کیا ہوا''...... دوسری طرف سے گول مول سی بات کرتے ہوئے کہا گیا۔

''گرینڈ وکٹری۔ محفوظ ذخیرہ نکال لیا گیا ہے۔ دس بڑے پیکٹس میں ہے''...... انجینئر سمتھ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ ویری گڈ۔ ٹوٹل اتنا ہی تھا یا ابھی مزید کچھ باقی ہے''۔ ڈینی نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہم نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ وہاں یہی کچھ تھا اور جناب۔ اتنا بڑا ذخیرہ آج سے پہلے کہیں سے بھی نہیں ملا اور نہ ہی کوئی سوچ سکتا تھا کہ اتنا بھاری ذخیرہ مل بھی سکتا ہے''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ بائی پاس کا کیا ہوا''...... ڈینی نے پوچھا۔

''وہ بائی پاس ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کے تمام آثار بھی ختم کر دیئے گئے ہیں''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بائی پاس کا مطلب وہ سرنگ ہے جو وادی کارسا تک

انڈر گراؤنڈ بنا کر خاموشی سے وہاں موجود دھات نکال لی گئی تھی۔

”گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کراس ورلڈ نے مکمل فتح حاصل کر لی ہے۔ ویری گڈ۔ آپ کی کارکردگی شاندار ہے“...... ڈینی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ گرینڈ وکٹری“...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب اسے شفٹ کیسے کیا جائے گا“...... ڈینی نے پوچھا۔

”یہ آپ کا یا آپ کے چیف کا فیصلہ ہے۔ ہمارا کام ختم ہو گیا۔ اب آپ کا کام ہے“...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس شکل میں ہے پیکٹ“...... ڈینی نے پوچھا۔

”دھات کے مخصوص ڈبے ہیں جنہیں اوپر سے موٹے کاغذ میں لپیٹ دیا گیا ہے۔ بظاہر عام سے گفٹ پیکٹ ہیں۔ تعداد تیرہ ہے“...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں جہاز کے کارگو میں بک کرایا جائے یا ساتھ لے جایا جائے تو انہیں کیا کہہ کر لے جایا جائے کیونکہ ان دنوں ایسے کارگو کی بری چیکنگ کی جاتی ہے۔ اگر ایئر پورٹ حکام نے اسے کھول لیا تو پھر“...... ڈینی نے کہا۔

”دھات کے ڈبوں میں اسے پیک کرنا ضروری تھا اور یہ پیکنگ اس انداز میں کی گئی ہے کہ اسے بغیر کاٹے کسی صورت کھولا نہیں جا

سکتا۔ باقی آپ ان معاملات میں ہم سے زیادہ سمجھ دار ہیں جناب“...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ سوچنا واقعی ہمارا کام ہے لیکن کیا انہیں لینے کے لئے ہمیں وہاں آنا ہو گا یا آپ اسے ہمارے پاس بھجوا سکتے ہیں“...... ڈینی نے کہا۔

”آپ پہلے چیف سے بات کر لیں یا ازخود کوئی فیصلہ کر لیں تاکہ پیکٹس براہ راست وہاں پہنچائے جا سکیں جہاں سے آگے انہوں نے ڈلیور ہونا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر گھومتے پھرتے رہیں اور کوئی لیکیج ہو جائے“...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکیج۔ کیا مطلب۔ کیسی لیکیج۔ کیا یہ پیکٹ لیک بھی ہو سکتے ہیں“...... ڈینی نے چونک کر پوچھا۔

”پیکٹس تو ایسے ہیں کہ کسی صورت لیک نہیں ہو سکتے۔ لیکیج سے میرا مطلب تھا کہ حکومت یا محکمہ معدنیات کو اس کی سن گن نہ مل جائے“...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ لیکن تم بے فکر رہو۔ اصل خطرہ اس وقت تھا جب بائی پاس ہو رہا تھا یا بائی پاس کے ذریعے اندر سے خون کی روانی جاری تھی۔ اب جبکہ بائی پاس ہی ختم ہو چکا ہے تو اب کسی کو الہام تو نہیں ہو جانا۔ میں دوبارہ تمہیں کال کرتا ہوں“...... ڈینی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو انجینئر سمتھ نے بھی رسیور

رکھا اور ایک بار پھر سامنے موجود کاغذ کو اٹھا کر پڑھنے لگا۔ کاغذ پر تیرہ پیکٹس کی تفصیل درج تھی کہ ہر پیکٹ میں دنیا کی قیمتی ترین نایاب بیریلیم دھات کی کتنی مقدار ہے۔ انجینئر سمتھ کو اصل مسرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ تمام دھات خالص حالت میں تھی۔ اس سے اس کی قیمت اور بڑھ جاتی تھی۔ ابھی وہ کاغذ پر نظریں جمائے بیٹھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انجینئر سمتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''کراس ورلڈ کے چیف مارتھر کی کال ہے''...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو انجینئر سمتھ یکلخت چونک کر سیدھا ہو گیا۔

''کراؤ بات۔ جلدی''...... انجینئر سمتھ نے کاغذ واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مخصوص بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کر دیا۔

''ہیلو۔ مارتھر بول رہا ہوں''...... کراس ورلڈ کے چیف مارتھر کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ انجینئر سمتھ بول رہا ہوں۔ سی ٹی فیکٹری سے سر''۔ انجینئر سمتھ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے ابھی ماسٹر راشل نے فون پر رپورٹ دی ہے۔ کیا واقعی جو کچھ تم نے بتایا ہے ماسٹر راشل کو وہ درست ہے''...... مارتھر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

''یس سر۔ یہ سب مکمل طور پر درست ہے''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا واقعی یہ دھات خالص حالت میں ہے''...... مارتھر نے پوچھا۔

''یس سر۔ انتہائی خالص حالت میں ہے اور اتنے بڑے ذخیرے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا''...... انجینئر سمتھ نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کتنے پیکٹ ہیں اور ہر پیکٹ میں کتنی دھات ہے''...... مارتھر نے پوچھا۔

''سر۔ تیرہ پیکٹس ہیں اور ہر پیکٹ میں ایک ہزار گرام خالص دھات ہے''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ گاڈ۔ اس قدر بڑا ذخیرہ۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ وہاں کسی کو شک تو نہیں پڑا۔ کوئی ایسی ایکٹیوٹی جو خلاف معمول ہو''...... مارتھر نے پوچھا۔

''نو سر۔ سب او کے ہو گیا ہے۔ یہاں سب اپنے ہی آدمی تھے۔ مقامی افراد کو پہلے ہی یہ کہہ کر فارغ کر دیا گیا تھا کہ فیکٹری کو مکمل طور پر بند کیا جا رہا ہے۔ پھر انتہائی جدید مشینری سے دو روز میں وادی کارسا تک سرنگ نکالی گئی اور پھر تین دنوں میں اس

دھات کو نکال کر پیک کر دیا گیا''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب غور سے ہدایات سن لو۔ ماسٹر راشل اور جولین تمہارے پاس نہیں آئیں گے بلکہ تم نے یہ پیکٹس دارالحکومت کے ریڈ پورٹ کلب کے چیف سپروائزر ہنری کے حوالے خود جا کر کرنے ہیں۔ تم اپنا پورا نام انجینئر سمتھ بتاؤ گے۔ وہ تم سے یہ پیکٹس لے کر ایک کرنسی نوٹ کا آدھا حصہ تمہیں دے گا۔ یہ تمہارے لئے رسید ہو گی۔ اس کے بعد تم نے واپس آ جانا ہے۔ آگے ہنری کا کام ہو گا لیکن جب تم واپس آؤ گے تو تم نے مجھے فون کر کے بتانا ہے اور اس آدھے نوٹ پر جو نمبر درج ہو گا وہ مجھے بتانا ہو گا۔ پھر تم فارغ۔ اس کا تمہیں اتنا انعام دیا جائے گا کہ تمہارے تصور سے بھی زیادہ ہو گا''...... مارتھر نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن اس کا فون نمبر دے دیں تاکہ میں اس سے پہلے فون پر بات کر لوں''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''ہاں۔ نمبر نوٹ کر لو۔ اس کا نام ہنری ہے اور وہ وہاں چیف سپروائزر ہے''...... مارتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو انجینئر سمتھ نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے چیف مارتھر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''ریڈ پورٹ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

''چیف سپروائزر ہنری سے بات کرائیں۔ میں ہفت کوہ سے بول رہا ہوں''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ چیف سپروائزر ہنری بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''انجینئر سمتھ بول رہا ہوں سی ٹی فیکٹری سے۔ ابھی چیف مارتھر نے فون کر کے بتایا ہے کہ ڈیلیوری آپ کو دی جائے گی۔ اس کا کیا طریقہ کار ہو گا''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''کیسا طریقہ کار''...... ہنری نے چونک کر پوچھا۔

''مطلب یہ کہ میں آپ کے کلب پہنچ کر کیا کروں گا اور تیرہ پیکٹس جو ایک بوری میں بند ہوں گے، کو کیسے آپ کو ڈیلیور کیا جائے گا''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''آپ کلب آئیں گے۔ پارکنگ میں کار روکیں گے۔ پارکنگ بوائے کو ایک بڑا نوٹ دے کر کہیں گے کہ وہ مجھے بلا لائے۔ میں پارکنگ میں آ کر آپ کے ساتھ کار میں بیٹھ جاؤں گا اور پھر ہم کلب کے عقبی طرف چلے جائیں گے۔ وہاں لین دین ہو گا آپ وہیں سے واپس چلے جائیں گے''...... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ پارکنگ بوائے پارکنگ چھوڑ کر چلا جائے گا''۔ انجینئر

سمتھ نے پوچھا۔

''وہ مجھے اپنے سیل فون سے مس کال دے گا تو میں خود آ جاؤں گا''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں اس وقت ہفت کوہ میں ہوں۔ آدھے گھنٹے بعد میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد کلب پہنچ جاؤں گا''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''اوکے۔ میں انتظار کروں گا''...... ہنری نے کہا تو انجینئر سمتھ نے بھی اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''یس باس۔ کارل بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کارل۔ تیرہ پیکٹس کو ایک بوری میں بند کر کے میری کار میں رکھوا دو۔ میں نے انہیں لے جانا ہے''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''آپ اکیلے جائیں گے یا ڈرائیور آپ کو لے جائے گا''۔ کارل نے پوچھا۔

''میں اکیلا جاؤں گا اور یہ بوری سپیشل خانے میں رکھ کر خانہ آف کر دینا تاکہ اگر راستے میں کہیں چیکنگ ہو تو بوری سامنے نہ آئے''...... انجینئر سمتھ نے کہا۔

''کیسی چیکنگ باس اور پھر وہ بھی آپ کی کار کی۔ یہاں تو عام چیکنگ بھی نہیں ہوتی۔ یہ کمرشل ایریا ہے''...... کارل نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے''...... انجینئر سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو انجینئر سمتھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

ڈینی اور کارل دونوں پاکیشیا کے دارالحکومت میں اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ مارٹی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی لیکن اس کے چہرے کے عضلات تنے ہوئے تھے اور اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بے چینی کا شکار ہے جبکہ ڈینی کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار گھڑی دیکھتا اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔

''آخر یہ ہنری کیا کر رہا ہے۔ وقت تو گزرا جا رہا ہے''۔ مارٹی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو ڈینی نے کوئی جواب نہ دیا لیکن اسی لمحے اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں اس طرح اچھلے جیسے کمرے میں اچانک کوئی طاقتور بم پھٹ گیا ہو۔ پھر ڈینی نے بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ماسٹر راشل بول رہا ہوں''...... ڈینی نے اپنا کوڈ نام بتاتے ہوئے کہا۔

''ہنری بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ہنری کی آواز سنائی دی۔

''اتنی دیر کیوں لگ گئی۔ ہم انتہائی بے چینی کا شکار ہو گئے تھے''۔ ڈینی نے تیز لہجے میں کہا۔

''انجینئر سمتھ کی کار راستے میں خراب ہو گئی اور اسے ورکشاپ لے جانا پڑا کیونکہ وہ کسی کے سامنے سامان نہ نکال سکتے تھے اور نہ ہی کسی ٹیکسی میں آ سکتے تھے۔ ورکشاپ میں خاصا وقت لگ گیا لیکن انہوں نے اپنے سیل فون سے مجھے کال کر کے بتا دیا کہ یہ پرابلم ہو گیا ہے۔ بہرحال کار ٹھیک کرا کر وہ کلب پہنچ گئے اور اب وہ پیکٹس میرے پاس موجود ہیں اور انجینئر سمتھ واپس چلے گئے ہیں''...... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اب تمہاری بتائی ہوئی تفصیل سن کر اطمینان ہوا ہے ورنہ تو ہمارا سوچ سوچ کر دماغ پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا۔ بہرحال اب ہم کہاں پہنچیں''...... ڈینی نے کہا۔

''آپ بندرگاہ پہنچ کر سیتل گھاٹ کی پارکنگ میں اپنی کار پارک کریں اور سیتل گھاٹ کے انچارج جیمز سے میرا نام لیں تو وہ آپ کو اس بڑی لانچ تک پہنچا دے گا جہاں میں خود موجود ہوں گا اور مال بھی۔ پھر آپ نے مال لے کر اس لانچ کے ذریعے کافرستان کی طرف جانا ہے لیکن کافرستان کی حدود سے پہلے ایک ہیلی کاپٹر جو پانی پر اتر اور پانی پر سے چڑھ سکتا ہے آئے گا اور آپ کو مال

سمیت وہاں سے پک کر لے گا اور پھر وہ آپ کو سیدھا کافرستان ایئر پورٹ پر پہنچا دے گا جہاں چارٹرڈ طیارہ ایکریمیا کے لئے تیار ہو گا اور آپ مال سمیت ایکریمیا پہنچ جائیں گے''...... ہنری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اچھا انتظام ہے لیکن دیر ہونے کی وجہ سے کہیں راستے میں کوئی مسئلہ نہ بن جائے''...... ڈینی نے کہا۔

''ابھی ہیلی کاپٹر روانہ نہیں ہوا ہو گا۔ جب آپ لانچ پر سوار ہوں گے اور روانہ ہوں گے تو ہیلی کاپٹر پائلٹ کو اس وقت اطلاع دی جائے گی اور جب آپ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو جائیں گے تو ایئر پورٹ سے ایکریمیا کے لئے طیارہ فلائٹ کے لئے رن وے پر پہنچے گا۔ اس طرح ہر قدم پر آگے اطلاع ہوتی رہے گی اور جب آپ کا طیارہ کافرستان سے پرواز کرے گا تو چیف مارتھر کو اطلاع دی جائے گی''...... ہنری نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس لانچ کو کافرستانی حدود سے پہلے پاکیشیائی بحریہ یا دوسری اتھارٹیز چیک نہیں کریں گی''...... ڈینی نے کہا۔

''نہیں۔ جب لانچ دوسرے ملک کی سمندری حدود میں داخل ہوتی ہے تو چیک کی جاتی ہے۔ ویسے تو یہ انتظام بھی ہو سکتا تھا کہ آپ بغیر چیک ہوئے کافرستان بندرگاہ پہنچ جاتے لیکن ہر قسم کے رسک کو سامنے رکھ کر یہ منظم پلان بنایا گیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ ویسے بھی فول پروف پلان ہے اور دوسری بات یہ کہ یہاں پاکیشیا میں تو کسی کو اس کا علم ہی نہیں ہے تو کوئی کیا کرے گا''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہم پہنچ رہے ہیں''...... ڈینی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''چلو اٹھو تیاری کرو۔ ہم نے اپنا ضروری سامان بھی ساتھ لے جانا ہے۔ واپس نہیں آنا''...... ڈینی نے مارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کار ڈرائیور فریڈ کو ساتھ نہیں لے جانا گیا۔ وہ کار واپس لے آئے گا''...... مارٹی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اسے اس معاملے میں ملوث نہیں کیا جانا۔ ہاں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسے یہ بھی نہیں بتانا کہ ہم بندرگاہ پر جا رہے ہیں اور یہ بھی نہیں بتانا کہ ہماری واپسی نہیں ہو گی''...... ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چلو''...... مارٹی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار خاصی تیز رفتاری سے بندرگاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ڈینی تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر مارٹی بیٹھی ہوئی تھی۔ فریڈ کے ذریعے دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ منگوا کر ڈینی اور مارٹی تفصیل سے اسے چیک کر چکے تھے اس لئے اب انہیں بندرگاہ جانے والے تمام راستوں کا بخوبی علم تھا۔

''یہ مشن عجیب انداز میں ختم ہو رہا ہے''...... اچانک خاموش بیٹھی مارٹی نے کہا۔

"عجیب انداز میں۔ کیا مطلب"...... ڈینی نے چونک کر پوچھا۔

"پہلے ہم آئے تو صرف معلومات مل سکیں۔ اصل مال نہ ملا اور اب اس قدر قیمتی مال لے جا رہے ہیں کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوئی۔ مجھے تو پاکیشیائی حکومت اور عوام پر ترس آ رہا ہے کہ انہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ ان کی زمین میں موجود دنیا کی سب سے بڑی دولت کو کوئی اتنی آسانی سے نکال کر لے جا رہا ہے"۔ مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے میرا نظریہ یہ ہے کہ ان پسماندہ اور ترقی پذیر ملکوں کو اس قدر قیمتی دولت پر سانپ بن کر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ اسے استعمال ہی نہیں کر سکتے۔ نجانے قدرت کیوں ایسے خزانے ایسے پسماندہ ملکوں کو دے دیتی ہے"...... ڈینی نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بڑا شور سنا تھا لیکن شاید یہ سب پروپیگنڈا ہے۔ انہیں کچھ معلوم ہی نہیں ہو سکا"...... مارٹی نے کہا۔

"وہ حرکت میں بھی آ جاتے تو کیا کر سکتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ ان دھاتوں کا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق۔ وہ کسی فارمولے، کسی لیبارٹری یا کسی سیاسی شخصیت کے خلاف کام کر رہے ہوں گے"...... ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے"...... ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً بیس پچیس منٹ کی مزید ڈرائیونگ کے بعد وہ بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ سیتل گھاٹ کے بارے میں پوچھا اور پھر

پوچھتے ہوئے وہ اس گھاٹ تک پہنچ گئے۔ خاصی معروف گھاٹ تھی۔ بے شمار لانچیں وہاں آ جا رہی تھیں اور بے شمار وہاں رکی ہوئی تھیں۔ خاصی گہما گہمی تھی۔ کار کو سیتل گھاٹ کی پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اترے اور کار لاک کر کے وہ ایک ایک بیگ اٹھائے پارکنگ سے نکل کر گھاٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر گھاٹ کے انچارج جیمز کی معرفت وہ سب سے آخر میں موجود ایک بڑی اور طاقتور انجن کی حامل لانچ پر پہنچا دیئے گئے جہاں ورزشی جسم کے مالک ہنری نے ان کا استقبال کیا۔

"یہ کار کی چابی لے لو۔ کار سیتل گھاٹ کی پارکنگ میں موجود ہے"...... رسمی سلام دعا کے بعد ڈینی نے ہنری کو کال کی چابی دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اب آپ نیچے کمرے میں آ جائیے اور اپنا مال وصول کر لیں"...... ہنری نے چابی لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ ہنری کی رہنمائی میں نچلے کیبن میں پہنچ گئے جہاں ایک الماری کے اندر ایک بوری موجود تھی۔

"اس میں تیرہ پیکٹس موجود ہیں۔ آپ انہیں گن لیں۔ چیک کر لیں اور پھر اپنے چارج میں لے لیں"...... ہنری نے کہا تو ڈینی نے بوری کھول کر گتے کے بنے ہوئے پیکٹس باہر نکالے اور انہیں نہ صرف گنا بلکہ انہیں ساتھ ساتھ چیک بھی کرتا رہا۔ پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد اس نے انہیں دوبارہ بوری میں ڈالا اور پھر

بوری کا منہ اس نے ہنری کی دی ہوئی مشین سے باقاعدہ سیلڈ کر دیا۔

''ٹھیک ہے''...... ڈینی نے کہا۔

''آپ اپنے چیف کو فون کر کے بتا دیں تاکہ اب گرینڈ وکٹری کا مشن میری بجائے آپ سنبھال سکیں''...... ہنری نے کہا تو ڈینی اور مارٹی دونوں چونک پڑے۔

''گرینڈ وکٹری مشن''...... ڈینی نے کہا۔

''ہاں۔ مال کو درست اور مکمل مقدار میں ایکریمیا پہنچانے کے مشن کو گرینڈ وکٹری مشن کا نام دیا گیا ہے اور یہ واقعی ایکریمیا کی گرینڈ وکٹری ہے''...... ہنری نے کہا تو ڈینی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے چیف مارتھر کے فون سے رابطہ کیا۔

''ہیلو۔ مارتھر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد مارتھر کی آواز سنائی دی۔

''ڈینی بول رہا ہوں چیف''...... ڈینی نے کہا اور پ تک ہونے والی تمام کارروائی کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''ٹھیک ہے۔ اب گرینڈ وکٹری مشن کا چارج تم سنبھال آئندہ کی پلاننگ مکمل ہے۔ ہنری نے تمہیں بتا دی ہوگی''۔ مارتھر نے کہا۔

''یس چیف۔ لانچ یہاں سے کافرستان کی طرف جائے گی اور

کافرستانی سمندری حدود سے پہلے ایک ہیلی کاپٹر آ کر ہمیں مال سمیت اٹھا کر لے جائے گا اور پھر سیدھا ایئر پورٹ پر اتار دے گا جہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ہم مال سمیت ایکریمیا پہنچ جائیں گے''...... ڈینی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود تم نے اور مارٹی دونوں نے بے حد چوکنا اور محتاط رہنا ہے۔ خاص طور پر مال کے سلسلے میں۔ یہ اس وقت تمہاری تحویل میں اتنی بڑی دولت ہے کہ جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا اور اسے درست اور مکمل حالت میں ایکریمین حکام تک پہنچانا ہمارا فرض ہے''۔ مارتھر نے کہا۔

''یس سر''...... ڈینی نے کہا۔

''وش یو گڈ لک۔ گڈ بائی''...... مارتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈینی نے سیل فون آف کر کے اسے واپس اپنی جیب میں ڈال لیا۔

''لانچ پر کیپٹن کون ہے۔ کیا تم ہو''...... ڈینی نے ہنری سے پوچھا۔

''نہیں۔ لانچ کیپٹن ہمارا خاص آدمی ہے۔ اس کا نام رونالڈ ہے۔ وہ انتہائی تجربہ کار لانچ کیپٹن ہے اور دور دور تک اس کا نام مشہور ہے۔ وہ لانچ لے جائے گا''...... ہنری نے کہا تو ڈینی نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ تینوں اوپر عرشے پر آ گئے۔ ہنری نے جیب سے

سیل فون نکالا۔ اس کا ایک بٹن آن کر کے کسی کو سگنل دیا اور پھر سیل فون کو واپس جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر لیکن مضبوط جسم کا مالک آدمی لانچ پر آیا۔ یہ لانچ کیپٹن رونالڈ تھا۔ رونالڈ کا تعارف، ڈینی اور مارٹی سے ہنری نے کرایا اور پھر وہ ان دونوں سے مصافحہ کر کے واپس چلا گیا تو کیپٹن رونالڈ نے لانچ کا لنگر اٹھایا اور انجن سٹارٹ کر کے لانچ کو گھما کر کھلے سمندر میں لے گیا اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے لانچ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔ ڈینی اور مارٹی بھی ساتھ ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''اگر راستے میں چیکنگ ہو بھی سہی تو پھر آپ کیا کریں گے کیپٹن''...... ڈینی نے کہا۔

''کافرستانی سمندری حدود سے پہلے کوئی چیکنگ نہیں اور اول تو ہم نے کافرستانی حدود میں داخل ہی نہیں ہونا اور اگر فرض کیا داخل ہو بھی گئے تو رونالڈ کو سب جانتے ہیں اس لئے میری موجودگی میں کسی قسم کی کوئی چیکنگ ہو ہی نہیں سکتی۔ حتیٰ کہ کافرستانی حدود میں بھی میری ٹائم والے مجھے دیکھ کر بغیر چیکنگ واپس چلے جاتے ہیں۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ گرینڈ وکٹری مشن انتہائی پرسکون انداز میں کامیاب رہے گا''...... لانچ کیپٹن رونالڈ نے کہا تو ڈینی بے اختیار اچھل پڑا۔

''تمہیں اس مشن کا نام کیسے معلوم ہے''...... ڈینی نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ کراس ورلڈ کے سپر ایجنٹس ہیں جبکہ ہمارا تعلق بھی کراس ورلڈ سے ہے اور پاکیشیا میں ہنری اس سیکشن کا انچارج ہے۔ میں بھی اس تنظیم سے متعلق ہوں۔ کافرستان میں بھی کراس ورلڈ کی تنظیم موجود ہے۔ اس کا سربراہ کرن سنگھ ہے اور کرن سنگھ اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ ہے جو آپ کو لانچ سے لینے آئے گا اس لئے ہم سب کو اس مشن کے بارے میں باقاعدہ بریف کیا گیا ہے''...... لانچ کیپٹن رونالڈ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈینی اور مارٹی دونوں کے چہروں پر بے حد اطمینان کے تاثرات چھا گئے۔ وہ شاید اب پوری طرح مطمئن ہو گئے تھے کہ اب گرینڈ وکٹری مشن محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک فلاسک چائے سے بھرا ہوا موجود تھا کیونکہ جب بھی اس پر مطالعہ کی دھن سوار ہوتی تھی تو وہ چائے مانگ مانگ کر سلیمان کا جینا حرام کر دیتا تھا اس لئے سلیمان فلاسک چائے سے بھر کر اس کی میز پر رکھ دیتا تھا اور پھر خود اطمینان سے شاپنگ کرنے چلا جاتا۔ اس وقت بھی وہ شاپنگ کرنے گیا ہوا تھا اس لئے اس نے جانے سے پہلے فلاسک چائے سے بھر کر میز پر رکھ دیا تھا۔ اب یہ دوسری بات تھی کہ جب وہ واپس آتا تو چائے کا فلاسک ویسے ہی بھرا ہوا اسے ملتا۔ عمران شاید سلیمان کو تنگ کرنے کے لئے چائے کی ڈیمانڈ کرتا رہتا تھا ورنہ عام حالات میں وہ اتنی چائے نہیں پیتا تھا۔

آج بھی سلیمان کو گئے ہوئے ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر گیا تھا لیکن فلاسک ویسے کا ویسا ہی بھرا ہوا تھا۔ عمران نے درمیان میں

ایک کپ بھی نہیں پیا تھا۔ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔ عمران نے روٹین میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ فلیٹ پر موجود ہیں یا نہیں۔ میں آ رہا ہوں۔ بیریلیم دھات کے بارے میں ایک اہم اطلاع ملی ہے“۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آ جاؤ لیکن فلاسک میں بند چائے پینا پڑے گی“...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ٹائیگر کے ہنسنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب میز پر رکھی اور اٹھ کر راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے“...... عمران نے دروازہ کھولنے سے پہلے اپنی عادت کے مطابق پوچھا۔

”ٹائیگر ہوں باس“...... باہر سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

”ایک ضرب المثل ہے کہ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے اور جب ٹائیگر شہر کا رخ کرتا ہے تو اس کا کیا

ہوتا ہے“...... عمران نے واپس سٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”اس کے باس کی شامت آتی ہے“...... ٹائیگر نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو عمران اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”بہت خوب“...... عمران نے آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور اس نے ٹائیگر کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ابھی سلیمان آنے والا ہے۔ وہ تمہیں تازہ چائے بنا دے گا۔ میرے نقطہ نظر سے فلاسک میں بند چائے گھٹن کا شکار ہو جاتی ہے اس لئے اسے پینا خود بھی گھٹن کا شکار ہونا ہے۔ بہرحال اب بتاؤ کہ تمہاری آمد سے میری کیا شامت آئی ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میرا خیال ہے کہ معاملات ہمارے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں“...... ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کون سے معاملات“...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”باس۔ آج میں ویسے ہی ایک آدمی سے ملنے سن رائز کالونی گیا تھا۔ وہاں سے واپس آتے ہوئے مجھے اچانک خیال آ گیا کہ ماہرین معدنیات کے اس ایکریمین جوڑے کے ڈرائیور فریڈ سے ملتا جاؤں جس سے یہ معلوم کرنا تھا کہ سی ٹی فیکٹری میں مقامی افراد کو

کیوں نکالا گیا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ تم نے رپورٹ تو دی تھی۔ تمہارا آدمی کیا نام بتایا تھا تم نے۔ ہاں۔ مورگن۔ پھر نئی کیا بات سامنے آ گئی ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مورگن نے جو بتایا تھا، بتایا تھا لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ معاملات وہ نہیں ہیں جو بتائے جا رہے ہیں لیکن چونکہ آپ نے اس معاملے سے ہاتھ اٹھا لیا تھا اس لئے میں بھی خاموش ہو گیا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تو اور کیا کرتا۔ وادی بلاس کا نام لیا گیا تھا۔ وہاں سے مکمل چیکنگ کے بعد کچھ بھی نہ ملا تھا۔ ڈاکٹر ہوکنز بھی ہلاک ہو چکا تھا اور وہ پاکیشیائی ماہر معدنیات بھی۔ بہرحال پھر تم ملے۔ اس سے کیا باتیں ہوئیں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں سن رائز کالونی کی کوٹھی نمبر چوبیس پر گیا۔ وہاں فریڈ موجود تھا لیکن وہ ماہر معدنیات جوڑا موجود نہ تھا۔ وہ میرے وہاں پہنچنے سے تھوڑی دیر پہلے خود کار چلاتے ہوئے گئے تھے۔ فریڈ سے تو مزید کچھ حاصل نہ ہو سکا البتہ فریڈ نے ایک اشارہ کیا کہ ماہر معدنیات جوڑا دراصل ماہر معدنیات نہیں کیونکہ فریڈ نے ایک بار ان کے درمیان ہونے والی بات چیت ان کے کمرے کی کھڑکی سے گزرتے ہوئے سنی تھی۔ اس کے مطابق ان کے نام بھی دوسرے تھے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ڈینی اور مارٹی کے نام

سے پکار رہے تھے جبکہ ویسے ان کے نام ماسٹر راشل اور جولین تھے۔ میں نے اس کار کے بارے میں معلومات حاصل کیں کیونکہ میں اب اس جوڑے سے خود ملنا چاہتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ کسی ہوٹل میں گئے ہوں گے کیونکہ ہفت کوہ میں وہ فریڈ کے بغیر نہیں جاتے تھے۔ پھر میں نے ٹیکسی ڈرائیوروں کے آفس سیکرٹری کو اس کار کی تفصیل بتائی اور اسے کہا کہ وہ معلومات حاصل کر کے بتائے کہ یہ کار کہاں موجود ہے۔ سیکرٹری اس کار کی تفصیلات ٹرانسمیٹر پر شہر میں رہنے والی تمام ٹیکسیوں کو دیتا تھا اور وہ لوگ آفس میں جواب دیتے تھے۔ چنانچہ جلد ہی معلوم ہو گیا کہ یہ کار بندرگاہ پر موجود ریڈ پورٹ کلب کی پارکنگ میں موجود ہے اور اسے وہاں کلب کا چیف سپروائزر ہنری لے کر آیا تھا۔ چنانچہ میں اس کلب میں چلا گیا۔ فریڈ سے میں نے ان دونوں کے حلیئے معلوم کر لئے تھے لیکن یہ اس کلب میں موجود نہیں تھے اور پارکنگ بوائے سے ایک نئی بات کا علم ہوا کہ اس کار میں اکیلا ہنری آیا تھا۔ وہ دونوں ساتھ نہیں تھے جبکہ کار وہی تھی۔ میں ہنری سے ملا تو مجھے شک پڑا کہ وہ صرف سپروائزر ہی نہیں ہے اور بھی بہت کچھ ہے اور اس نے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی تو میں اسے علیحدہ سپیشل روم میں لے گیا اور وہاں تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ہنری نے جو کچھ بتایا اس نے مجھے حیران کر دیا اور میں وہاں سے سیدھا یہاں آپ کے پاس آیا ہوں''...... ٹائیگر نے کسی داستان گو کے انداز میں سسپنس پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''تمہید باندھنے کی بجائے اصل بات پر آ جاؤ''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہنری کا لاشعور سامنے لا کر اس سے معلومات حاصل کرنا پڑیں۔ اس کے مطابق ہنری کا تعلق ایکریمیا کی ایجنسی کراس ورلڈ سے ہے۔ یہ ماہر معدنیات جوڑا بھی اصل میں کراس ورلڈ کے سپر ایجنٹس ہیں جن کے اصل نام ڈینی اور مارٹی ہیں اور ہنری نے ایک ایسا انکشاف کیا کہ میں لرز اٹھا۔ ہنری کے مطابق سی ٹی فیکٹری کے عقبی حصے میں جدید مشینری کی مدد سے وادی کارسا تک سرنگ لگائی گئی اور اس وادی میں بیریلیم دھات خاصی بڑی مقدار میں موجود تھی اور خالص حالت میں تھی۔ سی ٹی فیکٹری کے انچارج انجینئر سمتھ نے یہ ساری دھات نکال لی اور ایک ایک ہزار گرام کے تیرہ پیکٹس بنائے گئے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے چہرے پر یکلخت بے چینی کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو اس لئے انہوں نے مقامی لیبر اور مقامی ملازمین کو نکالا تھا۔ ویری بیڈ۔ ہم سمجھ ہی نہ سکے لیکن انہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ دھات وادی کارسا میں ہے اور اب جلد بتاؤ کہ یہ دھات اب کہاں ہے''...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''وہی بتا رہا ہوں باس۔ ہنری نے بتایا ہے کہ اس دھات کے تیرہ پیکٹوں کو پاکیشیا سے ایکریمیا بھجوانے کے لئے منظم پلاننگ کی

گئی ہے۔ اس ہنری کے ذریعے انجینئر سمتھ اپنی کار میں تیرہ پیکٹس ایک بوری میں ڈال کر بندرگاہ پر لے آیا اور ہنری نے ریڈ پورٹ کلب کے عقبی طرف جا کر اس سے یہ پیکٹس وصول کر لئے اور انجینئر سمتھ اس سے رسید لے کر چلا گیا۔ اس کے بعد اس جوڑے ڈینی اور مارٹی کا کام شروع ہوا۔ وہ کار لے کر سینتل گھاٹ پہنچے جہاں ایک لانچ موجود تھی اور ہنری بھی وہاں موجود تھا اور اس لانچ کا کیپٹن رونالڈ بھی کراس ورلڈ کا آدمی ہے۔ دھات کے پیکٹس بھی اس لانچ میں پہنچا دیئے گئے۔ اس کے بعد ہنری واپس آ گیا اور لانچ کافرستان کی طرف روانہ ہو گئی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو اب یہ دھات کافرستان پہنچ چکی ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ اس کے بعد کا پروگرام بھی ہنری سے معلوم ہو گیا ہے۔ اس کے مطابق ابھی لانچ کافرستانی سمندری حدود میں داخل نہ ہوئی ہو گی کہ ایک ہیلی کاپٹر اس جوڑے کو دھات سمیت لانچ سے پک کر لے گا اور پھر یہ ہیلی کاپٹر ان دونوں کو براہ راست کافرستانی ایئر پورٹ پر پہنچا دے گا جہاں ایک چارٹرڈ طیارہ ایکریمیا کے لئے تیار کھڑا ہو گا۔ دھات کے پیکٹس اس جہاز میں شفٹ کر دیئے جائیں گے اور ڈینی اور مارٹی بھی اس طیارے میں سوار ہو جائیں گے اور طیارہ ایکریمیا کے لئے پرواز کر جائے گا''...... ٹائیگر نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اس وقت کیا پوزیشن ہے۔ کہاں موجود ہو گی یہ دھات''۔ عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''ہنری کے مطابق طیارہ کافرستان ایئر پورٹ سے روانہ ہو رہا ہو گا۔ میرے یہاں پہنچنے تک آدھے گھنٹے کا سفر کر چکا ہو گا۔ ویسے یہ سفر اٹھارہ گھنٹوں کا ہے۔ ابھی طیارہ فضا میں ہی ہو گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کی تفصیل کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''تفصیل کا علم ہنری کو نہ تھا کیونکہ ہیلی کاپٹر اور طیارہ کافرستان میں کراس ورلڈ کے ایجنٹس نے ہائر کیا ہو گا''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔ عمران نے یقیناً آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے آواز ٹائیگر بھی بخوبی سن رہا تھا۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ میں نے پورا تعارف اس لئے نہیں کرایا کہ میرے پاس وقت بے حد کم ہے۔ تم فوراً ایئر پورٹ پر جاؤ اور معلوم کرو کہ وہاں سے چارٹرڈ طیارہ ایکریمیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر گیا ہے تو کس وقت روانہ ہوا ہے اور کہاں کہاں درمیان میں رکے گا اور کب ایکریمیا پہنچے گا۔ میں تمہیں صرف دس منٹ دے سکتا ہوں۔ ہری اپ۔ ہری اپ''...... عمران نے انتہائی تیز رفتاری

سے بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

''یہ تو بہت برا ہوا ٹائیگر۔ یہ تو ہماری آنکھوں میں دھول جھونک کر پاکیشیا کی دولت لے اڑے ہیں۔ ویری بیڈ''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''انہوں نے اس کا نام گرینڈ وکٹری مشن شاید اسی لئے رکھا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''گرینڈ وکٹری مشن۔ اچھا نام ہے۔ انہوں نے واقعی ہمیں احمق بنا کر گرینڈ وکٹری حاصل کر لی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ مسکرا رہے ہیں۔ میرا تو دل اس گرینڈ وکٹری نام پر رو رہا ہے''...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''وہ کیا کہتے ہیں کہ بچہ جب تک روئے نہیں اسے دودھ نہیں ملتا اس لئے اگر تمہارا دل رو رہا ہے تو پھر دودھ لازماً ملے گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ اس لئے یہ بات کر رہے ہیں کہ چارٹرڈ طیارہ ابھی ایکریمیا نہیں پہنچا اور آپ راستے میں گڑبڑ کرا سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ بین الاقوامی روٹس پر چلنے والے چارٹرڈ طیارے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ایسے اختیارات کسی کے

پاس ہیں کہ وہ چارٹرڈ طیارے کو کہیں روک کر اسے آگے جانے کی اجازت نہ دے۔ سوائے اس کے کہ طیارے کی مشینری میں کوئی خرابی ہو جائے یا موسم ایسا ہو جائے جس میں فلائٹ تباہ ہونے کا رسک موجود ہو''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر یہ کارروائی ایکریمیا میں تو کی جا سکتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ وہاں کوئی نہ کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ کارروائی کے لئے رابطہ سے پہلے یہ فلائٹ وہاں پہنچ نہ چکی ہو'' عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ناٹران بول رہا ہوں عمران صاحب۔ ایئر پورٹ سے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق ایک چارٹرڈ جیٹ طیارہ تقریباً نصف گھنٹہ پہلے ایکریمیا کے لئے روانہ ہوا ہے اور یہ طیارہ اٹھارہ گھنٹوں کی فلائنگ کے بعد ایکریمیا ولنگٹن ایئر پورٹ پر لینڈ کرے گا۔ اس طیارے میں صرف میاں بیوی سفر کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ کارگو میں تیرہ ڈبے ہیں جو ایک بوری میں بند ہیں۔ یہ کسی خاص میڈیسن کے ہیں جس کے بارے میں ایکریمین سفارت خانے نے حکومت سے باقاعدہ اجازت لی ہے''...... ناٹران نے بھی انتہائی

سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''طیارہ کہاں کہاں رکے گا۔ یہ معلوم کیا ہے تم نے اور اس وقت وہ کس ملک کی فضا میں پرواز کر رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی نہیں۔ میں ابھی معلوم کر کے بتاتا ہوں''...... ناٹران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جلدی کرو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''باس۔ آپ نے اس گرینڈ وکٹری کو گرینڈ شکست میں تبدیل کرنے کے لئے کیا سوچا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہاں بیٹھے بیٹھے تو معاملہ حل نہیں ہو سکتا۔ بہرحال یہ طے ہے کہ ہماری زندگی میں پاکیشیا کی دولت کوئی اس طرح لوٹ نہیں سکتا۔ یہ درست ہے کہ ہم سے غفلت ہوئی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ لوگ جو چاہیں کر گزریں۔ انہیں اس کا حساب دینا ہو گا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے عمران کا لہجہ سن کر یقین ہو گیا تھا کہ عمران اب ایکریمیا کی گرینڈ وکٹری کو پاکیشیا کی گرینڈ وکٹری میں بدل دے گا اس لئے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تم کو ہنری پر اتنا شک کیسے پڑ گیا کہ تم نے اس کا شعور ختم کر کے تفصیلات معلوم کرنے کا سوچا''...... عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

''ہنری کا اس ایکریمین جوڑے کی کار کلب کی پارکنگ میں لے آنے اور اس جوڑے کی کلب میں عدم موجودگی نے مجھے چونکا دیا تھا۔ میری چھٹی نے الارم بجانا شروع کر دیا۔ ہنری کلب کی عقبی طرف واقع ایک مکان میں اکیلا رہائش پذیر تھا اور اس وقت وہ گھر چلا گیا تھا۔ میں نے جب اسے وہاں ٹٹولنے کی کوشش کی تو اس نے الٹا مجھ پر حملہ کر دیا جس سے میرا یقین پختہ ہو گیا کیونکہ وہ باقاعدہ فائٹر تھا۔ چنانچہ میں نے اسے بے ہوش کر دیا اور پھر اسے کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھنے کے بعد اسے ہوش میں لے آیا۔ پھر اس کی قوت مدافعت دیکھتے ہوئے میں نے اس کے نتھنے کاٹ کر پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضرب لگا کر اس سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر واقعی وہ کچھ معلوم ہو گیا جو شاید ویسے ہم کبھی بھی معلوم نہ کر سکتے تھے۔ ایکریمین نے واقعی اس بار ایسی پلاننگ کی اور پھر اس پر عمل بھی کر گزرے کہ ہمیں شبہ تک نہیں ہو سکا''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''کیا معلوم ہوا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چارٹرڈ فلائٹ اس وقت تارکی کی فضا میں پرواز کر رہی ہے۔

تارکی ایئر پورٹ پر اتر کر وہ وہاں سے فیول لے گا اور پھر ایک
گھنٹے کے بعد پرواز کرے گا اور اس کے بعد وہ لائبا ایئر پورٹ پر
اتر کر فیول لے گا۔ وہاں یہ دو گھنٹے رکے گا۔ وہاں ان دونوں
مسافروں کو آرام کرنے کی سہولت دی جائے گی اور کریو تبدیل ہو
جائے گا۔ وہاں سے پرواز کرنے کے بعد طیارہ آخری منزل ونگٹن
پر اترے گا۔ اس سارے پراسیس میں ابھی مزید گیارہ گھنٹے لگیں
گے''۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''فلائٹ کی تفصیلات کیا ہیں''...... عمران نے پوچھا تو دوسری
طرف سے ناٹران نے تفصیل بتا دی۔

''اوکے۔ میں تمہاری شکایت چیف سے نہیں کروں گا ورنہ تم
نے ادھوری معلومات حاصل کر کے حماقت کا ارتکاب کیا تھا''۔
عمران نے کہا۔

''آئی ایم سوری عمران صاحب۔ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی تھی''۔
ناٹران نے کہا۔

''آئندہ خیال رکھنا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا پھر اٹھ کر وہ ایک الماری
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود ڈائری
اٹھائی اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر اس نے ڈائری کھولی اور اس کی
ورق گردانی شروع کر دی۔ پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر
رکھی اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع

کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

''لائبا کے دارالحکومت کا کوڈ نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو چند
لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا
اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی پہلے سے مختلف نسوانی
آواز سنائی دی۔

''کاروش کلب کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف
سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار
پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے انداز میں بے حد تیزی تھی۔

''کاروش کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

''پاکیشیا سے پرنس عمران بول رہا ہوں۔ گرینڈ ماسٹر کاروش سے
بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کاروش بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی
مردانہ آواز سنائی دی۔

"پرنس علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں فرام پاکیشیا گرینڈ ماسٹر"...... عمران نے اس بار اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یو ناٹی بوائے۔ تم کہاں سے اتنے عرصے بعد ٹپک پڑے ہو۔ تم یہ ڈگریاں نہ بتاتے تو شاید اتنے طویل عرصے بعد میں تمہیں پہچان ہی نہ سکتا۔ بولو۔ کیا چاہتے ہو۔ گرینڈ ماسٹر سے بولو"...... اس بار دوسری طرف سے بڑے اپنائیت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تمہیں اب بھی یاد آ گیا ہو گا گرینڈ ماسٹر کہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم میرا کام بغیر کسی معاوضے کے کرو گے۔ بولو۔ یاد آ گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ یاد آ گیا ہے اور اب ایک نہیں دو کام لے لو۔ بولو"...... گرینڈ ماسٹر کاروش نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا لائبا ایئر پورٹ میں اب بھی تمہارا ویسے ہی قبضہ ہے جیسے پہلے تھا اور تم نے میرے سامنے اس کا مظاہرہ بھی کیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میرا اسمگلنگ کا تمام تر دھندہ ایئر پورٹ کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ بولو۔ کیا چاہتے ہو تم۔ کیا کسی جہاز کو ایئر پورٹ پر یا فضا میں تباہ کرانا ہے۔ بولو۔ گرینڈ ماسٹر کاروش تمہیں مایوس نہیں کرے گا"۔

گرینڈ ماسٹر کاروش نے کہا۔

"ارے نہیں۔ بس ایک چھوٹا سا کام ہے جو تمہارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن میرے لئے عزت کا مسئلہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ناٹی بوائے۔ پھر یہ تمہاری عزت نہیں گرینڈ ماسٹر کی عزت کا سوال ہے۔ بولو"...... گرینڈ ماسٹر نے بڑے جذباتی سے انداز میں کہا۔

"کافرستان سے ایکریمیا کے لئے ایک چارٹرڈ طیارہ اس وقت تارکی کی فضا میں موجود ہے۔ اس کا اگلا پڑاؤ لائبا ہو گا اور بین الاقوامی قوانین کے مطابق طویل سفر کی وجہ سے لائبا ایئر پورٹ پر یہ طیارہ دو گھنٹے رکے گا تاکہ اس میں موجود مسافر بھی آرام کر لیں۔ اس کا کریو یعنی عملہ بھی تبدیل ہو سکے اور طیارے کی ٹیکنیکل چیکنگ بھی ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ قانون تو ہے لیکن تم کیا چاہتے ہو"...... گرینڈ ماسٹر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس چارٹرڈ طیارے میں ایک مرد اور ایک عورت سفر کر رہے ہیں۔ مجھے ان سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن اس طیارے کے کارگو میں ایک بوری ہے اور اس بوری میں بند تیرہ پیکٹس ہیں جن میں پاکیشیا کی انتہائی قیمتی دھات پاکیشیا سے چرا کر لے جائی جا رہی ہے۔ مجھے وہ پیکٹس اس انداز میں چاہئیں کہ طیارے میں

موجود کارگو میں ویسے ہی بوری موجود رہے۔ ویسے ہی تیرہ پیکٹس بھی اس میں موجود رہیں لیکن اصل پیکٹ نہ ہوں بلکہ کارگو میں موجود پیکٹس جیسے ایسے پیکٹس ہوں جن میں عام سا پاؤڈر بھرا ہوا ہو اور اصل پیکٹس مجھے واپس مل جائیں۔ بولو۔ کیا گرینڈ ماسٹر ایسا کر سکتا ہے یا مجھے سپر گرینڈ ماسٹر کے پاس جانا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ ناٹی بوائے۔ یہ نام مت لو۔ تمہارا کام تو میرے لئے بہت آسان ہے لیکن تم اس بکھیڑے میں کیوں پڑ رہے ہو۔ تمہیں وہ کارگو چاہئے مل جائے گا''...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

''نہیں۔ میں انہیں اس وقت چونکانا چاہتا ہوں جب ان کے لائے ہوئے پیکٹس سے قیمتی دھات کی بجائے عام پاؤڈر نکلے گا۔ پہلے نہیں۔ انہوں نے اس مشن کا نام گرینڈ وکٹری رکھا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ آخری لمحے تک اسے گرینڈ وکٹری ہی کہتے رہیں۔ بولو۔ کیا تم یہ سب کرلو گے دو گھنٹے کے اندر''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ انتہائی آسانی سے۔ ایئر پورٹ پر موجود تمام سٹاف چاہے وہ کوئی بھی ہو اندر سے میرا ہی آدمی ہے۔ ایئر پورٹ چیف مینجر سے لے کر ایک عام لوڈر تک سب گرینڈ ماسٹر کے لئے کام کرتے ہیں۔ تم اس طیارے کی تفصیل بتاؤ اور باقی کام مجھ پر چھوڑ دو۔ گرینڈ ماسٹر کو تمہارا یہ کام کر کے خوشی ہو گی کیونکہ بارہ سال

پہلے اگر تم میری خاطر اکیلے پانچ آدمیوں سے نہ لڑ پڑتے تو گرینڈ ماسٹر کی ہڈیاں تک گل سڑ چکی ہوتیں۔ تمہارا یہ کام ہو گا اور اس انداز میں ہو گا کہ جیسے تم چاہتے ہو۔ تم نے اپنی عزت کا مسئلہ کہا ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ تم نے ایسا کیوں کہا ہے۔ تفصیل بتاؤ طیارے کی''...... اس بار گرینڈ ماسٹر نے قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

''اس بات کو مت دوہرایا کرو۔ تم اس وقت مظلوم تھے اور تمہاری مدد مجھ پر فرض تھی۔ طیارے کی تفصیل نوٹ کرو''...... عمران نے کہا اور پھر ناٹران نے جو تفصیل بتائی تھی وہ اس نے دوہرا دی۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے نوٹ کر لی ہے۔ پیکٹس کہاں بھجوائے جائیں''...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

''اپنے پاس رکھنا۔ میرا آدمی تم سے وصول کر لے گا''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسے پیکٹس بغیر خصوصی اجازت کے کارگو نہیں کئے جا سکتے۔ اس چارٹرڈ طیارے میں انہیں لے جانے کے لئے بھی خصوصی اجازت نامہ لیا گیا ہو گا جبکہ میرا دھندہ ایسا ہے کہ میرے لئے انہیں پاکیشیا پہنچانا کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ تمہارا فلیٹ کنگ روڈ پر ہی ہے نا۔ جہاں تم ایک بار مجھے لے گئے تھے''...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

''ہاں۔ وہیں ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر تمہارے فلیٹ پر میرا آدمی تمہیں یہ پیکٹس پہنچا دے گا۔ تم بے فکر رہو"...... گرینڈ ماسٹر نے کہا۔

"وہ پیکٹس کسی خاص دھات کے بنائے گئے ہیں۔ پھر ان کو گتے کے پیکٹس میں پیک کیا گیا ہو گا۔ تم نے عام پاؤڈر بھر کر ایسے ہی پیکٹس بنانے ہوں گے۔ دو گھنٹوں میں یہ کام مکمل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس سے بھی پہلے۔ ہم بھی منشیات کو دھات کے خصوصی پیکٹس میں بند کر کے اسمگل کرتے ہیں۔ یہ بتا کر کہ اس میں منشیات کی بجائے ادویات ہیں۔ بے فکر رہو۔ اپنا فون نمبر بتا دو"۔ گرینڈ ماسٹر نے کہا تو عمران نے فلیٹ کا فون نمبر بتا دیا اور پھر فون کا رابطہ ختم ہوتے ہی عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"باس۔ کیا واقعی ایسا ہو جائے گا جیسا آپ نے کہا ہے"۔ ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ پوری دنیا میں گرینڈ ماسٹر کاروش واحد آدمی ہے جو ہوائی جہازوں کے کارگو کے ذریعے منشیات اسمگل کرتا ہے اور آج سے نہیں طویل عرصے سے وہ یہ کام کرتا چلا آ رہا ہے اس لئے اس کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کراس ورلڈ کا چیف مارتھر اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا تھا۔ آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ پاکیشیا سے دنیا کی قیمتی ترین دھات کے تیرہ پیکٹس جن میں سے ہر پیکٹ میں ایک ہزار گرام خالص بیریلیم دھات تھی پاکیشیا سے ایکریمیا پہنچ چکی تھی اور پاکیشیا کے حکام اور پاکیشیا کی تمام ایجنسیوں میں سے کسی کو بھی اس کا علم تک نہ ہو سکا تھا۔ یہ واقعی ایسا کارنامہ تھا جس کی تفصیل کا علم ہوا تو سائنس سیکرٹری تو کیا چیف سیکرٹری تک نے اسے فون کر کے مبارک باد دی تھی حتیٰ کہ ابھی ابھی ایکریمیا کے صدر نے بھی اسے فون کر کے اس کی تعریف کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس وقت انتہائی خوش نظر آ رہا تھا۔

مارتھر کو ڈینی اور مارٹی کا انتظار تھا جنہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا تو ڈینی اور مارٹی دونوں اندر داخل ہوئے تو مارتھر نے خلاف معمول اٹھ کر نہ صرف ان کا استقبال کیا

بلکہ ان سے باقاعدہ مصافحہ بھی کیا۔ خوشی ان کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

”گرینڈ وکٹری باس“...... ڈینی نے کہا۔

”گرینڈ وکٹری“...... مارتھر نے باقاعدہ نعرے کے سے انداز میں جواب دیا اور پھر تینوں نے مل کر گرینڈ وکٹری فار ایکریمیا کا نعرہ بلند کیا اور آفس اس نعرے سے گونج اٹھا۔

”تم نے وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ ایکریمیا کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ اب ایکریمیا اس دھات کی وجہ سے نہ صرف ایسے میزائل بنا سکے گا جس پر کسی میزائل شکن ہتھیار کا اثر نہ ہو سکے گا بلکہ اب اس دھات سے ایسے خلائی جہاز تیار کئے جائیں گے جو خلاء میں صدیوں تک کام کرتے رہیں گے۔ ایکریمیا اس دھات کی وجہ سے دنیا کا ناقابل تسخیر ملک بن جائے گا۔ گرینڈ وکٹری فار ایکریمیا“...... مارتھر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ یہ سب آپ کی رہنمائی کی وجہ سے ہوا ہے“...... ڈینی نے کہا۔

”ہاں چیف۔ ہمیں آپ پر فخر ہے“...... مارٹی نے بھی کہا۔

”نہیں۔ تم دونوں نے اس انداز میں کام کیا ہے کہ مجھے تمہاری کارکردگی پر فخر ہے“...... مارتھر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ ریک سے ایک شراب کی بوتل اٹھا کر میز پر رکھی اور پھر نچلے ریک سے تین گلاس اٹھا کر رکھے اور پھر بوتل کا

ڈھکن کھول کر اس نے تینوں گلاسوں میں شراب ڈالی اور ایک ایک گلاس سامنے بیٹھے ڈینی اور مارٹی کے سامنے رکھ کر تیسرا گلاس اس نے اٹھا لیا اور پھر تینوں نے گرینڈ وکٹری مشن کے اظہار کے لئے ایک دوسرے سے جام ٹکرائے اور شراب پینے لگے۔

”چیف۔ آپ ہمیں صرف شراب پر ہی نہیں ٹرخا سکتے۔ آپ کو دعوت دینی ہو گی“...... ڈینی نے کہا تو مارتھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ میں خود بھی یہی چاہتا ہوں لیکن کچھ روز ٹھہرنا پڑے گا کیونکہ میں اس مشن میں نمایاں کام کرنے والے ہر آدمی کو اس دعوت میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ پاکیشیا میں دو آدمی ہیں انجینئر سمتھ اور ہنری جبکہ کافرستان سے رونالڈ اور کرن سنگھ کو بلاؤں گا۔ پھر دعوت ہو گی“...... مارتھر نے کہا۔

”یس چیف۔ اس مشن کی کامیابی میں کلیدی کردار تو انجینئر سمتھ کا ہے۔ اس کے بعد ہنری نے بھی شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہیں ضرور اس دعوت میں شامل ہونا چاہئے“...... مارٹی نے کہا تو مارتھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا گلاس میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... مارتھر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سے انجینئر سمتھ کی کال ہے جناب“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارتھر بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ اچھا۔ بات کراؤ۔ وہ معلوم کرنا چاہتا ہو گا کہ گرینڈ وکٹری مشن مکمل ہو گیا ہے یا نہیں۔ کراؤ بات''...... مارتھر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ انجینئر سمتھ بول رہا ہوں''...... دوسرے لمحے انجینئر سمتھ کی آواز سنائی دی تو لاؤڈر کی وجہ سے اس بار آواز ڈینی اور مارٹی کو بھی واضح طور پر سنائی دی۔

''مبارک باد ہو انجینئر سمتھ۔ تمہاری اعلیٰ ترین کارکردگی کی وجہ سے یہ مشن شاندار طور پر مکمل ہو گیا ہے۔ گڈ شو۔ تمہیں اس کا بھاری انعام دیا جائے گا''...... مارتھر نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''تھینکس گاڈ۔ ورنہ میں تو ہنری کی لاش دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا''...... دوسری طرف سے انجینئر سمتھ نے کہا تو مارتھر کے ساتھ ساتھ ڈینی اور مارٹی بھی بے اختیار اچھل پڑے۔ ان تینوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ ہنری کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیوں۔ کب اور کس نے ایسا کیا ہے''...... مارتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں ہنری سے پہلی بار ملا تھا لیکن میں اس کی کارکردگی دیکھ کر اس سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ میں نے واپس آنے کے کافی

دیر بعد اسے فون کر کے مزید پیش رفت معلوم کرنے کی کوشش کی تا کہ مجھے اطمینان ہو سکے کہ کام مکمل ہو گیا ہے یا نہیں جس پر مجھے بتایا گیا کہ ہنری کی لاش کلب کے عقب میں اس کی رہائش گاہ سے ملی ہے۔ کسی نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ میں یہ سن کر بے حد حیران ہوا۔ میرے پوچھنے پر کہ ایسا کس نے کیا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ قاتلوں کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ پولیس انکوائری کر رہی ہے۔ میں نے پولیس تھانے کے بارے میں معلوم کر کے وہاں تھانے میں فون کیا۔ وہاں سے مجھے معلوم ہوا کہ ایک نوجوان کو اس کے گھر میں جاتے دیکھا گیا ہے۔ اسے تلاش کیا جا رہا ہے اور باس۔ اس پولیس انسپکٹر نے یہ بتایا ہے کہ ہنری کی ناک کے دونوں نتھنے بھی آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے ہیں۔ بقول انسپکٹر ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی نے تیز خنجر کے وار کر کے اس کی ناک کے دونوں نتھنے کاٹ دیئے ہوں اور اس کی لاش جس حالت میں ملی ہے اس کے مطابق اسے کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھ دیا گیا تھا۔ میں یہ ساری باتیں سن کر بے حد پریشان ہو گیا اس لئے میں نے فون کیا ہے۔ آپ نے بہرحال خوشخبری سنا دی ہے کہ مشن مکمل ہو گیا ہے ورنہ مجھے بے حد بے چینی کا سامنا تھا''...... انجینئر سمتھ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مشن تو مکمل ہو گیا ہے لیکن تم نے یہ عجیب اور تشویش ناک خبر سنائی ہے۔ بہرحال اب مردے کو تو زندہ نہیں کیا جا سکتا۔

جو ہو چکا ہے وہ ہو چکا لیکن اس کے قاتلوں کو سامنے آنا چاہئے۔ اوکے۔ میں خود ہی اس کا کوئی بندوبست کروں گا۔ گڈ بائی''۔ مارتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''عجیب بات ہے۔ نتھنے آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے ہیں۔ کیوں''...... مارتھر نے رسیور کریڈل پر رکھ کر ڈینی اور مارٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ انتہائی تشویشناک خبر ہے چیف''...... ڈینی نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''انتہائی تشویشناک سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ کسی گینگ وار میں مارا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کی جان تو ہر وقت خطرے میں رہتی ہے''...... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اصل بات یہ نتھنے کاٹنے والی ہے کیونکہ یہ بات تمام لوگوں کے علم میں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ عمران کو جب مصدقہ اطلاعات چاہئیں ہوتی ہیں تو وہ ناک کے دونوں نتھنے تیز دھار خنجر سے کاٹ دیتا ہے اور پھر پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضرب لگاتا ہے تو آدمی کا شعور ختم ہو جاتا ہے اور لاشعور سامنے آ جاتا ہے اور پھر لاشعور میں موجود ہر بات وہ آدمی خودبخود بتا دیتا ہے اس لئے اس اطلاع کا مطلب ہے کہ ہنری تک عمرن پہنچا ہے اور اس نے اس کے لاشعور سے ہر بات معلوم کر لی ہو گی''...... ڈینی نے کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسا ہے بھی سہی تو پھر کیا ہوا۔ ہم تو کامیاب ہو چکے ہیں۔ دھات مکمل طور پر حفاظت سے سپیشل لیبارٹری تک بھجوا دی گئی ہے۔ اب اگر اسے معلوم بھی ہو جائے تب بھی وہ کیا کر سکتا ہے۔ اب دھات اسے واپس تو ملنے سے رہی''...... مارتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہی ایک پلس پوائنٹ ہمارے حق میں ہے لیکن اگر عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم ہو چکا ہے تو وہ لازماً اب اسے دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ایکریمیا پہنچیں گے''...... ڈینی نے کہا۔

''پہنچتے رہیں۔ اب ہماری اس معاملے میں کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہم نے اسے پاکیشیا سے حاصل کر کے حکومت کے حوالے کر دیا ہے۔ اب اس کی حفاظت دوسری متعلقہ ایجنسیوں کے ذمے ہو گی ہمارے نہیں اس لئے ہمیں اب فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب دوسری ایجنسیاں خود ہی کام کرتی رہیں گی''...... مارتھر نے کہا تو ڈینی اور مارٹی کے ستے ہوئے چہرے اس کی بات سن کر نارمل ہو گئے۔

''چیف۔ آپ نے دعوت میں انجینئر سمتھ اور ہنری کو شامل کرنے کی بات کی تھی۔ اب پاکیشیا سے صرف انجینئر سمتھ کو ہی بلایا جائے گا''...... مارٹی نے کہا۔

''ہاں۔ اب مجبوری ہے''...... مارتھر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملات گڑبڑ ہو چکے ہیں۔ آپ جس قدر جلد ہو سکے دعوت کر دیں''...... مارٹی نے کہا تو مارتھر اور ڈینی بے اختیار ہنس پڑے۔

''دعوت کھا کر تمہاری چھٹی حس شانت ہو جائے گی''...... ڈینی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''مارٹی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ ہنری کی لاش کا سن کر مجھے بے حد شاک پہنچا ہے۔ ہمیں ایک دو روز میں اس مشن کی دعوت کھا کر اسے فائنل کر دینا چاہئے۔ میں انجینئر سمتھ کو کال کر کے بلا لیتا ہوں۔ اسے یہاں تک آنے میں دو تین روز تو لگ ہی جائیں گے''۔ مارتھر نے کہا۔

''ہنری کی موت کی وجہ سے وہ مجھے خاصا پریشان لگا ہے اس لئے اس کا موڈ بدلنے کے لئے جلد بلا لیں۔ یہاں اس کا ذہن بٹ جائے گا''...... ڈینی نے کہا تو مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''پاکیشیا میں انجینئر سمتھ سے میری بات کراؤ''...... مارتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیں''...... مارتھر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''انجینئر سمتھ کو دس منٹ پہلے پاکیشیائی حکومت نے گرفتار کر لیا ہے اور فیکٹری کو بھی کلوز کر کے سیل کر دیا گیا ہے''...... دوسری

طرف سے مارتھر کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو وہ تینوں ہی یہ بات سن کر بے اختیار اچھل پڑے۔

''کس نے بتایا ہے تمہیں''...... مارتھر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''انجینئر سمتھ کے اسسٹنٹ جوزف نے فون اٹنڈ کیا ہے۔ وہ لائن پر ہیں بات کریں''...... سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ مارتھر بول رہا ہوں''...... مارتھر نے کہا۔

''میں انجینئر جوزف بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا ہے وہاں۔ انجینئر سمتھ کہاں ہے''...... مارتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

''جناب۔ دس منٹ پہلے محکمہ معدنیات کے افسران اور ملٹری انٹیلی جنس کے افراد نے ریڈ کیا ہے۔ انجینئر سمتھ کو انہوں نے اس الزام میں گرفتار کر لیا ہے کہ اس نے یہاں سے انتہائی قیمتی اور نایاب دھات نکال کر حکومت کے علم میں لائے بغیر ایکریمیا بھجوا دی ہے۔ فیکٹری کو بھی سیل کر دیا گیا ہے اور ہمیں اس فیکٹری میں ہی تاحکم ثانی نظر بند کر دیا گیا ہے اور انجینئر سمتھ کو وہ اپنے ساتھ لے گئے ہیں''...... انجینئر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ ٹھیک ہے۔ میں اعلیٰ سطح پر اسے رہا کرانے اور تم لوگوں کی حفاظت کے لئے کہتا ہوں''...... مارتھر نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

”اس کا مطلب ہے باس کہ ہم فوری نکل آئے ہیں ورنہ وہ اس دھات پر بھی قبضہ کر لیتے۔ یقیناً انجینئر سمتھ کے بارے میں انہیں معلومات ہنری سے ملی ہوں گی“...... ڈینی نے کہا۔

”ہاں۔ اب تو مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے کہ اگر تمہاری وہاں سے فوری نکلنے کی کوشش کامیاب نہ ہوتی تو یہ دھات بھی ہمارے ہاتھ سے نکل سکتی تھی“...... مارتھر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

”اب کیا ہو گیا ہے“...... مارتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... مارتھر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”سیکرٹری سائنس صاحب کی کال ہے جناب“...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری نے کہا۔

”کراؤ بات“...... مارتھر نے تیز لہجے میں کہا۔ لاؤڈر کا بٹن پریس ہونے کی وجہ سے آواز سب کو سنائی دے رہی تھی۔ سیکرٹری سائنس کا سن کر ڈینی اور مارٹی بھی چونک پڑے تھے۔

”ہیلو“...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”مارتھر بول رہا ہوں جناب۔ فرمائیں“...... مارتھر نے کہا۔

”اعلیٰ حکام نے تمہاری ایجنسی کی کارکردگی پر تمہیں مبارک باد دی ہے حتیٰ کہ صدر صاحب نے بھی تمہیں فون کر کے مبارک باد

دی ہے جبکہ تمہیں اور تمہاری ایجنسی کے افراد کو ایکریمیا کو بے عزت کرنے پر گولی مار دینی چاہئے“...... دوسری طرف سے سیکرٹری سائنس نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب“...... مارتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ سیکرٹری سائنس جیسا حکومت کا اعلیٰ عہدیدار ایسی فضول باتیں کیوں کر رہا ہے۔

”میرا دل چاہ رہا ہے کہ تمہیں اور تمہاری ایجنسی کے افراد کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر دوں“...... سیکرٹری سائنس نے مزید چیختے ہوئے کہا۔

”آخر ہوا کیا ہے جو آپ اس قدر غصے میں ہیں“...... مارتھر نے آخر زچ ہو کر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم نے جو پیکٹس بھجوائے ہیں اور دعویٰ کیا ہے کہ ان پیکٹس میں دنیا کی سب سے قیمتی اور نایاب بیریلیم دھات ہے لیکن ان تمام پیکٹس میں عام ٹالکم پاؤڈر بھرا ہوا ہے۔ بولو۔ تمہیں گولی کیوں نہ مار دی جائے۔ بولو“...... سیکرٹری سائنس نے اپنے عہدے کا خیال رکھے بغیر انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا تو مارتھر، ڈینی اور مارٹی تینوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ ان کے چہروں پر پتھریلا پن آ گیا تھا۔

”ہیلو۔ ہیلو“...... سیکرٹری سائنس نے اپنی بات کا جواب نہ ملنے پر یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ پیکٹس انجینئر سمتھ جیسے ماہر نے تیار کرائے اور پھر یہ پیکٹس خود انجینئر سمتھ نے بندرگاہ پر پہنچائے جہاں سے ڈینی اور مارٹی نے انہیں اپنے ساتھ لانچ میں رکھ کر آگے بڑھے۔ پھر انہیں اور پیکٹس کو ایک ہیلی کاپٹر نے پک کر کے کافرستان دارالحکومت کے ایئر پورٹ پر پہنچا دیا۔ وہاں چارٹرڈ طیارہ موجود تھا۔ ڈینی اور مارٹی نے وہ پیکٹس جہاز کارگو میں اپنے سامنے رکھوائے اور چارٹرڈ طیارہ کافرستان سے اڑ کر اٹھارہ گھنٹوں میں ایکریمیا پہنچا۔ ڈینی اور مارٹی نے خود ان پیکٹوں کو ساتھ لے کر سیدھا سپیشل لیبارٹری میں پہنچایا اور ان کی باقاعدہ رسید لی۔ اب آپ بتائیں کہ یہ پیکٹس کیسے غلط ہو سکتے ہیں۔ راستے میں تبدیل کیسے ہو سکتے ہیں اور پاکیشیا میں کسی کو یہ علم ہی نہ تھا کہ وہاں کسی وادی میں یہ دھات تھی اور کس طرح نکالی گئی اور کب نکالی گئی ہے۔ اس طرح کسی کو الہام تو نہیں ہو سکتا''۔ مارتھر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ سپیشل لیبارٹری کے سب سائنس دان جنہوں نے ہر ڈبے کو ایک بار نہیں دس بار چیک کیا ہے وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ بکواس کر رہے ہیں۔ کیوں نانسنس۔ تمہارا کورٹ مارشل ہو گا''...... سیکرٹری سائنس نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارتھر بت کی طرح رسیور کان سے لگائے بیٹھا رہا۔

''باس۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ لانچ سے لے کر ایکریمیا پہنچنے تک کارگو ہمارے ساتھ رہا ہے اور انجینئر سمتھ جیسا تجربہ کار آدمی اب عام ٹالکم پاؤڈر تو ڈبوں میں نہیں بھر سکتا۔ پھر آخر یہ سب کیسے ہو گیا''...... چند لمحوں بعد ڈینی نے رک رک کر کہا۔ وہ ایسے بول رہا تھا جیسے اپنے آپ کو سمجھا رہا ہو۔ مارتھر کے ساکت جسم نے یکلخت جھٹکا کھایا اور اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''یہ ناممکن ہے۔ ایسا ناممکن ہے''...... مارتھر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''پھر کون بکواس کرنے آ گیا ہے نانسنس''...... مارتھر نے چیختے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... اس بار مارتھر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سے علی عمران کی کال ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر کال اٹنڈ نہ کی گئی تو ایکریمیا کو ایسا نقصان ہو گا جس کی تلافی بھی ممکن نہ ہو سکے گی''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... مارتھر نے مشینی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں پاکیشیا سے اور گرینڈ وکٹری کا انجام اب تک تمہارے سامنے آ گیا

ہو گا''...... عمران کی آواز سنائی دی تو مارتھر بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا یہ سب تم نے کیا ہے۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... مارتھر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''صبر مسٹر مارتھر۔ صبر سے سننا پڑے گا''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے طنز کر رہا ہو اور مارتھر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا قد یکلخت چھوٹا ہوتے ہوتے چیونٹی سے بھی کم ہو گیا ہو اور اس کے ذہن میں جیسے لگاتار بم پھٹنے لگ گئے ہوں کیونکہ عمران کی بات سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ جسے اس نے گرینڈ وکٹری کا نام دیا تھا وہ دراصل شکست تھی۔ گرینڈ شکست اور وہ بھی عمران کے ہاتھوں لیکن بہرحال وہ یہ ضرور جاننا چاہتا تھا کہ یہ سب کیسے ہوا۔ کہاں ہوا اور سامنے بیٹھے ڈینی اور مارٹی کے چہروں پر بھی اس سے ملتے جلتے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... رسمی فقرات کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ ناٹران نے مجھے فون کر کے رپورٹ دی تھی کہ آپ نے براہ راست اسے کافرستان کے لئے کوئی کام بتایا تھا جس میں اس سے معمولی سی کوتاہی پر آپ نے اسے انتہائی سخت لہجے میں ڈانٹ دیا تھا اور پھر اس سے کہا کہ آپ اس کوتاہی کی رپورٹ نہیں کریں گے لیکن آئندہ اسے محتاط رہنا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''تو میری بجائے اس نے خود ہی تمہیں رپورٹ دے دی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ آپ کی ڈانٹ کی وجہ سے بے حد دکھی ہو رہا تھا''۔ بلیک

زیرو نے کہا۔

"پھر تم نے کیا کہا۔ بزرگوں کی طرح یہی کہا ہو گا کہ میں عمران کو ڈانٹوں گا۔ وہ یوں بچوں کو ڈانٹتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے اسے کہا کہ عمران نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے تو تمہیں کوئی کام نہ بتایا ہو گا۔ پاکیشیا کے مفاد کا ہی کام ہو گا اس لئے اس کی کوتاہی پاکیشیا کے مفادات کے خلاف بھی جا سکتی تھی اور ایسی صورت میں اسے خود احساس ہونا چاہئے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہو سکتا ہے جس پر اس نے معذرت کر کے آئندہ ہر معاملے کو پوری اہمیت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن عمران صاحب۔ ایسی کیا بات تھی کہ آپ کو مجھے فون کر کے اسے فون کرنے کا کہنے کی بجائے اسے براہ راست فون کرنا پڑا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ساری بات ٹائیگر کے سامنے ہو رہی تھی اور معاملات اس قدر نازک تھے کہ ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا جا سکتا تھا اور ٹائیگر کے سامنے میں تمہیں فون کر کے نہیں کہہ سکتا تھا کہ تم ناٹران کو فون کرو اس لئے مجبوراً مجھے براہ راست بطور عمران اسے احکامات دینے پڑے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس معاملے کا ہوا کیا۔ آپ نے کچھ بتایا ہی نہیں۔ صرف اتنا بتایا تھا کہ ڈاکٹر وکٹر نے وادی بلاس کا نام لیا تھا لیکن وادی بلاس

سے کچھ حاصل نہیں ہوا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں تو اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ پاکیشیائی ماہر معدنیات ڈاکٹر عبدالغفار کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور اس سے معلومات حاصل کرنے والا ڈاکٹر وکٹر بھی ہلاک ہو گیا ہے اور اس نے جو وادی بلاس بتائی وہاں کچھ نہیں تھا اس لئے اب مزید کیا ہو سکتا ہے لیکن ٹائیگر نے اس سلسلے میں کام کیا اور پھر اسے ایک آدمی ہنری پر شک پڑا تو اس نے اس کے لاشعور سے اصل اور اہم معلومات حاصل کیں۔ یہ اس قدر اہم باتیں تھیں کہ مجھے فوراً ناٹران کو احکامات دینے پڑے تھے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کوئی ایسا آدمی ہے جو تمہیں بولنے سے روک سکے"۔ دوسری طرف سے سرداور نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"صرف ایک شخصیت ہے سرداور اور وہ ہے اماں بی۔ جن کی جوتیاں جب سر پر پڑتی ہیں تو زبان کے ساتھ ساتھ حس سماعت بھی بند ہو جاتی ہے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرداور بے

اختیار ہنس پڑے۔

''سرداور۔ وہ پیکٹس چیک ہو گئے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ تیرہ پیکٹس خالص بیریلیم دھات کے ہی ہیں اور یہ دھات اس قدر نایاب اور کارآمد ہے کہ اس کی اتنی مقدار کا بیک وقت مہیا ہو جانا کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ لیکن تمہیں یہ پیکٹس کہاں سے ملے ہیں اور کیسے ملے ہیں''...... سرداور نے کہا۔

''یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ دھات ہمارے پہاڑی علاقے ہفت کوہ میں موجود تھی لیکن اسے ایکریمینز نے خفیہ طور پر وہاں سے نکالا اور پیکٹس بنا کر ایکریمیا لے جا رہے تھے اور وہ اس حد تک کامیاب ہو گئے تھے کہ ان پیکٹس کو پاکیشیا کی حدود سے بھی باہر لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن ہمیں اس کے ایکریمیا پہنچنے سے پہلے اطلاع مل گئی اور ہمیں قدرت نے یہ موقع دے دیا کہ ہم اپنے ملک کی دولت اپنے ملک کے مفاد میں واپس لے آئیں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی خصوصی حفاظت کرنا پڑے گی''...... سرداور نے کہا۔

''ہاں سرداور۔ یہ تمام مقدار ایک روز میں تو استعمال نہیں ہو سکتی۔ اس کے استعمال میں تو سالوں لگیں گے اس لئے اس کی خصوصی حفاظت کرنی چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ انشاء اللہ اب یہ محفوظ رہے گی''...... سرداور نے کہا۔

''اوکے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ کراس ورلڈ ہیڈکوارٹر''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ مارتھر سے بات کراؤ ورنہ ایکریمیا کو ایسا نقصان پہنچے گا جس کی تلافی ممکن ہی نہ ہو سکے گی''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''بات کریں۔ چیف لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں پاکیشیا سے اور یقیناً گرینڈ وکٹری کا انجام اب تک تمہارے سامنے آ گیا ہو گا''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن گرینڈ وکٹری کا لفظ سن کر سامنے بیٹھا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا یہ سب تم نے کیا ہے لیکن یہ کیسے ہو سکتا

ہے''...... دوسری طرف سے ماتھر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''صبر مسٹر مارتھر۔ صبر سے سننا پڑے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم جادوگر ہو۔ کیا ہو تم۔ کیسے کی ہے تم نے یہ گڑبڑ۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا''...... مارتھر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ہمیں علم ہی نہ ہو سکا اور تمہارے آدمی انجینئر سمتھ نے ہمارے ملک کی دولت کو تیرہ پیکٹس میں بند کر کے انہیں پاکیشیا سے نکال دیا لیکن میرا شاگرد ٹائیگر تمہارے آدمی ہنری سے ٹکرا گیا اور پھر ٹائیگر نے اس کے لاشعور سے ساری معلومات حاصل کر لیں۔ میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ یہ پیکٹس اس وقت کافرستان سے ایکریمیا کو پرواز کرنے والے چارٹرڈ طیارے کے کارگو میں ہیں اور طیارہ اس وقت تارکی کی فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ تارکی کے بعد اس کی منزل بین الاقوامی قانون کے مطابق لائبا تھی جہاں اس نے فیول بھی لینا تھا اور اس کا کریو بھی تبدیل ہونا تھا اور وہاں طیارے نے دو گھنٹے رکنا تھا۔ میرے لئے یہ وقفہ کافی تھا۔ لائبا میں میرا ایک دوست ہے۔ میں نے اسے فون کیا۔ اس کا کاروبار ایسا ہے کہ لائبا ایئرپورٹ پر دراصل اس کے آدمیوں کا قبضہ ہے اور ان کے لئے پیکٹس تبدیل کرنا کوئی مسئلہ نہ تھا اور ایسا ہی ہوا۔ تمہارے ایجنٹس ڈینی اور مارٹی کو علم تک نہ ہو سکا اور تمہاری گرینڈ وکٹری کا انجام

سامنے آ گیا۔ یہ پیکٹس مجھ تک بحفاظت واپس پہنچ گئے اور تم نے گرینڈ وکٹری کے تحت جو پیکٹس وصول کئے ان میں عام ٹالکم پاؤڈر بھرا ہوا تھا۔ تم نے بڑا بول بولا جس کا انجام تمہارے سامنے آ گیا اور گرینڈ وکٹری شکست میں تبدیل ہو گئی۔ اب اگر تم نے یا تمہاری ایجنسی نے اس پر کام کیا تو پھر تم سمیت تمہاری پوری ایجنسی کو لاشوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ اسے ہمیشہ ذہن میں رکھنا''۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ سب کیسے ہوا عمران صاحب۔ ایسا بظاہر تو ممکن ہی نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے لائبا میں گرینڈ ماسٹر کاروش کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی پاکیشیا پر خصوصی رحمت ہے''...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور اب تم بھی خصوصی مالیت کا چیک میرے حوالے کر دو تاکہ میں بھی گرینڈ وکٹری کا نعرہ بلند کر سکوں''...... عمران نے کہا۔

''چیک۔ کس بات کا چیک''...... بلیک زیرو نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے کمال ہے۔ ساری بات سن کر بھی کہہ رہے ہو کہ کس بات کا چیک۔ یہ تو وہی مثال ہے کہ ساری رات قصہ یوسف زلیخا

سنتے رہے اور صبح کو پوچھ رہے ہو کہ زلیخا کون تھی‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

’’میں نے زلیخا نہیں قصہ گو کے بارے میں پوچھا ہے کہ وہ کون ہے‘‘...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد